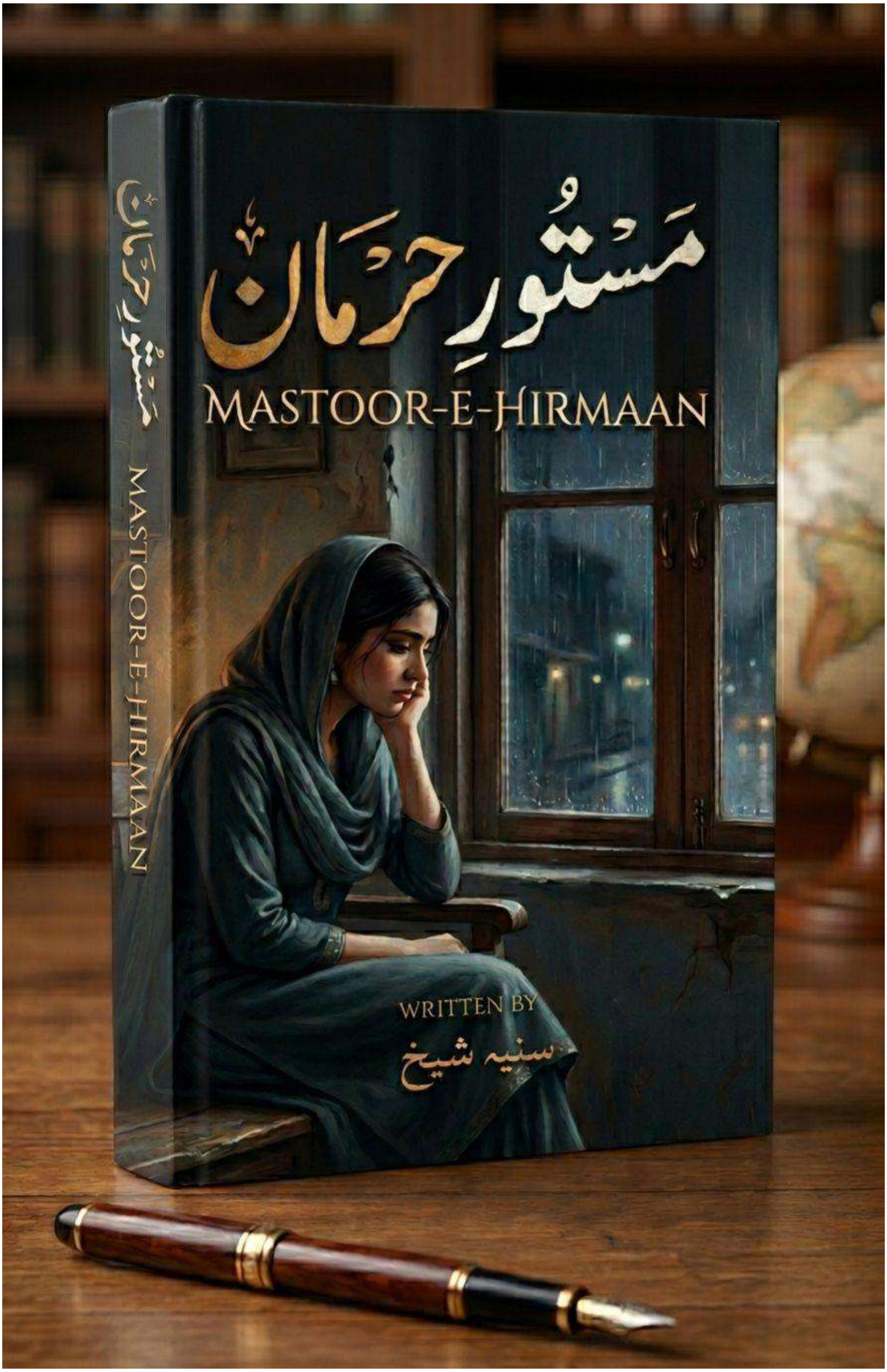
مستورِ حرمان
MASTOOR-E-HIRMAAN
مستورِ حرمان
MASTOOR-E-HIRMAAN
WRITTEN BY
سنیہ شیخ

مستورِ حِرْمَان

MASTOOR_E_HIRMAAN

(The_ Silent _Loss)

Writer_Sania Sheikh

قسط 1

🌺🌺

ہسپتال کے کوریڈور میں فینائل کی تیز بو اور اسٹریچر کے پہیوں کی آوازیں فضا کو مزید بوجھل بنا رہی تھی۔

تراب آپریشن تھیٹر کے اندر تھا، گولی خوش قسمتی سے اس کے بازو کو چھوتی ہوئی نکل گئی تھی مگر خون زیادہ بہہ جانے کی وجہ سے وہ بے ہوش تھا۔ باہر بوبی آنٹی، مشکات اور عروہ شدید ذہنی دباؤ کا شکار کھڑی تھیں۔روبی عروہ کی گود میں سہمی ہوئی بیٹھی تھی ۔

پولیس کا ایک روکھا اور بدتمیز سب انسپکٹر اپنی ڈائری ہاتھ میں لیے ان کے سر پر آ کھڑا ہوا۔ چونکہ یہ گولی کا معاملہ تھا، اس لیے پولیس نے تفتیش کے نام پر دونوں جوان لڑکیوں کو ہدف بنا لیا۔ مشکات نے سمجھداری سے اس معاملے کو ہینڈل کرنے کی کوشش کی مگر وہ انسپکٹر شاید انہیں صرف لڑکیاں سمجھ کر شوخا ہونے کی کوشش کر رہا تھا ۔ عروہ خاموشی سے یہ سب دیکھتی رہی مگر اس کا میٹر جلد ہی گھوم گیا ۔

"بات سنیں انسپکٹر صاحب --!!-"

وہ ایک دم شیرنی کی طرح تپ کر آگے بڑھی۔ انسپکٹر عروہ نے اپنی آواز میں بلا کا رعب پیدا کرتے ہوئے کہا، "کیا چاہ رہے ہیں آپ؟"۔

کس کا فون گھماؤں تو آپ اپنی یہ تشریف یہاں سے لے جائیں گے؟۔

انسپکٹر نے ایک لمحے کے لیے عروہ کے تیور دیکھے ، پھر خود کو سنبھال کر غصے سے بولا۔

اے لڑکی! مجھے اوپر کا ڈرامہ مت دکھاؤ۔ سیدھی طرح بتاؤ کیا چکر ہے، ورنہ....

ورنہ ؟؟؟ ورنہ کیا کر لو گے ہاں ؟؟

سب سے پہلے تو تم ذرا عورتوں سے تمیز سے بات کرو عروہ نے اس کی بات کاٹتے ہوئے انگلی اٹھائی، میری صرف ایک فون کال تمہیں کہاں پہنچا دے گی، اس کا اندازہ بھی ہے تمہیں؟ سوشل ورکر ہوں میں، اور میری پوری ٹیم اس وقت صرف میری ایک کال کی منتظر ہے۔ ذرا احتیاط سے بات کرو، ورنہ نوکری خطرے میں پڑ جائے گی !۔

سوشل ورکر اور میڈیا ہائپس کا نام سن کر انسپکٹر کے ماتھے پر پسینہ آ گیا۔ پولیس اکثر ایسے معاملات میں پڑنے سے ڈرتی ہے جہاں بات نوکری پر آ جائے۔ اس کا لہجہ فوراً ہی نرم اور دفاعی ہو گیا۔

بی بی! میرا... میرا مطلب وہ نہیں تھا۔ میرا مطلب تھا کہ کچھ تو پتا ہوگا آپ لوگوں کو؟ کون ہے وہ؟ کیا دشمنی تھی؟ کس نے مارا اسے؟۔

اس کی ٹون میں اب مٹھاس تھی ۔

یہ پتا لگانا آپ کا کام ہے، ہمارا نہیں!۔

عروہ نے کاٹ دار لہجے میں جواب دیا۔

،اگر یہ سب بھی ہم نے ہی کرنا ہے، تو پولیس کی یہ وردی میں خود نہ پہن لوں؟ اب زیادہ بدمعاشی دکھانے کی ضرورت نہیں ہے، اور بار بار ہمارا دماغ مت کھائیں!۔

انسپکٹر نے ایک نظر عروہ طرف دیکھا، اپنی ڈائری بند کی اور بڑبڑاتا ہوا وہاں سے کھسک گیا۔

"اچھا اچھا ٹھیک ہے، ہم دیکھتے ہیں..."

اس کے جاتے ہی ہسپتال کے کوریڈور میں سکون ہو گیا۔ مشکات نے حیرت اور صدمے سے عروہ کو دیکھا، جس کے چہرے پر ابھی بھی غصے کے تاثرات تھے۔

" عروہ تم نے یہ اتنا بڑا جھوٹ کیوں بولا؟

تو کب سے سوشل ورکر ہو گئی؟ مشکات نے دھیمی آواز میں پوچھا۔

عروہ نے ایک لمبا سانس لیا اور بال سیدھے کرتے ہوئے بولی ۔

باجی! آپ تو چپ کریں۔سن لے گا وہ ۔ دیکھ نہیں رہیں، کیسے ڈر کے بھاگ گیا؟ یہ اصل میں ہم سے پیسوں کے چکر میں تھا، ہم کہاں سے دیتے اسے؟ یہ دنیا یہی زبان سمجھتی ہے باجی، سیدھی انگلی سے گھی نہ نکلے تو انگلی ٹیڑھی کرنی پڑتی ہے۔

عروہ تراب کا وہ دوست ---ہائے کیا نام تھا اسکا بھلا سا میران --ہاں ۔ ہاں میران شیرازی اسے بتاؤ نا وہ اپنے دوست کو آ کر دیکھے بیچارہ اندر بیہوش پڑا ہے ---میرا تو دل ہول رہا تھا اس کا خون دیکھ کر ۔

بوبی آنٹی بقاعدہ روتے ہوئے عروہ کو مخاطب کر رہی تھیں ۔

اماں آپ کیوں رو رہی ہیں ؟تراب بھائی ٹھیک ہیں کچھ دیر تک ہوش بھی آجائے گا آپ اپنی طبیعت نہ بگاڑ لینا یار --

عروہ بوبی آنٹی کو گلے لگاتی ہوئی بولی ---جانتی تھی اس کی ماں کس قدر حساس تھی ۔

اچھا، نمبر دیں تراب بھائی کے دوست کا، میں ابھی ملا دیتی ہوں۔

عروہ نے ان کے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا ---

بوبی آنٹی نے بے بسی سے سر ہلایا۔

ہائے بچے وہ... وہ تو گھر پر ہے۔ میران کا کارڈ میری الماری کے دراز میں پڑا ہے اور میرا فون بھی جلدی میں وہیں چھوٹ گیا۔

عروہ نے کچھ سوچا اور پھر مشکات کی طرف دیکھا۔

تو پھر اماں آپ باجی کے ساتھ گھر جائیں۔ وہاں سے فون کریں اسے... جیسے ہی وہ ہسپتال آ جائے گا، تو میں گھر آ جاؤں گی۔ تب تک میں یہاں تراب بھائی کے پاس رکتی ہوں---

وہ مسلے کا حل نکالتے ہوئی بولی ---

نہیں عروہ اتنی رات کو میں تمہیں اس ہسپتال میں اکیلا ہرگز نہیں چھوڑ سکتی۔۔

مشکات اس کی بات سے بالکل متفق نہیں تھی اس کے چہرے پر تشویش صاف عیاں تھی۔

باجی اور کوئی حل بھی تو نہیں ہے نا۔

عروہ نے اسے سمجھانے والے انداز میں کہا۔

آپ خود دیکھیں اماں کو یہاں کتنی مشکل ہو رہی ہے۔ بیچاری کے پیر سوج رہے ہیں اور پھر ہمارا تراب بھائی کے دوست کو یہاں بلانا بہت ضروری ہے۔ اچھی بات ہے وہ وکیل ہے پولیس کے سارے معاملات کو خود ہی سنبھال لے گا۔

عروہ کی بات اب مشکات کی سمجھ میں آ تو رہی تھی، مگر رات کے اس پہر اپنی چھوٹی بہن کو ہسپتال کے اس ماحول میں اکیلا چھوڑنا اس کے دل کو کسی طور گوارا نہیں تھا۔مشکات کی ہچکچاہٹ دیکھ کر عروہ مسکرائی۔

باجی آپ میری فکر بالکل نہ کریں۔ میں وہاں نرسنگ اسٹاف کے پاس ہی بیٹھی ہوں۔ آپ جلدی سے جائیں اور ہاں... اس روبی کو بھی اپنے ساتھ لے جائیں، یہ بھی بھوکی ہوگی۔

عروہ نے بینچ کے نیچے سہمی بیٹھی بلی کی طرف اشارہ کیا۔

ہٹاؤ اسے دور مجھ سے۔

مشکات ایک قدم پیچھے ہٹتے خوفزدہ ہو کر بولی، میں... میں نہیں پکڑوں گی اسے۔ مجھے ویسے ہی ڈر لگتا ہے اس سے..

بوبی آنٹی نے مشکات کی گھبراہٹ دیکھی تو ہنس پڑیں اور روبی کو خود آگے بڑھ کر گود میں اٹھا لیا۔

ہائے مشکات---

اتنی معصوم سی بلی ہے، یہ بھلا تجھے کیا بولتی ہے؟ چل میں پکڑ لیتی ہوں اسے۔ اب جلدی نکلتے ہیں، باہر سے رکشہ کروا کر سیدھے کالونی چلتے ہیں۔

عروہ تم جاؤ رونق والی جگہ پر بیٹھو اور یہاں سے کہیں مت جانا--یہ کچھ پیسے پاس رکھو کہیں ضرورت نہ پڑ جائے---

مشکات عروہ کو ڈھیروں ہدایت کرتے ہوئی ۔

بوبی آنٹی ساتھ کوریڈور کی طرف بڑھ گئی ۔

🌺🌺

بوبی آنٹی نے گھر آتے ہی جلدی سے الماری کا دراز کھولا اور میران کا وزٹنگ کارڈ نکال لیا۔ انھوں نے نمبر ڈائل کیا اور فون کان سے لگا لیا۔دوسری طرف، میران شیرازی اس وقت گہری اور میٹھی نیند کے مزے لے رہا تھا۔

اچانک فون کی فل والیم ٹون نے اس کے حسین خواب کا شیشہ چورچور کر دیا۔ اس نے بند آنکھوں سے اندھیرے میں ہاتھ مار کر فون اٹھایا اور بنا دیکھے گرین بٹن دبا کر کان سے لگا لیا۔۔۔وہ اب بھی نیند میں تھا ۔

ہیلو۔۔۔ میران کی آواز سے لگ رہا تھا جیسے وہ کسی دوسری دنیا سے بول رہا ہو۔

ہیلو! بیٹا میران؟ میں بوبی بول رہی ہوں۔

وہ اس کا فون اٹھاتے ہی جھٹ سے بولیں ۔۔

"کیوں بول رہیں ہیں ؟"

بوبی آنٹی نے گھور کر فون کو دیکھا

"یا اللہ... نمبر صحیح ملایا ہے نا میں نے؟"

بیٹا میں آنٹی بوبی ہوں "۔"

"مگر میں انکل نہیں ہوں ۔"

"ہائیں؟"

" بچے تم میران شیرازی ہو نا ؟"

دیکھیں پاکستان میں بہت سی شہزادیاں پائی جاتی ہیں۔ کچھ شریف، کچھ خطرناک، کچھ فضول... آپ کو کونسی چاہیں ؟

"بیٹا اگر تم میران نہیں ہو تو فون بند کر دو "

"میزان بینک والے آدھی رات کو بھی سروسز دے رہے ہیں ؟"۔

"دیکھو تم شاید نیند میں ہو میری بات غور سے سنو "

اگر اغوا، قتل یا شادیوں میں ڈانس کروانا ہے تو میں معذرت چاہتا ہوں۔۔

"ارے لڑکے ! ہوش میں آؤ ۔"

تمہارا پکا دوست تراب اسے گلی میں کسی نے گولی مار دی ہے وہ ہسپتال میں خون میں لت پت بے ہوش پڑا ہے جب اس کی آنکھیں کھلیں گی تو اسے تمہاری ضرورت ہوگی اور تم یہاں نیند کے نشے میں ہو ۔

اب کی بار وہ ڈانٹتے ہوئے بولیں ۔

گولی ؟ مر رہا ہے ؟ اور ہسپتال کے الفاظ جیسے میران کے کانوں میں بم کی طرح پھٹے۔ اس کی آنکھیں پٹ سے کھل گئیں اور وہ ایک جھٹکے سے بستر پر اٹھ کر بیٹھ گیا۔ نیند کا سارا خمار ایک سیکنڈ میں اڑا ۔

"کیاااا؟؟؟--"

تراب کو گولی لگ گئی؟ وہ ہسپتال میں ہے؟۔

میران کا رنگ فق ہو گیا۔ اس نے جلدی سے فون سیدھا کیا، بیڈ سے نیچے اترا اور بوکھلا کر بولا۔

آنٹی، معذرت، گہری نیند میں تھا، مجھے سمجھ ہی نہیں آی آپ بالکل پریشان نہ ہوں کونسے ہوسپٹل میں ہے ؟

وہ اب سانس لینا بھول گیا تھا ۔

سٹی ہوسپٹل میں ہے ذرا جلدی پوہنچو ۔۔پولیس والے عجیب و غریب سوال کر رہے ہیں ہم سے ۔۔

میں بس پندرہ منٹ میں سٹی ہسپتال پہنچ رہا ہوں دیکھتا ہوں کون سا انسپکٹر ہے وہاں ۔

ادھر دوسری طرف بوبی آنٹی نے فون رکھ کر ایک لمبا سانس لیا۔

🌺🌺

میران پاگلوں کی طرح اپنے کمرے میں ادھر ادھر بھاگ رہا تھا۔ اس نے بیڈ سائیڈ ٹیبل سے گاڑی کی چابی اور والیٹ اٹھایا اور اندھا دھند دروازے کی طرف لپکا۔ اس کے دماغ میں صرف تین لفظ گونج رہے تھے۔

ہسپتال گولی اور تراب۔۔۔

جلدی میں اسے کمرے کی لائٹ بند کرنے کا بھی ہوش نہ رہا۔وہ سیڑھیاں پھلانگتا ہوا تڑ تڑ نیچے اترا۔

جیسے ہی اپنے بنگلے کے گیراج میں کھڑی گاڑی میں بیٹھنے لگا تو باہر۔ وہاں رات کی ڈیوٹی پر مامور چوکیدار غفور خان نے میران کو اس طرح بدحواس بھاگتے دیکھ کر گھبرا کر پوچھا ۔

صاحب جی۔۔ خیر تو ہے؟ اتنی رات گئے کہاں جا رہے ہیں آپ؟

غفور خان ہسپتال جا رہا ہوں، میرے دوست کو گولی لگی ہے۔

میران نے بغیر رکے گاڑی کی طرف بڑھتے ہوئے جواب دیا۔غفور خان نے میران کو سر سے پاؤں تک دیکھا، اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹ گئیں اور اس نے جلدی سے آگے بڑھ کر میران کا راستہ روکا۔

مگر صاحب جی۔۔۔! آپ اس حلیے میں ہسپتال جائیں گے؟۔

حلیہ؟ میرے حلیے کو کیا ہوا ہے؟ میران نے جھنجھلا کر کہا اور اپنے وجود پر نگاہ ڈالی وہ ایک سیکنڈ کے لیے بالکل ساکت ہو گیا۔

یا الہیٰ۔۔۔ یہ میں کیا کر کے آ گیا؟۔

اس کا منہ حیرت اور صدمے سے کھلا کا کھلا رہ گیا۔ شدید بوکھلاہٹ اور جلدی میں وہ اپنے کپڑے تبدیل کرنا ہی بھول گیا تھا۔

وہ اس وقت سونے والی ایک پرانی، ڈھیلی ڈھالی شرٹ اور چمکدار پیلے رنگ کے نکر میں کھڑا تھا، جس پر چھوٹے چھوٹے کارٹون والے پینگوئن بنے ہوئے تھے۔ حد تو یہ تھی کہ پیروں میں چپل تک نہیں تھی، وہ ننگے پیر ماربل کے فرش پر کھڑا تھا۔

میرا دماغ خراب ہو گیا ہے شاید -------

وہ جتنی پریشانی میں تھا یہ وہی جانتا تھا ۔

میران نے شرمندگی سے اپنے ماتھے پر ہاتھ مارا۔

آج تو اس کی عزت اس نکر کی نظر ہوتے ہوتے بچی ۔

اپنی بیوقوفی پر خود کو کوستا ہوا وہ الٹے قدموں مڑا اور سیڑھیاں تین تین کر کے پھلانگتا ہوا واپس اوپر بھاگا۔

کمرے میں گھس کر اس نے الماری سے جینز اور ایک ڈھنگ کی شرٹ نکالی ریکارڈ ٹائم میں انہیں پہنا، پیروں میں لافر جوتے اڑسے اور باہر کی طرف لپکا۔

غفور خان نے مسکرا کر اپنے مالک کو دیکھا۔۔۔

ٹھیک تین منٹ بعد، اس کی گاڑی کے ٹائر سڑک پر چیخے اور وہ اندھیرا چیرتی ہوئی پوری رفتار سے سٹی ہسپتال کی طرف دوڑنے لگی۔

🌺🌺

وہ تھک ہار کر بستر پر لیٹ تو گئی تھی... مگر نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔

نیند بھی شاید اُن عورتوں سے روٹھ جاتی ہے جن کے شوہر وفاداری سے منہ موڑ لیں...۔

اور جب عورت کو محسوس ہونے لگے کہ یہ اُس کی محبت نہیں، اُس کی "ملکیت" کی آخری رات ہے... تو پھر آنکھیں بند ضرور ہوتی ہیں، سکون نہیں آتا۔

کمرے کی چھت کو گھورتے ہوئے نوال کی آنکھوں سے خاموشی سے آنسو بہہ رہے تھے۔

وہ جانتی تھی...۔

اسد سعدیہ بیگم تک ہر بات پہنچا چکا ہوگا۔

صبح ہوتے ہی شاید اُس کے خلاف ایک نیا فیصلہ سنا دیا جائے گا۔مگر اب حد تو پار ہو چکی تھی اب

چھوٹے موٹے قصے اس کی بربادی پر کہاں نظر انداز ہونے تھے ۔۔اسے تو محبت اور وفا کرنے کی بہت

بڑی سزا مل چکی تھی ۔ایک ایسی سزا... جس میں عورت زندہ رہتی ہے مگر اُس کی عزت، اُس کا سکون، اُس کا یقین سب دفن کر دیے جاتے ہیں۔

کمرے میں اندھیرا تھا مگر نوال کے اندر اس سے کہیں زیادہ اندھیرا پھیل چکا تھا۔

اس نے پہلو بدلا۔ ساتھ والی جگہ خالی تھی... مگر عجیب بات یہ تھی کہ اسد کے ہوتے ہوئے بھی وہ جگہ ہمیشہ خالی ہی رہی تھی---

مرد اکثر محبت کے دعوے بہت کرتے ہیں مگر جب امتحان وفا کا آئے... تو حق یاد رہتا ہے، عورت نہیں

نوال نے آنکھیں بند کر لیں۔

اُسے یاد آیا...

وہی اسد جو کبھی اُس کے ذرا سا بیمار ہونے پر پریشان ہو جایا کرتا تھا، شادی ک شروع کے دن ایسے تھے جیسے نوال کے ہاتھ میں الہ دین کا چراغ آ گیا ہو ۔پھر آہستہ آہستہ زندگی کی کتاب کے پنے پلٹنے لگے ہر روز ایک نیا سبق ہر روز ایک نئی کہانی اور اس کہانی کے کردار اتنے سفاک تھے کہ کبھی انہیں نہ اللہ کا خوف آیا نہ ہی کبھی ترس --- مگر اب اسے اس کہانی کا اختتام کرنا تھا --- اس کتاب کے آخری کورے صفحے پر اسے اپنی مرضی کا انجام لکھنا تھا ----- اسے دنیا کو بتانا تھا کہ اس کے پسندیدہ مرد نے اس کے ساتھ کیا کیا تھا ----

کتنے عجیب ہوتے ہیں کچھ مرد-- محبت بھی چاہتے ہیں...وفاداری بھی چاہتے ہیں مگر عورت کو وہ سکون نہیں دے پاتے جس کے بغیر محبت صرف ایک قید بن جاتی ہے--اگر مرد برابری اور اعتدال کرنے والا

ہوتا تو اللہ پاک حکم نہ دیتا "اگر" انصاف کر سکو تو چاہے دو دو بیویاں کرو یا چار چار لیکن یہاں بھی مرد کو صرف اپنے مطلب کی بات نظر آتی ہے کہ اسے چار شادیوں کی اجازت ہے اسے "اگر" لکھا ہوا لفظ کیوں نظر نہیں آتا ؟؟؟ اسے کیوں سمجھ نہیں آتا اس ایک "اگر" میں اللہ کی کتنی بڑی حکمت ہے کتنی بڑی وارننگ ہے ----پتا نہیں روز محشر کس کس نے ایک دوسرے کا گریبان پکڑنا ہے اور نوال نے بھی اپنا انصاف اللہ پر چھوڑ دیا ---(لمحہ فکریہ)---

نوال نے اپنے سینے پر ہاتھ رکھا۔ دل عجیب طرح سے درد کر رہا تھا۔کیا واقعی عورت اتنی بے وقعت ہو جاتی ہے... صرف ماں نہ بن سکنے پر یہ سوال اُس کے اندر بار بار گونج رہا تھا۔

مگر ستم ظریفی تو یہ بھی تھی کہ جو الزام اُس پر برسوں سے لگایا جا رہا تھا، کسی نے یہ جاننے کی زحمت ہی نہیں کی کہ کمی واقعی اُسی میں ہے بھی یا نہیں۔

کبھی کسی لیڈی ڈاکٹر کے پاس نہیں لے جایا گیا۔

کبھی کوئی ٹیسٹ، کوئی تسلی، کوئی ساتھ نہیں دیا گیا۔

بس ایک داغ ---ایک گمان ----

"بانجھ"

اور وہ لفظ ایسے اُس کے ماتھے پر چپکا دیا گیا تھا جیسے عورت کا پورا وجود صرف ماں بننے سے ثابت ہوتا ہو۔

نوال نے آنکھیں زور سے بند کر لیں۔

"آہ...۔"

دل میں ایک عجیب سا درد اٹھا تھا۔

"نوال... کیوں اتنا درد ہو رہا ہے؟"

وہ یونیورسٹی لیول پر جب اسد کو حقوق نسواں پر تقریریں کرتا سنتی تھی تو دل سے ایک آہ نکلتی تھی کہ یہ مرد کاش اس کا ہو جائے اسد جس عورت کو اپنی زندگی میں شامل کرے گا وہ عورت کتنی نصیبوں والی ہو گی مگر آج ---آج ---اس نے دل کے مقام پر تھپڑ مارا -----

دھوکہ ---- تھا یہ مرد جھوٹ تھا یہ مرد --- سراب تھا یہ مرد ---آج نوال کو خود سے ہمدردی ہو رہی تھی ---ترس آرہا تھا ---- محبت میں شراکت کی چاہے جتنی بھی مجبوریاں ہوں مگر محبت کسی شریک کو برداشت نہیں کرتی ----

نوال کے سر میں اٹھتی ٹیسیں اسے پاگل کرنے کو تھیں۔

کیا اسد بھی مجھے کسی گھی کے خالی ڈبے کی طرح پھینک دے گا یا گھر کے کسی کونے میں ڈال کر بھول جائے گا ---کیا مستقبل ہے تیرا نوال ؟؟؟

وہ خود سے سرگوشی میں پوچھ رہی تھی ---- ساری عمر اسد کی مار کھانی ہے یا پھر عزت سے سر اٹھا کر جینا ہے ؟؟؟آج ساس کے کہنے پر مارتا ہے کل دوسری بیوی کے کہنے پر مارے گا ---کیا اسی زندگی کے خواب دیکھے تھے تو نے نوال ؟؟؟؟کیا اسی دن کے لئے اسد کی حسرت کی تھی نوال ؟؟؟؟کوئی نوال کو اندر سے جھنجھوڑ رہا تھا --

نوال نے بے اختیار اپنے کانوں پر ہاتھ رکھے ----وہ چلائی ۔

اتنی تکلیف تو مجھے اسد کے اُن بے رحم تھپڑوں سے بھی نہیں ہوئی... جتنی آج اُس کے منہ سے اپنے حقوق کی فہرست سن کر ہوئی ہے۔

اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔

عورت جسم پر لگنے والے زخم بھول جاتی ہے

مگر اپنے مرد کے بدلتے ہوئے لہجے کبھی نہیں بھولتی۔

وہ ہنسی۔۔اور ہنستی چلی گئ ...۔

عورت کتنی آسانی سے پاگل بن جاتی ہے نا...۔ مرد صرف

دو میٹھے لفظ، تھوڑی سی توجہ، تھوڑا سا احساس... دلاتا ہے اور پھر وہ ساری دنیا چھوڑ کر اس مرد کو اپنی

پوری دنیا مان بیٹھتی ہے....

کمرے کی خاموشی اور گہری ہوگئ۔

"اور مرد...؟"

نوال نے نم آنکھوں سے چھت کو دیکھا۔

باجی نے ٹھیک کہا تھا نوال تمہارا انتخاب غلط ہے "۔"

آنسو تواتر سے اس کی آنکھوں میں بہ رہے تھے ---

کیا میں ساری زندگی یوں ہی تڑپوں گی ؟؟

ایک اور سوال اور اس سوال کا جواب وہ خود ہی دے سکتی تھی ۔ سب سے زیادہ تکلیف دہ بات یہ تھی کہ

اُس کا مقابلہ کسی دوسری عورت سے نہیں تھا

بلکہ اُس مرد کی بدلتی ہوئی نظر سے تھا، جسے اُس نے کبھی اپنی پوری دنیا سمجھا تھا۔۔آج یا تو اسے ہمیشہ کے لئے جیتنا تھا یا پھر ہارنا تھا ۔کسی دوسری عورت کا تصور ہی اس کی جان نکال رہا تھا وہ نوال جانتی تھی کہ وہ صبر نہیں کر سکے گی وہ اچھی نہیں بن سکے گی وہ دل بڑا نہیں کر سکے گی۔۔۔۔نہ ہی اسد ان مردوں میں سے تھا جو انصاف کر سکیں ۔۔۔ نوال کو قید تنہائی قبول نہیں تھی ۔۔۔ اسے کھل کر سانس لینے کے لئے آج خود کو آر یا پار کرنا تھا ۔۔۔۔

اور یہ فیصلہ نوال نے کرنا تھا ۔۔۔۔

🌺🌺

ہسپتال کے کوریڈور میں میران طوفان کی طرح داخل ہوا۔وہ تراب کو جتنی گالیاں دے سکتا تھا راستے میں دے چکا تھا ۔ منع کیا تھا گھر سے نہیں نکلے گا مگر نہیں تراب جبیل کسی کی بات مان لے وہ بھی اتنی آسانی سے ۔۔۔

وہ سیدھا کاؤنٹر کے پاس پوہنچا ۔۔

سسٹر یہاں ابھی ایک کیس آیا ہے کسی کو گولی لگی ہے تراب جبیل کے نام سے آپ بتا سکتی ہیں ان کی کنڈیشن ؟؟

میران کی آواز عروہ کے کانوں تک پوہنچی تو نیند میں جھولتی حالت میں عروہ نے آنکھیں کھولیں ۔۔۔

تراب جبیل کے نام پر وہ الرٹ ہوتی کھڑی ہوئی ۔۔

جیسے ہی عروہ گھوم کر کاؤنٹر کے پاس آئی، دونوں کی نظریں ایک دوسرے سے ٹکرائیں۔ وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر بری طرح چونکے۔۔

تم؟؟؟"---"

میران کے منہ سے حیرت سے نکلا۔

"آپ؟؟؟" -----"

عروہ نے بھی صدمے سے اپنی بھنویں سکیڑیں۔

میران نے اسے سر سے پاؤں تک دیکھا اور تپ کر پوچھا۔۔

"تم یہاں کیا کر رہی ہو؟۔"

عروہ نے بھی ایک سیکنڈ ضائع کیے بغیر اپنی کمر پر ہاتھ رکھا اور الٹا سوال داغ دیا۔

آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟"۔"

میران نے جھنجھلا کر پھر پوچھا ۔

پہلے میں نے پوچھا ہے تم بتاؤ۔

"نہیں پہلے آپ بتائیں۔"

عروہ نے بھی ضدی لہجے میں ترکی بہ ترکی جواب دیا۔

دیکھو لڑکی میرے دوست کو گولی لگی ہے اس وقت میں مذاق کے موڈ میں نہیں ہوں --

وہ پیشانی پر انگلی رکھے ہوئے بولا---

آپ کو لگتا ہے میرا اور آپ کا مذاق ہے ۔

عروہ نے تنک کر کہا۔

میران کوئی جواب دیتا اس سے پہلے کاؤنٹر پر بیٹھی نرس نے بیچ میں مداخلت کی ۔

آپ جس کا پوچھ رہے ہیں، انہیں یہ ہی یہاں لائے ہیں۔ تراب--- کو تم لائی ہو؟۔

میران کو شدید حیرت ہوئی۔

جی! کوئی مسئلہ ؟۔

عروہ نے ابرو اچکائے--

تم--- بوبی آنٹی کی بیٹی ہو؟۔

میران نے اس کے حلیے اور بوبی آنٹی کی بات کو جوڑتے ہوئے پوچھا--

ہاں تو؟ آپ تراب بھائی کے وہ دوست ہیں؟ جعلی وکیل عروہ نے طنز کا تیر چلایا، کیونکہ اسے یاد تھا کہ بوبی آنٹی نے کہا تھا وہ وکیل ہے۔

جعلی وکیل؟ اوئے لڑکی، میں ہائی کورٹ کا نامی گرامی وکیل ہوں ۔کتنی بار بتاؤں --

"میں کیس کر سکتا ہوں تم پر۔"

میران نے ڈرایا ۔

"کر دیں۔"

کونسا جیتنا ہیں ---

"اور اگر جیت گیا تو؟"

میران بے اختیار ہنس پڑا۔

اتنی بڑی بڑی باتیں رہنے ہی دیں آپ تو پہلے ذرا ان لوگوں کو ڈھونڈ کر سزا دلوائیں جنھوں نے آپ کے دوست پر قاتلانہ حملہ کیا ہے -

میران کے چہرے کی مسکراہٹ ذرا ہلکی پڑی۔

"کیا تم کچھ جانتی ہو...؟"

"نہیں۔"

"دیکھو، اگر کچھ دیکھا ہے تو بتا دو۔"

"نہیں، آج کل آپ کے علاوہ میرے ساتھ کوئی برا حادثہ نہیں ہو رہا۔"۔

میران نے آہستہ سے اپنے سینے پر ہاتھ رکھا۔

"زبان منہ میں کہاں سے رکھوائی ہے؟"

میران نے آنکھیں سکیڑیں۔

"بڑی شیریں ہے۔"

آپ کو نہیں لگتا آپ اپنے دوست کی فکر ہونی چاہیئے جسے گولی لگی ہے اندر ؟

عروہ نے اسے یاد کروایا --

جتنی پرسکون آپ کھڑی ہیں مجھے اندازہ ہو گیا تھا کہ تراب ٹھیک ہے --

عروہ چند لمحے اُسے دیکھتی رہی پھر ہلکا سا مسکرائی۔

"بڑے تیز وکیل ہیں آپ۔"

"شکریہ، آخر کسی نے تو ٹیلنٹ پہچانا۔"

"میں نے تعریف نہیں کی تھی۔"

"کوئی بات نہیں، میں پھر بھی تعریف ہی سمجھوں گا"

عروہ نے ہونٹ دبائے تاکہ ہنسی نہ نکل جائے۔

خیر تم ذرا رکو میں تراب کو دیکھ لوں تمہیں پھر دیکھتا ہوا آکر ۔۔وہ عروہ کو گھورتا ہوا تیزی سے وارڈ کے دروازے کی طرف بڑھا۔۔۔

عروہ نے پیچھے سے منہ چڑھایا ۔۔۔

انہہ ۔۔۔بڑا آیا دیکھنے والا ۔۔۔ تم جیسے تو روز میری سکوٹی کے نیچے آ کر رلتے ہیںں ۔۔۔

وہ بڑبڑاتی ہوئی ہسپتال سے باہر نکل گئی ۔

🌺🌺

اسد کمرے میں داخل ہوا تو نوال خاموشی سے بستر پر لیٹی چھت کو گھور رہی تھی۔

کمرے میں عجیب سا مردہ سکوت پھیلا ہوا تھا۔۔۔

"نوال"

اسد نے اسے پکارا ۔۔

نوال نے اس کی آہٹ سنتے ہی آنکھیں موند لیں ۔۔۔

آج یہ آواز اسے سکون نہیں دے رہی تھی ---آج یہ آواز اسے دنیا کی ہر آواز سے بری محسوس ہو رہی تھی

"نوال...۔"

"ہمم...۔"

"امی پوچھ رہی تھیں تمہارا...۔"

"کیا پوچھا ؟؟سوتن کو کیسے قبول کرے گی ؟؟"

اسد نے پہلو بدلا ---

وہ... امی تم سے صبح بات کریں گی۔ جیسا کہیں گی مان لینا... بحث مت کرنا۔

بحث کر کے کونسا مجھے میرا شوہر واپس مل جائے گا ۔

اسد نے ہمت کر کے اگلا جملہ کہا۔

"اگلے ہفتے شادی کا بول رہی ہیں...۔"

"مبارک ہو۔"

نوال کا لہجہ اتنا سپاٹ تھا کہ اسد بے اختیار اُسے دیکھنے لگا۔

"تم... تم اپنا سامان اوپر والے پورشن میں لے جانا...۔"

نوال ہلکے سے ہنسی۔

سب سے قیمتی چیز تو شوہر تھا... وہی دے دیا۔

اب سامان رکھ کر کیا کرنا ہے؟-- مجھے اب کچھ نہیں چاہیئے --

اسد کے چہرے پر ناگواری ابھری---

دیکھو نوال یہ سب کرنا میری مجبوری ہے تم نے اب تک بچہ دے دیا ہوتا تو یہ سب نہ ہوتا ----

وہ ڈھیٹ ترین انسان تھا ---نوال کے آنسو اسے صرف الجھا رہے تھے ---تکلیف نہیں دے رہے تھے

"کیا کسی انسان کے ہاتھ میں ہے اولادپیدا کرنا ؟"

نوال نے الٹا سوال کیا --

نوال دل بڑا کرو مرد کے لئے دوسری شادی عام ہے "۔"

"مگر عورت کے لئے تو عام بات نہیں --"

"تم دیکھنا میں تم دونوں کا خیال رکھوں گا "

"اچھا کیسے ؟ کیا اسے بھی میری طرح مارا کریں گے ؟"

اسد کے ماتھے پر بل نمودار ہوئے ---

اسد خاموشی سے اس کی پیٹھ کو گھورتا رہا --

اس کے گھنے بل بستر پر بکھرے ہوئے تھے ---وہ شاید رات کے اس پہر نہای تھی اس کے بالوں سے اُٹھتی بھینی بھینی خوشبو اسے بہکا رہی تھی ۔

اسد نے بے اختیار انہیں چھونے کی خواہش کی --- شادی کے شروع کے دنوں میں وہ ایسے بال کھلے چھوڑ کر سویا کرتی تھی ---

"تم اس وقت نہای ہو نوال ؟"

نوال نے کوئی جواب نہیں دیا۔اسد تھوڑا اور قریب کھسکا۔

نوال... سو رہی ہو کیا؟"

"آج ہی تو جاگی ہوں...."

"تو جواب کیوں نہیں دیتیں ؟"

"میرے جواب اب آپ کو پسند نہیں آئیں گے اسد"

یہ جملہ اسد کے سینے میں چبھ گیا۔

"دیکھو... میں تمہارا درد سمجھ سکتا ہوں...."

"کوئی کسی کا درد نہیں سمجھ سکتا یہ جھوٹ ہے "

وہ چھت کو دیکھتے ہوئے بولی۔

"درد بھی ایک حد کے بعد اثر چھوڑ جاتا ہے اسد "

اسد نے اسے کمر سے تھامے اپنی طرف گھسیٹا ---

"میں... تم سے شرمندہ ہوں۔ ہاتھ اٹھاتا رہا...."

اسد نے اس کے ماتھے کے نیل کو اپنی انگلیوں کی پوروں سے چھوا --

میں بھی خود سے شرمندہ ہوں...آپ کی مار کھاتی رہی...۔

نوال نے آنکھیں بند کر لیں۔۔۔آہ کاش ہر کہانی کا اختتام اچھا ہوتا ۔۔۔کاش ہر کہانی اپنی مرضی سے لکھی جاتی ۔۔۔۔کاش ہر حرماں پورا ہوتا ۔۔۔۔مگر شاید اس مستور حرماں میں میرے لئے کوئی بہتری ہو ۔۔

کمرے میں پھر خاموشی چھا گئی۔۔۔اسد کے ہاتھ اب اپنا حق جتا رہے تھے ۔۔۔نوال کے جسم پر آج اس لمس کا کوئی اثر نہیں ہورہا تھا ۔

"تم فکر مت کرو...۔"

اسد نے اس کے ماتھے پر اپنے لب رکھے ۔۔

"تمہاری جگہ کوئی نہیں لے گا...۔"

نوال کی آنکھوں سے ایک آنسو بہہ گیا۔

بھلا خاک کی بھی کوئی جگہ ہوتی ہے اسد؟

وہ تو دھول بن کر اُڑ جاتی ہے...۔

اسد بے اختیار ہوتے ہوئے اس کے بالوں میں چہرہ چھپا لیا۔۔۔۔ نوال کیا بول رہی تھی اسے کچھ خبر نہیں تھی ۔۔۔ کی زلفوں سے اٹھتی خوشبو اسے پاگل کر رہی تھی ۔

اُسے پھر سے اپنے "حقوق" یاد آنے لگے تھے۔

مگر نوال کو لگا جیسے کسی سانپ نے اُسے ڈس لیا ہو۔

وہ فوراً پیچھے ہٹی۔

اسد... مجھے چھوڑ دیں۔آپ کا لمس اب مجھے جھلسا دیتا ہے...۔

اسد نے اپنی اس توہین پر اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچا ۔

"پاگل ہو تم؟ مجھے روکو گی تم میری بیوی ہو "

اسد نے اپنا لہجہ نرم رکھنے کی کوشش کی

"اسد، میں نے کہا مجھ سے دور ہو جائیں"

"نوال پاگل مت بنو...۔"

وہ ہنسی۔

"نوال تو دو سال سے پاگل ہی بنتی آئی ہے...۔"

اسد کے چہرے پر اب غصہ ابھر آیا۔

اچھا... تو اب بغاوت کرو گی؟میرا مقابلہ کرو گی ----؟؟

نوال فوراً بیڈ سے اٹھ کر بیٹھ گئی۔اسے معلوم تھا اب وہ پھر ہاتھ اٹھائے گا ۔

اُس کی آنکھیں سرخ تھیں مگر آواز پہلی بار مضبوط تھی۔

"مقابلہ ؟؟"

"کیسا مقابلہ ہر طرح سے تو ہار گئی ہوں۔ "

میری جگہ کوئی نہیں لے سکتا یہی کہا نا آپ نے ؟؟

میری دعا ہے کہ اللہ نہ کرے کوئی لڑکی میری جگہ لے وہ اس جسمانی اور روحانی تکلیف سے گزرے جس سے میں گزری ---آپ کا ہاتھ جب میرے چہرے پر پڑتا ہے تو کئی گھنٹوں میرا سر درد کرتا ہے مجھ سے کچھ کھایا نہیں جاتا --- سوجن کی وجہ سے اپنی شکل دیکھنے کو جی نہیں چاہتا --- آپ جب میرے بال نوچتے ہیں تو مجھے لگتا ہے میرے سر کی کھال جسم سے الگ ہو جائے گی --- جب میرا بازو مڑوڑتے ہیں تو مجھے لگتا ہے میری ہڈیاں میرے جسم سے الگ ہو جائیں گی ---اللہ نہ کرے میری جگہ کسی کو ملے ---کاش عورت بھی مرد کو مار سکتی اور یہ زمانہ کہتا ----

کوئی بات نہیں عورت ہے غصہ آ گیا ہو گا --- غصے میں عورت کا ہاتھ اٹھ ہی جاتا ہے ---مگر یہ سب تو مردوں کے لئے کہا جاتا ہے --

وہ رات کے اس پہر بے سر و پا باتیں کرتی اسد کو پاگل لگ رہی تھی ۔

"میں نوال فاروقی...."

بڑی خوشی سے یہ بے وفا، بے رحم، ظالم اور سفاک مرد کو دوسری عورت کے لیے چھوڑتی ہوں....

اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے مگر لہجہ عجیب حد تک پرسکون تھا۔

"میں نوال فاروقی"

آج اپنے حق سے خود دستبردار ہوتی ہوں....

میں نہ اتنی صابر ہوں....نہ اتنی برداشت والی۔

کہ اُس مرد کا نام عمر بھر اپنے ساتھ لگائے رکھوں جو کبھی میرا تھا ہی نہیں۔

اس نے نم آنکھوں سے اسد کو دیکھا۔

نوال اپنی بکواس بند کرو --میں نرمی برت رہا ہوں تو میرے سر پر چڑھ کر مت ناچو ---شرافت سے آ کر لیٹ جاؤ مجھے اس وقت کوئی تماشہ نہیں لگانا ---وہ بپھرنے لگا تھا ۔

مجھے کمرے سے نکال کر برابری کرنے کا جتاتے ہیں ؟؟

مجھے اپر والے پورشن میں بھیج کر صبر کرنے کا کہتے ہیں --مجھے سیکنڈ چوائس بنا کر ایک بیکار چیز کی طرح کسی کونے میں پھینک دینا چاھتے ہیں ----

نہیں اسد یہ برابری آپ سے نہیں ہو گی ---نہیں کر سکیں گے آپ ----اس لئے میں آپ کے لئے آسانی کرنے جا رہی ہوں -----مجھے نا منظور ہے نظر انداز ہونا ---مجھے نا منظور ہے کسی کی سیکنڈ چوائس بننا ---

وہ ڈریسنگ کے پاس جا رکی۔

اس کی بات پر اسد کا دل دھڑکا ---وہ تیزی سے بیڈ سے اترتا ہوا اس کے بال مٹھی میں جکڑ گیا ۔

پاگل عورت جانتی ہو کیا بکواس کر رہی ہو ؟؟؟

میں آپ کو اب سچ میں پاگل بن کر دکھاؤں گی اسد ---میں آپ کو دکھاؤں گی جب عورت ضد میں آتی ہے تو دنیا کا کوئی رشتہ اسے جھکا نہیں سکتا ---

نوال نے اسد کا ہاتھ پکڑ کر زور سے جھٹکا ---

"دو سال...."

وہ اُس کی بات کاٹ کر بولی۔

دو سال میں نے آپ کی مرضی کے مطابق جینے کی کوشش کی۔۔۔آپ کی جنونی محبت ۔۔۔تو کبھی وحشت بھگتی رہی ۔۔۔۔خاموش رہی... روتی رہی... خود کو بدلتی رہی۔مگر کیا ملا مجھے ۔۔۔۔بانجھ عورت کا خطاب ۔۔۔۔ ہر بار قربانی عورت کیوں دے ۔۔۔اللہ نے برابر رکھا دونوں کو مگر زمین والے انصاف نہیں کرتے ۔۔۔میں ریجیکٹ کرتی ہوں آپ کو مسٹر اسد ۔۔۔اپنی تذلیل مجھے نا منظور ہے ۔۔۔۔ چلیں آج اس کہانی کو الٹ کرتے ہیں اسد ۔۔۔۔آپ دوسری شادی شوق سے کریں مگر آپ اب میری تذلیل نہیں کر سکتے ۔۔۔آدم کا یہ بیٹا حوا کی اس بیٹی کو عزت اور محبت دونوں نہ دے سکا تو آج یہی بنت حوا آدم کے اس بیٹے کو اپنی زندگی سے خارج کرتی ہے ۔۔۔۔n

اس نے اپنے آنسو صاف کیے۔

اسد میری برداشت بس یہیں تک تھی ۔۔۔اس سے آگے کا سفر میری موت ہے ۔

"اب پہلی بار نوال، نوال کے لیے سوچے گی۔"

کمرے میں مکمل خاموشی چھا گئی۔

اسد کے ہاتھوں کی گرفت ڈھیلی ہوئی ۔۔۔نوال کی آنکھیں اسکا لہجہ اسے ڈرا رہا تھا ۔۔۔

جس عورت کو وہ ہمیشہ ڈرا کر روک لیتا تھا اسے آج اس سے خوف محسوس ہوا ۔۔۔

🌺🌺

تراب بیڈ کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔ چہرہ زرد پڑ چکا تھا، ہونٹوں پر ہلکی سی سفیدی، اور بازو پر بندھی پٹی اب بھی خون کے ہلکے دھبوں سے بھری ہوئی تھی۔

واضح تھا خون کافی بہہ گیا تھا... مگر پھر بھی اُس کی آنکھوں میں وہی ضدی سا غرور موجود تھا۔

میران نے اسے اوپر سے نیچے تک دیکھا، پھر دونوں ہاتھ جیب میں ڈال کر بولا۔۔

"ہاں بھئی ہیرو... مزہ آ رہا ہے یہاں؟"

تراب نے گردن موڑ کر اُسے گھورا۔۔پھر گردن بیڈ کے ساتھ لگا لی --- اسے کمزوری محسوس ہو رہی تھی

میں نے منع کیا تھا نا گھر سے باہر مت نکل... مگر نہیں۔۔تو ڈھیٹوں کا سردار تو کیوں سنے گا میری بات

جناب کو تو جان ہتھیلی پر رکھ کر گھومنے کا شوق ہے۔

اب لگوا لی نا گولی؟قل ہوتے ہوتے رہ گئے تھے تیرے --

میران اپنی دھن میں بولے جا رہا تھا --

تراب نے کمزور سی سانس لی، پھر بمشکل ہنسا۔

"اچھا نہیں ہوا..."

میران چونکا۔

"کیا؟"

"تیرے پیسے بچ گئے سالے "

چند سیکنڈ خاموشی رہی... پھر میران بے اختیار ہنس پڑا---

اب میں کل تجھے اپنے گھر لے جا رہا ہوں اور اب میں کوئی بحث نہیں سنوں گا --

میران نے اپنا فیصلہ تراب پر صادر کیا ۔

"نہیں ۔"

وہ سہولت سے انکار کر گیا ۔

تراب تیرا وہاں رہنا اب اور بھی خطرناک ہے تو میری بات کو سمجھنے کی کوشش کرو ---یہ سعد کے بندے تھے اس کا مطلب یہ ہے کہ سعد تجھ تک پہنچ گیا ہے ۔

میران نے ایک چھوٹی سی کوشش دوبارہ سے کی اسے سمجھانے کی ۔

سعد مجھ تک نہیں پہنچا میں خود اس تک پہنچ چکا ہوں --اس کی بربادی کا لائسنس میرے ہاتھ میں ہے ---

اب کی بار اسے دوبارہ حملہ کرنے کا موقع نہیں ملے گا --

تو بس جلد سے جلد میری جان ان سب سے چھڑوا --

اس نے پٹیوں سے جکڑے ہوئے بازو کی طرف اشارہ کیا ۔

میران کا دل تو کر رہا تھا اس کا وہی بازو مروڑ دے ڈھیٹ مٹی سے بنا ہوا تھا --- مجال ہے تو کسی کی بات سن لے ---

تراب نے یاد آنے پر اپنی آنکھیں کھولیں ---

سن ---وہ نقاب والی کو پیسے دینے ہیں --

میران اس کی میڈیکل فائل کو بند کرتے ہوئے بولا --

کون نقاب والی ؟

میران فوراً سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

میں مشکات کی بات کر رہا ہوں ۔

"اوہووو"

نام بھی یاد ہے؟

خطرناک حالت ہے بھائی "۔"

تراب نے کمزور نظروں سے اُسے گھورا۔

"بکواس بند کر...۔"

"نہیں واقعی "

میران نے ڈرامائی انداز میں سینے پر ہاتھ رکھا۔

گولی کھا کر لوگ اپنا نام بھول جاتے ہیں، اور تُو نقاب والی کا نام یاد رکھے بیٹھا ہے---

پھر اُس نے شرارتی انداز میں آنکھ دبائی۔

ویسے باہر تمہاری بوبی آنٹی کی دوسری نمونی سے... میرا مطلب دوسری دخترِ نیک سے۔ مل چکا ہوں وہ نقاب پوش حسینہ تشریف فرما نہیں ہیں باہر ---مگر توپ نما تتلی ضرور بیٹھی ہے ۔

یہ چھوٹی والی تو بڑی توپ چیز ہے---کرنٹ بھی مارتی ہے اور شارٹ سرکٹ بھی کر دیتی ہے بندے گا

قسم سے ایک ایک پائی وصول کریں گی تم سے--

تراب بے اختیار ہلکا سا مسکرایا۔

میران اُٹھ کر دروازے تک گیا اور باہر جھانکا--- وہاں کوئی بھی نہیں تھا ۔

"چلی گئی شاید...۔"

جنگلی بلی --

وہ دروازہ بند کرتا ہوا واپس آیا اور دوبارہ کرسی پر پھیل کر بیٹھ گیا۔

تراب نے آنکھیں بند کیں تو اُسے ایمبولینس کا منظر یاد آنے لگا۔

مشکات اُس پر جھکی ہوئی تھی، مگر اُس کے چہرے سے زیادہ اُس کی گھبرائی ہوئی آواز یاد رہ گئی تھی۔

عروہ... اگر یہ کوئی گینگسٹر ہوا تو...؟

اور اس کے پیچھے والوں نے ہمیں پکڑ لیا تو۔؟

تو ---تو کچھ نہیں باجی ---ان کے گینگ کے کسی باس کا آپ پر دل آجائے گا اور وہ آپ کو اٹھا کر لے جائے گا --پھر میں بھی فخر سے کہوں گی میرا بہنوئی مافیا سے ہے ---

عروہ نے اسے سچ میں ڈرایا تھا --

عروہ دفع دور --- تم کتنا گھٹیہ مذاق کرتی ہو اللہ نہ کرے کسی گندے انسان کی مجھ پر نظر پڑے ----

مشکات نے کتنا والہانہ کہا تھا ---

تراب کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔

میران فوراً چونکا۔

اب کیوں ہنس رہا ہے بے؟ گولی دماغ میں بھی لگی تھی کیا؟

منہ بند رکھ وہ ڈر رہی ہے مجھ سے ۔

"کون؟ نقاب والی ۔"

"ہممم...۔صرف بہادر بنتی ہے ۔"

میران فوراً سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

"اوہ اچھا ۔"

اور کیا کیا دریافت کر لیا آپ نے اس نقاب پوش کے بارے میں ۔؟

گولی کھا کر بندہ اللہ کو یاد کرتا ہے اور تیرا تو نقاب نامہ ہی بند نہیں ہو رہا ۔۔

"بکواس بند کر۔"

"میں بکواس کر رہا ہوں؟"

"ویسے ایک بات بتاؤں؟"

میران اس کے کان میں گھسا ۔

"نہیں۔"

ابھی کے ابھی دفع ہو جاو ۔

تراب نے رخ موڑ کر آنکھیں بند کیں ۔

اس عزت افزائی کا شکریہ پھر بھی بتا ہی دوں تم جو اسے گینگسٹر لگے ہو بلکل ٹھیک لگے ہو ۔۔حلیہ دیکھو ۔۔لمبے لمبے وحشیوں والے بال جو تمہیں مزید اس وقت وحشی بنا رہے ہیں آنکھوں کی سرخی سے تم کوئی نشہ کرنے والے لگ رہے ہو اور ذرا تمہارے چہرے کے تاثرات دیکھو۔۔۔

لگتا ہے چار پانچ قتل کر کے گھوم رہے ہو۔۔

مجھے لگتا ہے اُس نے تجھے غنڈہ نہیں... پورا مافیا سمجھ لیا ہے اور اب وہ تجھے اس کالونی میں گھسنے نہیں دے گی ۔۔وہ مزے سے تراب کو تپا رہا تھا ۔

تراب نے بھنویں چڑھائیں۔

"کیوں؟"

اس کا دماغ درست کر دوں گا دو منٹ میں اگریمنٹ ہے ایسے کیسے نکال دے گی ۔۔۔۔ اس کے باپ کا راج ہے ۔۔۔؟

وہ اپنے پرانے موڈ میں واپس آ چکا تھا ۔

باپ کا تو نہیں اس کی ماں کا ضرور ہے ۔۔۔

ویسے کیا بتائے گا سب کو گولی کس نے اور کیوں ماری ؟وہ نقاب والی تو پوری تسلی کرے گی میرے بھائی ۔۔۔میران کی بات پر اس کے ماتھے پر ناگواری کی لکیریں ابھریں ۔

اس نے اور اس کے گھر والوں نے میری جان بچائی ہے تو اسکا یہ مطلب نہیں کہ تراب جبیل کی ذاتی زندگی کا وہ پوسٹ مارٹم کریں ۔۔۔کراچی میں کسی کو گولی لگنا کونسا کوئی نئی بات ہے ۔۔۔ضرورت نہیں کسی بھی بات کا جواب دینے کی ۔۔

تراب نے نہایت بیزاری کے عالم میں کہا ۔

میران اس کے پل پل بدلتے رنگ دیکھ رہا تھا ۔۔

لگتا ہے گولی کچھ زیادہ ہی کڑوی تھی جو پورے خون میں ہیچکولے کھا رہی ہے ۔

خیر کل ملتی ہے تو شکریہ بھی بول دوں گا میرے یار کی جان بچائی ہے اس نے آخر ۔۔۔

تراب سن ۔۔۔۔"۔"

میران نے غنودگی میں جاتے ہوئے تراب کو پھر سے پکارا ۔

تراب نے اپنی لال انگارہ ہوتی آنکھوں سے اسے دیکھا ۔۔۔

یار میں سوچ رہا ہوں سبین آنٹی کو بتا دوں ۔۔ تمہاری ماں ہیں انہیں معلوم ہونا چاہئے بیٹا مرتے مرتے بچا ہے ۔

ہر گز نہیں "۔"

"مگر کیوں یار ۔۔ان کا حق ہے "

"مجھ پر صرف میرا حق ہے "

تراب نے ایک سرد اور گہری مسکراہٹ کے ساتھ اپنی نظریں چھت کی طرف موڑ لیں۔ اس کے لہجے میں تلخی تھی۔

میں مر بھی جاؤں میران۔۔۔ تو بھی انہیں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ خیر! تم میری ملاقات کل حریم سے کرواؤ۔۔۔اسے کہو میں اس سے ملنا چاہتا ہوں ۔

میران، جو آدھی نیند میں تھا، تراب کی یہ فرمائش سن کر ایسے اچھلا جیسے کرسی کے نیچے بم پھٹ گیا ہو۔

وہ آنکھیں پھاڑے تراب کے سر پر آ کھڑا ہوا۔

"کیا کہا تو نے ؟--کس کو بلانا ہے ؟"

گویا تصدیق چاہی ۔

"حریم کو ---"

وہ آنکھیں موندے پر سکون انداز میں بولا ۔

یار ---گولی بازو میں لگی تھی یا دماغ میں "۔"

میران کے سوال پر تراب خاموش رہا ۔

ابے بھائی تو--- کیا پاگل ہو گیا ہے؟ دماغ کا اسکرو ڈھیلا ہو گیا ہے گولی لگنے سے؟ حریم؟؟ مگر کیوں؟

چل نقاب والی کا نام لے تو چل بنتا ہے کہ اس نے تیری جان بچائی ----مگر یہ حریم ----یہ کہاں سے آ گئی بیچ میں ؟؟؟؟؟

میران کا چین اور سکون غارت ہورہا تھا ۔

میں نے جیسا کہا ہے، ویسا کرو!۔

تراب نے سخت اور ٹھوس آواز میں کہا۔

یار--- میری بات تو سن!۔

میران نے اپنے دونوں ہاتھ ہوا میں لہرائے، اس کا چہرہ دیکھنے لائق تھا۔

، کہیں تو حریم کو--- اپنی بیوی--- توبہ استغفار، میری تو زبان ساتھ نہیں دے رہی یار! ---تو اس آفتِ ناگہانی کو اپنی لائف میں کیوں بلا رہا ہے؟ ----

اس ک فضول سوالوں پر تراب تپ رہا تھا ۔

میران! جتنا کہا ہے، اتنا ہی کرو اور اب اپنا یہ بڑا سا منہ بند کرو--- تراب نے درد سے کراہتے ہوئے اسے گھورا، مجھے بازو میں شدید درد ہو رہا ہے، جاؤ اور نرس سے کہو کہ مجھے کوئی پین کلر لگا دے، ورنہ میں نے اس زخمی بازو سے ہی تمہارا منہ توڑ دینا ہے۔--

ہاں ہاں! جا رہا ہوں، بڑا آیا پین کلر کا شوقین--- میران بڑبڑاتا ہوا وارڈ سے باہر نکل گیا۔

کوریڈور میں آتے ہی میران نے سخت غصے اور الجھن کے تاثرات کے ساتھ اپنے بال نوچے۔ اس کا دماغ سن ہو چکا تھا، کیا یہ سچ مچ حریم کو اپنی بیوی قبول کرے گا؟ یا پھر--- یا پھر یہ کوئی نیا دھماکہ کرنے والا ہے؟"۔

پتا نہیں اب کونسا نیا ڈرامہ کرے گا یہ تراب جبیل ۔

وہ خود سے سوال کرتا ہوا نرسنگ کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔-

🌺🌺

نوال فاروقی نے آئینے میں اپنے چہرے کو دیکھا۔ اسد کی بے وفائی کا زہر اس کے وجود میں اتر کر اب بارود بن چکا تھا۔اس نے ایک گہرا اور حتمی سانس لیا، اپنی چادر کو مضبوطی سے اپنے شانوں پر جماتے ہوئی خود سے ہم کلام ہوئی ۔

میری برداشت بس یہیں تک تھی---! میں نے بہت سہہ لیا، بہت آنسو بہا لیے، لیکن اب بس۔

اس نے مٹھیاں بھینچیں اور آئینے میں اپنی ہی نظروں میں جھانکا ۔

میں اب اور مزید کسی کو یہ اجازت نہیں دوں گی کہ وہ میرے جسم، میری روح، یا میرے فیصلوں پر حکومت کرے۔ نوال فاروقی اب کٹ پتلی نہیں ہے۔ میں اب وہ ہاتھ توڑ دوں گی جو میری عزت کی طرف بڑھیں گے۔۔۔ اور وہ آنکھیں نوچ لوں گی جو مجھے ڈرانے کی جرات کریں گی۔ عورت ہوں تو کیا ہوا۔۔۔؟۔

عورت ہونا میری کمزوری نہیں، میری سب سے بڑی طاقت ہے۔ اب میں کسی کے رحم و کرم پر نہیں جیوں گی۔ اب فیصلے میں کروں گی، اور دنیا مانے گی۔

آئینے کے سامنے کھڑی نوال فاروقی اب وہ پرانی، ڈری سہمی لڑکی نہیں تھی، بلکہ اپنے حق کے لیے لڑنے والی ایک دبنگ اور نڈر عورت بن چکی تھی۔

یو آر رجیکیٹڈ، مسٹر اسد۔۔۔۔۔

🌺🌺

سعدیہ بیگم ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھی بار بار گھڑی دیکھ رہی تھیں۔

نہ ناشتہ اب تک نہیں آیا تھا اور نہ ہی ناشتہ کرانے والی ۔۔

اور یہ پہلی بار ہوا تھا کہ نوال اب تک کمرے سے باہر نہیں نکلی تھی۔

اسد رات سے غائب تھا نوال کو اس بات کی پرواہ بھی نہیں تھی کہ وہ رات سے غائب کیوں ہے ۔۔

اچانک کمرے کا دروازہ کھلا۔اور نوال اپنا کچھ ضروری سامان لئے کمرے سے باہر نکلی ۔

سعدیہ بیگم نے غصے سے سر اٹھایا... مگر اگلے ہی لمحے اُن کی آنکھیں پھیل گئیں۔

چہرہ زرد تھا، آنکھیں سوجی ہوئی... مگر قدم مضبوط لیئے وہ کہیں جانے کو تیار تھی ۔

"یہ کیا ڈرامہ ہے؟"

سعدیہ بیگم فوراً کھڑی ہوئیں۔

نوال خاموشی سے آگے بڑھی۔

"میں تم سے پوچھ رہی ہوں نوال!۔"

نوال رکی۔

پھر پہلی بار بغیر ڈرے اُن کی آنکھوں میں دیکھا۔

"ڈرامہ تو دو سال سے چل رہا تھا امی...۔"

آج صرف اُس کا آخری سین ہے۔"۔"

"زبان چلانے لگی ہو تم؟"

"نہیں...۔"

"آج سے دماغ چلانے لگی ہوں ۔"

نوال نے پرسکون لہجے میں کہا۔

بہت پچھتاو گی یاد رکھنا "۔"

سعدیہ بیگم غصے سے اُس کے قریب آئیں۔

"میں سچ میں پچھتا ہی رہی ہوں "

"اسد تمہیں چھوڑے گا نہیں یاد رکھنا "

"اس نے مجھے کسی قابل چھوڑا بھی کہاں یہ یاد رکھوں گی "۔

"دو دن میں عقل ٹھکانے آجائے گی "

"مجھے دکھ ہے کہ دو سال لگے میری عقل کو ٹھکانے لگتے لگتے "۔

ایک بات کان کھول کر سن لو۔

اگر آج یہ قدم اس گھر سے باہر نکالا نا... تو واپس نہیں آ سکو گی۔

نوال کے ہاتھ ٹرولنگ کیس پر مضبوط ہوگئے۔

"واپس..."۔

اس جہنم میں واپسی کا تصور بھی اب میری جان لے لے گا ۔

"دوسری شادی کوئی جرم نہیں ہے ---"

سعدیہ بیگم تنکتے ہوئے بولیں ۔

جی بلکل جرم نہیں ہے اللہ کرے آپ کو بھی ایسا داماد ملے جسے دو تین شادیوں کا شوق ہو ۔

"تم حد سے بڑھ رہی ہو!۔"

اسد تو رات بتا رہا تھا کہ تم مان گئی ہو۔آنے دو اسد کو جب دو چار تھپڑ منہ پر پڑیں گے تو ساس کے ساتھ زبان چلانے کا انجام معلوم ہو گا --

آپ اور کر بھی کیا سکتیں ہیں اس کے علاوہ

نوال نے اپنے ہاتھ میں پکڑا ٹرولنگ کیس مضبوطی سے تھاما۔

"آپ میرے راستے سے ہٹ جائیں امی...۔"

"تمہیں سمجھ نہیں آ رہی تم کیا کر رہی ہو۔"

سعدیہ بیگم اُس کے سامنے آ کھڑی ہوئیں۔

گھر چھوڑ کر جانے والی عورتوں کی کبھی عزت نہیں رہتی ۔

"عزت...؟"

وہ دھیرے سے بولی۔

کاش آپ نے اپنے بیٹے کو عورت کی عزت کرنا سکھایا ہوتا ۔مگر آپ نے اسے جنگلی جانور بنا دیا جو صرف کاٹنا جانتا ہے ۔

زبان مت چلاؤ نوال ۔۔

"کیوں نہ چلاؤں؟"

نوال کی آواز بھرائی ۔

"آپ کو میں نے ماں کا مقام دیا...۔"

مگر آپ مجھے بیٹی کی جگہ تو دور، ایک انسان بھی نہ سمجھ سکیں۔

"کس حق سے روک رہی ہیں آپ مجھے؟"

نوال نے سیدھا سوال کیا۔

"کون سا رشتہ نبھایا ہے آپ لوگوں نے میرے ساتھ؟"

سعدیہ بیگم کے چہرے پر غصہ اب واضح تھا۔

نوال دروازے کی طرف بڑھی پھر رکی۔

"بس ایک بات یاد رکھئے گا...۔"

نوال نے پلٹ کر کہا۔

نئی بہو پر اتنا ظلم مت کیجیے گا کہ اس کی بدعا پلٹ کر آپ کی بیٹی کے آگے آئے ۔۔

نوال اسد کے آنے سے پہلے وہاں سے نکل گئی تھی ۔

عورت جب فیصلہ کر لے نا... تو پھر کائنات کی کوئی دیوار اُسے روک نہیں سکتی۔ وہی عورت جو برسوں خاموشی سے ہر ستم سہتی ہے، ایک دن اچانک اپنے اندر کے سارے خوف ہمیشہ کے لیے دفن کر دیتی ہے۔ پھر نہ زمانے کے طعنے اُس کا راستہ روکتے ہیں، نہ محبت کے مصلحت آمیز رشتے اُسے باندھ پاتے ہیں، اور نہ ہی کسی مرد کی دھمکیاں اُس کے قدم ڈگمگا سکتی ہیں۔ کیونکہ اُس گھڑی وہ جذبات کے بہاو میں نہیں، بلکہ اپنے ہی ٹوٹے ہوئے وجود کے ملبے پر کھڑے ہو کر فیصلہ کر چکی ہوتی ہے۔ اور یاد رکھو! جب عورت خود کو چُن لیتی ہے نا... تو پھر دنیا کی کوئی طاقت اُسے دوبارہ جھکا نہیں سکتی۔۔

(لمحہ فکریہ)

🌺🌺۔

🌺🌺

آفس کی راہداری میں سناٹا تھا، صرف اے سی کی دبی دبی سائیں سائیں سنائی دے رہی تھی۔ وہ

جاوید کے کیبن میں تنہا جانے سے کتراتی تھی، جس کی وجہ باس کا پچھلے کچھ دنوں سے بدلا ہوا رویہ تھا۔ وہ بلاوجہ اس کے ارد گرد چکر کاٹتا اور جان بوجھ کر کام کا بوجھ بڑھا دیتا۔ مشکات ڈرپوک نہیں تھی، وہ صرف بے جا رِدِ عمل دے کر اپنی پسندیدہ جاب اور اچھی سیلری داؤ پر نہیں لگانا چاہتی تھی۔ مگر آج اس نے تہیہ کر لیا تھا کہ اگر بات عزت پر آئی تو وہ ایسی نوکری کو ٹھوکر مارنے میں دیر نہیں کرے گی۔ مشکات کے ہاتھ میں موجود فائل اس کے لرزتے ہاتھوں کی گواہی دے رہی تھی۔ اس نے ایک گہرا سانس لے کر خود کو مجتمع کیا اور باس کے بھاری بھرکم دروازے پر دستک دی۔"""اندر آ جائیں!""۔

اندر سے ایک پراعتماد اور کچھ حد تک لجلجائی آواز آئی۔

مشکات اندر داخل ہوئی تو باس، مسٹر جاوید، اپنی بڑی سی میز کے پیچھے والے صوفے پر بیٹھے تھے۔

ان کے سامنے میز پر کافی کا ایک کپ دھواں اڑا رہا تھا۔

مشکات نے دروازہ کھلا ہی رکھا تھا مگر وہ جیسے ہی اندر کی طرف آئی وہ دروازہ خود ہی بند ہو گیا ۔

سر، یہ وہ سیلز رپورٹ ہے جو آپ نے مانگی تھی۔ میں نے اس میں تمام ترامیم کر دی ہیں۔

مشکات نے فائل میز پر رکھتے ہوئے دھیمی آواز میں کہا۔ وہ فائل رکھ کر وہاں سے فوراً باہر نکلنا چاہتی تھی، اسے اس کمرے کی ہوا بوجھل لگ رہی تھی۔

جاوید نے فائل کی طرف دیکھا بھی نہیں، بلکہ صوفے پر اپنے ساتھ والی جگہ پر ہاتھ مارا، بیٹھو مشکات! اتنی جلدی کیا ہے؟ کام تو ہوتا ہی رہے گا، کچھ باتیں بھی ہونی چاہئیں۔۔مجھے اس پروجیکٹ کے بارے میں کچھ ڈسکس کرنا ہے ۔

وہ سنجیدگی سے بولتاہوا کافی کا سپ لئے اسے اپر سے نیچے گھور رہا تھا ۔۔۔

حجاب میں لپٹی مشکات کچھ گرمی سے اور کچھ اس خبیث انسان کی نظروں کی حدت سے گھبراتی

ہوئی

ہچکچائی، لیکن ملازمت کی مجبوری پاؤں کی بیڑی بن گئی۔ وہ دوسرے صوفے کے بالکل کونے پر بیٹھ گئی۔ جاوید نے ایک دم سے اپنی پوزیشن بدلی اور اس کے اتنا قریب ہو گئے کہ مشکات کو ان کے پرفیوم کی تیز اور ناگوار بو اپنے حواس پر طاری ہوتی محسوس ہوئی۔

آپ کو پتا ہے مشکات، آپ اس آفس کا سب سے قیمتی اثاثہ ہیں،۔ اس نے دھیمے لہجے میں کہا اور اپنا ہاتھ صوفے کی پشت پر اس طرح پھیلایا کہ وہ مشکات کے کندھے کے بالکل قریب آگیا۔

مشکات کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔ وہ غیر ارادی طور پر مزید کونے کی طرف سرک گئی۔ جاوید کے چہرے پر ایک زہریلی مسکراہٹ ابھری۔

اپنی حد میں رہیں سر وہ تیزی سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی ۔

ارے مشکات، آپ اتنا ڈر کیوں رہی ہیں؟ میں کوئی جن تو نہیں ہوں، وہ ہنستا ہوا خود بھی کھڑا ہوگیا ۔میں تو بس آپ کی ترقی کی بات کر رہا ہوں۔ آپ کا گریڈ بڑھ سکتا ہے، آپ کی تنخواہ دگنی ہو سکتی ہے، لیکن... انہوں نے جملہ ادھورا چھوڑ کر مشکات کی آنکھوں میں جھانکا، اس کے لیے آپ کو بھی تھوڑا 'کوآپریٹو' ہونا پڑے گا۔ دنیا میں کچھ بھی مفت نہیں ملتا، ہے نا؟---

مشکات کو لگا جیسے کسی نے اس کے چہرے پر تھپڑ مارا ہو۔ اس کی آنکھوں میں ذلت کے آنسو تیرنے لگے، لیکن اس نے لب بھینچ لیے۔ وہ جانتی تھی کہ یہ 'تعاون' صرف کام تک محدود نہیں تھا۔

مشکات نے جب دیکھا کہ جاوید صاحب کی "دریادلی "حدود پار کر رہی ہے، تو اس کے اندر کی ڈرپوک لڑکی نہیں، بلکہ ایک شاطر دماغ جاگ اٹھا---اور یہ اعتماد اسے اس کی اماں نے دیا تھا --- وہ ہمیشہ سمجھاتی تھیں کہ "یہ دنیا عورت کو اتنا ہی ڈراتی ہے جتنا وہ اس ڈرتی ہے ---جوتی

اٹھا لو اگر بات عزت پر آجائے تو ---"۔

اور مشکات نے وہی کیا ۔

اس نے ایک گہری سانس لی، چہرے پر مظبوطی سجائی اور ایک دم سے اپنا موبائل نکال کر جاوید کے سامنے کر دیا۔

۔"سر !ایک منٹ رکیں، آپ کی یہ 'کوآپریٹو' والی بات اتنی زبردست ہے کہ میں نے سوچا لائیو اپنی اماں اورآپ کی بیگم کو بھی سنا دوں۔ وہ تو خوشی سے پاگل ہو جائیں گی کہ آپ آفس میں کتنا خیال کر رہے ہیں عورتوں کا !" مشکات نے بڑی معصومیت سے آنکھیں جھپکائیں۔

جاوید کا ہاتھ، جو مشکات کی پشت پر رینگنا چاہتا تھا وہ ہوا میں ہی معلق رہا ، وہ ایسے پیچھے ہوا جیسے بجلی کا جھٹکا لگا ہو۔ "مشکات! یہ... یہ کیا بدتمیزی ہے؟ میں تو بس مذاق کر رہا تھا"۔

وہ ہکلا رہا تھا ۔

ارے سر! مذاق تو اب شروع ہوگا۔مشکات اب صوفے پر ٹیک لگا کر بالکل ریلیکس ہو کر بیٹھ گئی۔ بڑا افسوس ہوا یہ جان کر کہ آپ کو لگتا ہے میں یہاں اپنا دماغ گھر چھوڑ کر آتی ہوں۔ سر، آپ کا یہ 'کوآپریشن' والا فارمولا اگر میں نے کلائنٹس کو بتا دیا نا، تو کمپنی کی سیلز توپتہ نہیں، آپ کی 'مارکیٹ ویلیو' ضرور کریش کر جائے گی--

جاوید کا چہرہ اب لٹھے کی طرح سفید پڑ چکا تھا۔ "تم... تم مجھے دھمکا رہی ہو؟"۔

دھمکی؟ نہیں سر، یہ تو پروفیشنل فیڈ بیک ہے۔ مشکات کھڑی ہوئی اور ڈیسک پر رکھی کافی کا مگ اٹھا کر جاوید کے بالکل قریب لے گئی۔ جاوید ڈر کے مارے پیچھے کو ہوا کہ کہیں کافی اس پر ہی نہ گرا دے ۔

مشکات نے مسکرا کر کافی کا مگ وہیں اس کے پیروں میں پٹخ دیا۔ سر، اگلی بار جب مجھے بلائیں

نا، تو یہ بے عزتی یاد رکھیے گا۔ اور ہاں... وہ جو آپ نے کہا تھا نا کہ دنیا میں کچھ مفت نہیں ملتا؟
تو سر، یہ جو ذلت آپ کو ابھی محسوس ہو رہی ہے، یہ میری طرف سے بالکل مفت ہے! انجوائے
کیجیے گا۔۔بلکہ میری طرف سے اس ذلت کو گھر لے جائیے گا ۔
میں مشکات فاروقی ہوں کوئی گری پڑی لڑکی نہیں سر جسے آپ "تبرک "سمجھ کر نوچ لیں گے
۔۔میں آپ کے گلے کی "ہڈی" بن جاؤں گی جسے نہ "نگل" سکیں گے نہ اگل" ۔۔۔"
مشکات نے فائل اٹھائی، اور سینہ تان کر کیبن سے باہر نکل گئی، پیچھے جاوید صوفے پر ایسے گرا
جیسے کسی نے چلتی بس سے نیچے پھینک دیا ہو۔
مشکات کی اماں نے بچپن سے ہی اسے سکھایا تھا ۔"تمہارا وجود کوئی 'مصلحت' نہیں کہ جسے
سمجھوتے کی چادر میں چھپا دیا جائے، بلکہ تم وہ دہکتا ہوا سورج ہو جو اپنی روشنی کے لیے کسی کی
خیرات کا محتاج نہیں۔ کام کی جگہ پر تمہارا رتبہ تمہاری کرسی سے نہیں، تمہارے کردار کی اس
دیوار سے طے ہوتا ہے جسے گرانے کی ہمت کوئی 'باس' یا 'سماج' نہ کر سکے۔
تمہیں کوئی آنکھیں دکھائے تو تم پر واجب ہے اس کی آنکھیں نوچ لو ۔۔جب تم اپنے حق کے لیے
سر اٹھا کر کھڑی ہوتی ہو، تو تم صرف اپنے لیے نہیں لڑتیں، بلکہ تم ان ہزاروں خاموش آوازوں
کی ڈھال بن جاتی ہو جو ظلم سہنا مقدر سمجھ چکی ہیں۔ اپنی خودداری کا سودا کبھی مت کرنا مشکات
، کیونکہ دنیا میں ہر چیز کی قیمت لگ سکتی ہے، مگر ایک عورت کی 'عزتِ نفس' وہ اثاثہ ہے جو
صرف اس کے اپنے اختیار میں ہوتا ہے۔"۔

(لمحہ فکریہ)

تراب سن ۔۔۔میری بات تو سن لے یار کہاں جا رہا ہے ؟

میران اس کے پیچھے پیچھے بھاگتا اس بے قابو ہوتے طوفان کو روکنا چاہتا تھا مگر وہ اس وقت آپے سے باہر ہو رہا تھا ۔

وہ رکنے والوں میں سے نہیں تھا اور آج تو بالکل بھی نہیں۔

"تراب ۔"

آخرکار میران نے اس کا بازو پکڑ لیا۔

ایک جھٹکے سے تراب رکا۔

بول... کیا ہے تیرے پاس کہنے کو؟ جھوٹی امید؟ یا وہی پرانے جھوٹے دلاسے؟"۔"

میران خاموش رہ گیا۔لفظ جیسے کہیں گم ہو گئے ہوں۔

تراب کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں

درد، غصہ، بے بسی سب ایک ساتھ اُبل رہے تھے۔

"میری نظروں کے سامنے...۔"

"میری نظروں کے سامنے میرا سب کچھ چھن گیا"

اس نے میران کے قریب آ کر کہا۔

"اندازہ ہے تجھے میرے درد کا؟"

ایک بادشاہ کی حکومت چھن جائے اس کا تخت الٹ جائے تو کیسا لگتا ہے تو سوچ بھی نہیں سکتا میں کس کرب سے گزر رہا ہوں ۔

میران نے ہمت کر کے اسے پھر سے پکڑا ۔

"تراب... میں--"

"نہیں۔"

تراب نے اسے بیچ میں ہی کاٹ دیا۔

"تم نہیں سمجھ سکتے... کوئی نہیں سمجھ سکتا"

کوئی نہیں سمجھ سکتا وہ درد جب اپنی سگی ماں اپنے سگے بیٹے پر یقین نہیں کرتی --- انہوں نے اپنے شوہر کا ساتھ دیا---اس جھوٹے دغا باز انسان کا ساتھ دیا----

اس نے اپنا بازو چھڑایا۔اور ایک قدم پیچھے ہٹا۔

اب مجھے کسی کی ضرورت نہیں۔"۔"

نہ تمہاری... نہ کسی اور کی۔"۔"

وہ جانے کے لیے مڑا ہی تھا کہ میران نے اسے بیچ راستے سے دوبارہ دبوچ لیا۔

"اف! کیا کھاتا ہے تو گینڈرے؟ مجھ سے تو ہلتا بھی نہیں۔"۔

"اچھا، کہاں بھاگا جا رہا ہے؟ روبی سے نہیں ملے گا کیا؟"۔

روبی کے نام پر وہ رکا ضرور، مگر چہرے کے تاثرات میں کوئی تبدیلی نہ آئی۔

میران نے گہرا سانس لیا، اب وہ سنجیدہ ہو چکا تھا۔

۔"بہت بکواس کر لی تو نے، اب میری سن۔ یہ جو کچھ بھی ہوا ہے نا، اس کا ایک قانونی طریقہ ہوتا ہے۔ وقت لگے گا مگر میں ایک ایک کو جیل کی سلاخوں کے پیچھے پہنچاؤں گا۔"۔

اس نے تراب کا چہرہ دونوں ہاتھوں کے پیالے میں بھر کر یقین دلایا، "مجھ پر بھروسہ رکھ، سب کچھ واپس آئے گا۔ لیکن تو قانون اپنے ہاتھ میں نہیں لے گا، سمجھا؟"۔

تراب کی آنکھوں میں چنگاریاں بھڑک اٹھیں۔

۔"چھوڑ میرا منہ!" اس نے جھٹکے سے میران کے ہاتھ ہٹائے۔

"میرے منہ کو ہاتھ مت لگایا کر--- ہٹ پیچھے!۔"

وہ واقعی ایک بپھرا ہوا شیر لگ رہا تھا زخمی اور خطرناک۔

میران نے مایوسی سے سر ہلایا، "تیرا کچھ نہیں ہو سکتا۔"۔

"میری بات سن! تیرے پاس فی الحال کچھ بھی نہیں ہے، نہ دولت، نہ گھر، نہ گاڑی اور نہ ہی رہنے کا کوئی ٹھکانہ۔""خاموشی سے میرے ساتھ میرے گھر چل۔ کچھ دن وہیں رہ لینا۔۔۔ روبی بھی ہمارے ساتھ رہ سکتی ہے، بس اسے امی کے سامنے آنے سے بچانا ہوگا۔"مگر تراب اس کی پیشکش ٹھکرا چکا تھا۔ "ناممکن!""میں خود کو اور روبی کو سنبھال سکتا ہوں۔ تو اپنی شکل گم کر یہاں سے۔۔۔ مجھے کسی کے سہارے کی ضرورت نہیں ہے۔" تراب نے اسے دھکا دے کر خود سے دور کیا۔"اوئے عقل کے دشمن!" میران جھنجھلا گیا۔ "کہاں جائے گا تو اسے لے کر؟ دماغ ٹھیک ہے تیرا؟ ہوٹل تو دور کی بات، تیرے پاس تو ڈھابے تک کے پیسے نہیں ہیں، کرے گا کیا؟" میران اس بار زور سے چلایا۔تراب خاموش رہا، مگر اس کی خاموشی ضد اور انا سے لبریز تھی۔

میران نے آخرکار ہتھیار ڈالتے ہوئے گہرا سانس لیا۔"ٹھیک ہے، ضد کرنی ہے تو کر۔" پھر وہ کچھ سوچتے ہوئے ذرا قریب آیا۔ "ایک جگہ ہے، کالونی نمبر 12۔ وہاں کرائے سستے ہیں، بہت مناسب پیسوں میں کمرہ مل جائے گا اور لوگ بھی زیادہ پوچھ گچھ نہیں کرتے۔ جگہ تیرے شایانِ شان تو نہیں ہے، مگر فی الحال سر چھپانے کا ٹھکانہ مل جائے گا۔"تراب نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ کوئی عام آدمی نہیں تھا اور نہ ہی اس کی شکست معمولی تھی۔ اسے بہت سوچ سمجھ کر جال میں پھنسایا گیا تھا اور اس سازش کے پیچھے اس کا اپنا سوتیلا باپ تھا۔ لوگ اسے صرف ایک رئیس زادہ سمجھتے تھے، مگر اس کی اصل طاقت پیسہ نہیں بلکہ اس کا غیر معمولی دماغ تھا۔ اور اس کے دماغ کو اپنی جنگ لڑنے کے لیے اب ایک کمپیوٹر کی ضرورت تھی۔ کمپیوٹر اس کے لیے محض ایک مشین نہیں، بلکہ ایک مہلک ہتھیار تھا۔

وہ راتیں جب پوری دنیا سو جاتی تھی تراب جاگتا تھا۔

کوڈ لکھتا تھا مٹاتا تھا پھر دوبارہ لکھتا تھا۔

اس کی انگلیاں کی بورڈ پر ایسے چلتی تھیں جیسے کوئی ماہر موسیقار سر چھیڑ رہا ہو۔

اس نے اپنی زندگی کا سب سے بڑا ہنر چھپایا ہوا تھا۔

میران شیرازی اس کا بچپن کا ساتھی وہ بھی اس کا یہ ہنر نہیں جانتا تھا ۔

Artificial Intelligence and Cyber Security

وہ صرف پروگرامر نہیں تھاوہ سسٹمز کو سمجھتا تھا

توڑتا بھی... اور بنا بھی سکتا تھا جیل میں رہتے ہوئے بھی اس کا دماغ رکا نہیں تھا۔

وہ کام کر رہا تھا مسلسل سوچ رہا تھا ۔

ایک ایسا سسٹم بنا رہا تھا جو فراڈ، اسکیمز، اور جعلی کیسز کو پکڑ ایسا الگورتھم... جو ڈیجیٹل ڈیٹا سے سچ اور جھوٹ الگ کر دے۔یعنی وہی چیز... جس نے اسے خود تباہ کیا تھا وہ دوسروں کو اس سے بچانا چاہتا تھا ۔

یہ حقیقت تھی کہ اسے اس وقت ایک کمرے کی اشد ضرورت تھی جہاں بیٹھ کر اسے اپنے دشمنوں کو تباہ کرنے کے لیے سارا پلان ترتیب دینا تھا --

اڈریس دے"۔"

وہ کچھ سوچنے کے بعد اپنی رعب دار آواز میں مخاطب ہوا ۔

میران شیرازی نے شکر کا کا سانس ادا کیا ۔

"او ہو... آخرکار جناب مان گئے۔"

میران کا ارادہ اسے تنگ کرنے کا تھا ۔

"فضول باتیں بند کر... سیدھا بتا کہاں جانا ہے۔"

وہ کھا جانے والی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے بولا ۔

"اچھا صبر میں خود لے جاتا ہوں وہاں --"

مگر خیال رہے وہاں صرف عورتیں ہیں بہت شریف اور غریب بھی تو ذرا سمجھل کر رہنا ---پلیز

--

وہ دونوں چلتے ہوئے میران کی گاڑی کی طرف بڑھ رہے تھے جب تراب کے قدم دوبارہ رکے ۔

"تو کیا کہنا چاہتا ہے ؟ میں بدمعاش ہوں ؟"

اس کے انداز پھر سے بدلنے لگے تو میران سمجھل کربولا۔

"یار تو بات بات پر غصہ کیوں کھا رہا ہے آج ؟"

میرے کہنے کا مطلب تھا ذرا اپنا لہجہ دھیمہ اور نرم رکھنا ڈر نہ جائیں وہ تجھ سے ۔

میران اسے گھسیٹ کر گاڑی میں بٹھا چکا تھا --

جو مجھ سے جیسے بات کرے گا اسے جواب بھی ویسا ہی ملے گا ۔

تراب لٹھ مار انداز میں بولتا ہوا گاڑی کا دروازہ زور سے بند کر چکا تھا ۔

میران کا منہ دیکھنے والا تھا ---

میران نے ایک گہری سانس لی،گھوم کر گاڑی میں بیٹھا اور اسٹیئرنگ پر ہاتھ مارا ۔ تراب کی ضد اور یہ بے جا غصہ اسے ہمیشہ کسی بڑی مصیبت میں ڈالتا تھا۔

تیرا کچھ نہیں ہو سکتا تراب! تو محبت لینے نکلے یا جنگ کرنے، تیرا حساب ہمیشہ وہی ہے جیسے کسی محاذ پر کھڑا ہو۔ میران نے گاڑی اسٹارٹ کرتے ہوئے زیر لب کہا۔

تراب نے کھڑکی سے باہر دیکھتے ہوئے ایک سرد آہ بھری۔ اسے خود بھی نہیں پتہ تھا کہ وہ آج اتنا

بپھرا ہوا کیوں ہے؟ کیا یہ اس کے اندر چھپا ہوا وہ 'حرمان' تھا جو محرومی بن کر اب غصے کی شکل میں باہر نکل رہا تھا؟

مجھے نرمی راس نہیں آتی میران! جس دنیا میں ہم رہتے ہیں، وہاں اگر لہجہ دھیما رکھو تو لوگ پیروں تلے روند دیتے ہیں۔ تراب کی آواز میں اب غصے کے بجائے تلخی تھی۔

میران خاموشی سے گاڑی چلاتا رہا۔ وہ جانتا تھا کہ تراب کے اس سخت خول کے اندر ایک بہت ہی حساس انسان چھپا ہے، جسے بس کوئی ایسا چاہیے جو اس کی خاموشیوں کو پڑھ سکے۔

دنیا کی بے حسی انسان کو اس مقام پر لا کھڑا کرتی ہے جہاں اسے اپنے محرومیوں سے محبت ہو جاتی ہے، کیونکہ وہ جان لیتا ہے کہ یہاں مرہم رکھنے والے کم اور زخم کریدنے والے زیادہ ہیں۔

چلو دیکھتے ہیں، وہاں پہنچ کر تیری یہ 'بدماشی' کتنی دیر قائم رہتی ہے۔ میران نے ماحول کا تناؤ کم کرنے کے لیے شرارت سے کہا۔

تراب نے کوئی جواب نہیں دیا، ۔ اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا جہاں روبی دنیا جہان سے بے خبر سو رہی تھی --

کاش وہ بھی اس کی طرح پرسکون نیند لے سکتا نہ دنیا کی خبر ہوتی نہ کسی سے کچھ لینا دینا ---

ہائے یہ حِرمان۔

تراب کے چہرے پر اس معصوم کو دیکھ کر مسکراہٹ چمکی ۔پوری دنیا میں ایک وہی تو تھی جو اس سے بے پناہ محبت کرتی تھی اور وہ اس سے -- جسے دیکھتے ہی وہ ہر غم بھول جاتا تھا ۔

سبین کمرے کے اندھیرے میں صوفے پر ڈھیر تھی، اس کی آنکھیں رو رو کر سوج چکی تھیں۔

سامنے سعد ان کا دوسرا شوہر ہاتھ میں کافی کا مگ تھامے کھڑا تھا، جس کے چہرے پر ہمدردی کا

نقاب تھا ۔

سبین۔۔ ہنی بس بھی کرو یہ رونا دھونا۔ کتنے دن اب یوں سوگ میں پڑی رہو گی؟ سعد نے بیزاری سے کہا۔ میرا بیٹا جانے کہاں چلا گیا سعد۔ آپ کہتے ہیں میں نہ روؤں؟ وہ میرا سب کچھ ہے ۔

سبین نے سسکتے ہوئے جواب دیا۔

کیوں کیا میں کچھ نہیں لگتا تمہارا ؟

سبین تمہاری خاطر میں نے شہاب اور شانزے سے زیادہ تراب کو پیار دیا ۔ تراب سے بڑھ کر کوئی بچہ نہ تھا ۔ تراب کو باپ بن کا پالا پھر بھی کبھی تمہارا منظور نظر نہ بن سکا ۔۔۔وہ مکر و فریب کا ماہر سبین پر مکاری کا جال پھینک رہا تھا ۔

نہیں سعد آپ کی جگہ کوئی نہیں لے سکتا مگر ۔۔۔میرا دل ماننے کو تیار نہیں کہ میرا تراب کسی لڑکی کی زندگی برباد کر سکتا ہے ۔۔۔میرا بیٹا تو کبھی حرام چیزوں کے قریب بھی نہیں پھٹکا ۔۔پھر اسے کیا کمی ہے لڑکیوں کی وہ کیوں ایسا کام کرے گا ۔۔

سبین کا دماغ پھٹ رہا تھا ۔۔سارے ثبوت جھوٹے لگ رہے تھے ۔۔بس تراب کا ایک ہی جملہ یاد تھا ۔۔

ماما مجھ پر یقین نہیں کیا تو آپ مجھے ہمیشہ کے لئے کھو دیں گی ۔۔۔

پتا نہیں کہاں کہاں دھکے کھا رہا ہو گا ۔۔

سبین پریشانی سے بولیں ۔

دودھ پیتا بچہ نہیں ہے وہ، جو یوں در در کی ٹھوکریں کھاتا پھرے گا۔ سعد نے پاس بیٹھتے ہوئے ان کا ہاتھ تھامنے کی کوشش کی۔ مان کیوں نہیں لیتی کہ اس نے ہم سے جھوٹ بولا ہے ۔ وہ حریم جھوٹ نہیں بول رہی، سب ثبوت تمہارے سامنے ہیں۔۔۔اس نے اس غریب بچی کو پھانسا

دیا پہلے پھر نکاح کیا اور استعمال کر کے چھوڑ دیا ۔نکاح نامہ اصلی ہے سبین ۔

مگر سعد میرا بیٹا کہتا ہے کہ حریم جھوٹ بولتی ہے اس نے کوئی شادی نہیں کی...اس کا کوئی تعلق نہیں اس سے ۔ سبین نے تڑپ کر کہا۔

اوہ کم آن ہنی۔۔ سب کچھ تمہارے سامنے ہے۔

مجھے تو سمجھ نہیں آرہا وہ اس شادی کو قبول کیوں نہیں کر رہا حریم اچھی بچی ہے ۔۔اس کے ساتھ زیادتی کی ہے تو اب اسے اپنا بھی لے کیوں ضد کر رہا ہے ۔

سعد کے لہجے میں اب وہ زہر تھا جو آہستہ آہستہ سبین کے کانوں میں گھولا جا رہا تھا۔۔۔ سبین کو سعد سہی اور تراب غلط لگ رہا تھا ۔۔۔شیطان کا حملہ ہوتا ہی اتنا طاقتور ہے وہ انسان کو اپنے شکنجے میں ایسا قابو کرتا ہے کہ اسے سب کچھ ویسا ہی نظر آتا ہے جیسا شیطان دکھانا چاہتا ہے ۔

(لمحہ فکریہ)

تراب نے شادی بھی کی،اس بچی کو استعمال بھی کیا اور جب دل بھر گیا تو اسے اٹھا کر پھینک دیا تمہیں دھوکے میں بھی رکھا۔۔۔ تم ماں ہو تم نے صرف اتنا ہی تو کہا تھا کہ اس لڑکی کو اپنا لو دیکھا نہیں کتنی اکڑ دکھا کر گیا ہے وہ ۔۔۔کتنا ہنگامہ کیا اس نے حریم کو بار بار جان سے مارنے کی دھمکی دی ۔۔اف ایک لڑکی کو مارنے کی کوشش ۔۔۔پتا نہیں کیا کمی رہ گئی اس کی تربییت میں جو وہ اس راستے پر نکل پڑا ہے ۔۔۔ وہ ایک ایک کر کے زہر کی ساری میٹھی گولیاں سبین کے سینے میں اتار رہا تھا ۔

آپ ٹھیک کہتے ہیں تراب کو اس بار سزا ملنی چاہیئے اسے کوئی حق نہیں کسی معصوم کی زندگی خراب کرے ۔ہم گھر لے آتے ہیں اس بچی کو ہم اسے بہو کا درجہ دیں گے ۔۔تراب اگر نہیں مانتا تو بھول جائے اپنے شیئرز میں اپنی بہو کے نام کر دوں گی ۔۔وہ حتمی فیصلہ کر چکی تھی

--اور سعد اپنے مقصد میں کامیاب ہوگیا تھا۔ایک بار پھر شیطان بازی مار گیا تھا۔ حریم کوئی اور نہیں، بلکہ اس کے دوست کی بیٹی تھی جسے اس نے اس کھیل کا مہرہ بنایا ہے--

تراب کے والد کے انتقال کے بعد سبین نے بہت مشکل وقت کاٹا تھا۔ سعد جبیسل کی کمپنی میں شیئر ہولڈر تھا--تراب کے والد کا انتقال سبین کے نصیب کی چھت گرا گیا تھا۔بیوہ عورت کے لیے یہ معاشرہ کسی بھوکے بھیڑیے سے کم نہیں ہوتا، اور سعد نے اسی بے لبسی کو اپنی ڈھال بنایا۔ وہ ہمدرد بن کر آیا، مگر اس کے سینے میں سانپ پل رہے تھے۔ اس نے سبین کو اپنی محبت اور تحفظ کے فریب میں ایسا جکڑا کہ وہ دوسری شادی پر رضامند ہوگئیں، اور تراب؟ اسے 'اعلیٰ تعلیم' کے خوبصورت لیبل لگا کر ملک سے باہر جلاوطن کر دیا گیا-- سعد اور سبین کے دو بچے بھی ہو گئے شہاب اور شانزے -- تراب نے پاکستان آنا کم کر دیا۔

برسوں تک تراب سات سمندر پار اپنی ماں کی ممتا کو ترستا رہا، مگر سبین کی آنکھوں پر سعد کے بھروسے کی وہ پٹی بندھی تھی جو اسے اپنے بیٹے کی تڑپ دیکھنے ہی نہیں دیتی تھی۔ جب تراب شعور کی منزلیں طے کر کے واپس لوٹا، تو وہاں اس کا گھر نہیں بلکہ سعد کی بچھائی ہوئی بساط تھی۔سعد کے بچے تھے۔ اس کی جگہ سوتیلے بہن بھائیوں نے لے لی تھی اور اس کی اپنی ماں اس کے لیے ایک اجنبی بن چکی تھی۔

مگر تراب "جبیسل" کا خون تھا وہ ٹوٹا ضرور تھا مگر ہارا نہیں تھا۔ اس نے دیکھتے ہی دیکھتے 'جبیسل انڈسٹریز' کو وہ عروج بخشا کہ سعد جیسا پرانا کھلاڑی بھی پیچھے رہ گیا۔ کل کا آیا ہوا بچہ جب بزنس کا بے تاج بادشاہ بنا، تو سعد کی نفرت ایک خونی انتقام میں بدل گئ۔

سعد نے اپنا آخری اور گندہ کھیل تب کھیلا جب سبین نے جائیداد تراب کے نام کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس نے حریم کی ہوس اور تراب کو پانے کی پاگل پن جیسی چاہ کو استعمال کیا۔ ایک ایسا

نکاح نامہ تیار کیا گیا جس کی سیاہی جھوٹ سے بنی تھی، اور ایک ایسی ڈرامائی مظلومیت رچائی گئی کہ سبین کی ممتا اپنے ہی بیٹے سے باغی ہوگئی۔۔۔ کمپنی میں تراب کو لے کر سوال اٹھائے گئے ۔۔اس کے شیئرز فریز کر دیے گئے ۔۔ بینک اکاؤنٹس ،اے ٹی ایم ،پاسپورٹ سب ضبط کر لیا گیا۔۔۔حریم کی طرف سے کیس دائر کیا گیا کہ تراب اس کی جان لینا چاہتا ہے ۔

تراب۔۔ تم نے مجھے رسوا کر دیا ؟۔۔ سبین کا وہ ایک جملہ تراب کے سینے میں خنجر کی طرح پیوست ہوگیا۔وہ اپنی بے گناہی میں کچھ نہ بولا اور جیل چلا گیا ۔۔

اگر دنیا اسے ولن سمجھتی ہے تو سمجھتی رہے اسے گھنٹہ فرق نہیں پڑتا تھا کسی کی سوچ سے ۔ سعد نے ایسا جال بنا تھا کہ تراب کو سنبھلنے کا موقع نہ ملا۔ حریم کی جھوٹی گواہی، سعد کی شاطرانہ گٹ جوڑ ،تراب کی مکمل خاموشی اور سبین کی بدگمانی نے مل کر تراب سے اس کا نام، اس کا وقار اور اس کی جائیداد چھین لی۔ تراب، جو کبھی انڈسٹری کا فخر تھا، ایک رات میں 'بدکردار' اور 'مفرور' قرار دے دیا گیا۔ وہ سب کچھ ہار گیا۔

میران شیرازی صرف تراب کا لیگل ایڈوائزر ہی نہیں تھا، بلکہ اس کے وجود کا وہ حصہ تھا جس نے ہر کٹھن موڑ پر اسے گرنے سے بچایا تھا۔ تراب اگر ایک تپتا ہوا لاوا تھا، تو میران وہ ٹھنڈی چھاؤں جو اسے حد سے گزرنے نہیں دیتی تھی۔ میران نے ہر قدم پر اس کا ساتھ دیا تھا اور اب بھی اس کالونی کے چھوٹے سے پورشن میں اس کے ساتھ کھڑا ہونا اسی بے لوث دوستی کا ثبوت تھا۔ اس آگ کے گولے کو میران ہی قابو کر سکتا تھا اور وہ کر چکا تھا۔۔۔وہ جب بے قابو ہوتا تو وہ اسے ایک ہی بات بار بار سمجھاتا ۔

تراب سعد کو دماغ کی مار دو ۔۔یہ جذباتی پن مار دھاڑ سے تم سچ ثابت نہیں کر سکتے ۔۔۔کچھ وقت کے لئے تم شانت ہو جاؤ ۔دشمن کو لگنے دو کہ تم ٹوٹ گئے ہو ۔

جنگل کا بادشاہ شیر ہی ہوتا ہے کتا نہیں --"-"

میران نے فائلیں سمیٹتے ہوئے اسے یاد دلایا تھا---

اسی کے کہنے پر تراب نے خاموشی کی چادر اوڑھ لی تھی، مگر وہ بے خبر ہرگز نہیں تھا۔ اس کی خاموشی کے پیچھے ایک پورا جال بن رہا تھا۔ اسے محض الزامات نہیں، بلکہ وہ پکے ثبوت چاہیے تھے جو سعد جیسے فرعون کو جڑ سے اکھاڑ پھینکیں۔ وہ منظرِ عام سے بالکل غائب ہو چکا تھا تاکہ دشمن کو لگے کہ تراب ہار مان گیا ہے، وہ ٹوٹ چکا ہے اور اب میدانِ جنگ چھوڑ کر بھاگ گیا ہے۔

سعد اور حریم اپنی جیت کے نشے میں چور تھے، جبکہ تراب دور بیٹھ کر ان کی جڑیں کاٹنے کی تیاری کر رہا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ جب دشمن خود کو فاتح سمجھ کر جشن مناتا ہے، تبھی وہ سب سے زیادہ کمزور ہوتا ہے۔ تراب نے رہنے کے لئے ایسی جگہ کا انتخاب کیا جس پر کسی کی نظر ہی نہ جاتی ہو اسے فلحال چھپنا تھا تراب کا منظر سے غائب ہونا اس کی شکست نہیں، بلکہ اس کے دشمنوں کے لیے ایک ایسی قیامت کا پیش خیمہ تھا جس کا تصور بھی سعد نے نہیں کیا تھا۔

کالونی نمبر 12 کی گلیوں میں میران کی گاڑی دھیرے

دھیرے رینگ رہی تھی۔ تراب برابر والی سیٹ پر بیٹھا ماتھے پر بل ڈالے باہر کے ماحول کا جائزہ لے رہا تھا--یار میران! تو مجھے کہاں لے آیا ہے؟ یہاں تو سانس لینا بھی مشکل لگ رہا ہے، ہر - تراب نے بیزاری سے کہا۔

کالونی نمبر بارہ کی تنگ گلی میں شام اتر رہی تھی

ہلکی ہلکی روشنی، بچوں کا شور، کہیں پریشر ککر کی سیٹی---یہ سب تراب جیسل کے لئے بہت انوکھا تھا ۔

چپ کر جا تراب! یہی وہ گھر ہے جس کا تذکرہ میرے جاننے والے نے کیا تھا۔ بوبی آنٹی کا گھر

میران نے گاڑی ایک گلی کے باہر کھڑی کر دی ۔روبی اب تک سو رہی تھی وہ دونوں اسے سوتا

چھوڑ خود باہر نکل آئے ۔

تنگ گلیوں میں گھروں سے اٹھتا ہوا شور،کھانوں کی خوشبو تراب جبیل کا موڈ خراب کر چکی تھی ۔

یہ جگہ ہے انسانوں کے رہنے کی ؟" تراب نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے ہلکی سی ناگواری سے

کہا۔

میران نے گہری سانس لی۔

"کیوں یہ سب تجھے جانور نظر آ رہے ہیں ؟"

"فی الحال تو یہی ہے... جب تک کوئی بہتر نہ ملے۔"

ورنہ میری آفر برقرار ہے میرے گھر چل ---

میران نے پلٹ کر تراب کو مطمئن کیا جو کہیں سے بھی اس کی بات پر متفق نظر نہیں آ رہا

تھا ۔

اسی دوران ایک دُبلی سی لڑکی پاس سے گزری اور انہیں یوں کھڑا دیکھ کر رک گئی۔۔

"کسی کو ڈھونڈ رہے ہیں آپ لوگ؟"

میران نے شائستگی سے جواب دیا۔۔

"جی بیٹا ... کوئی کمرہ کرائے پر چاہیے تھا۔"

لڑکی نے فوراً ہاتھ سے سامنے والے گھر کی طرف اشارہ کیا۔

وہ سامنے بوبی آنٹی ہیں... ان کے پاس ایک کمرہ خالی ہے، اوپر بالکنی کے پاس---

تراب نے کھا جانے والی نظروں سے میران کی طرف دیکھا ۔

"نام سے ہی خطرہ لگ رہی ہے...۔"

میران نے کہنی ماری۔۔

"چپ رہو!۔"

تراب اور میران جیسے ہی چند قدم آگے بڑھے، گلی کا منظر اچانک بدل گیا۔

کہیں بڑے بڑے الفاظ میں لکھا تھا

"بنگالی بابا صرف ایک تعویز میں محبوب قدموں میں"

دوسری دیوار پر لکھا تھا نافرن بیوی ---کا علاج ---

میران ان اشتہارات کو شوق سے پڑھ رہا تھا --

ارے واہ کیا بات ہے -- عدالتیں بند کر کے بندہ یہ کام کر لے --- تراب میں تو کہتا ہوں کیس چھوڑ --سیدھا قدموں میں لاتے ہیں دشمنوں کو ---میران اب اسے تنگ کر رہا تھا --

تراب نے اسے گھور کے دیکھا ۔

وہ دونوں تھوڑا آگے بڑھے --

دیواروں پر عجیب و غریب مکالمے لکھے تھے ۔

محبوب روٹھ گیا؟ ساس تنگ کرتی ہے؟ شوہر قابو میں نہیں؟ تو ابھی رابطہ کریں---

یار میں سوچ رہا ہوں وکالت چھوڑ دوں ۔یہیں کوئی دکان ڈال کر بیٹھ جاتے ہیں -- سکون سے پیسے کمائیں گے ---میران کی اشتہار پڑھ پڑھ کر ہنسی چھوٹ رہی تھی ---

بولتا ہی رہے گا یا گھر بھی ڈھونڈے گا ---مجھے بھوک بھی لگی ہے ---تراب بے دلی سے بولا --یہ جگہ اس کے رہنے لائق نہیں تھی --مگر مجبوری تھی اسے سمجھوتا کرنا تھا ۔

اسی دوران دو لڑکیاں سامنے سے گزریں۔ ہلکی سی ہوا چلی، ان کے دوپٹے سنبھلتے سنبھلتے رہ گئے

کیونکہ ان کا دل پھسل رہا تھا ۔

ان کی نظریں صرف سامنے کھڑے دو خوبصورت لڑکوں پر تھیں ۔

تراب نے نفرت سے چہرہ موڑ لیا ۔ اسے عورتیں فضول لگتی تھیں ۔

کاش !یہ ہمارے پڑوسی بن جائیں۔" وہ دونوں تو بس پلکیں جھپکانا ہی بھول گئی تھی، جیسے زندگی کا سب سے خوبصورت منظر نظر آگیا ہو۔ وہ منہ پر دوپٹہ رکھے کبھی شرماتیں تو کبھی اشارے کرتیں

--

تراب کو ان میں کوئی دلچسپی نہیں تھی ہاں البتہ

میران نے ضرور انجوائے کیا تھا ۔

۔تراب میران کا ہاتھ تھامے آگے لے گیا ۔

گندی گلی کی حبس زدہ بو اور گرد و غبار سے اٹے رستوں کو پیچھے چھوڑتے ہوئے، جب دونوں نے اگلا موڑ کاٹا تو اچانک فضا بدل گئی۔ سامنے دو تنگ اور تاریک گلیاں ایک دوسرے میں ضم ہو رہی تھیں اور بالکل اسی مقام پر وہ مکان کھڑا تھا جو اپنے گرد و پیش سے بالکل مختلف اور نرالا تھا۔جہاں باقی گھروں کا پلستر جھڑ رہا تھا اور دیواریں بوسیدگی کی داستان سنا رہی تھیں، وہاں اس گھر کا رنگ روغن اتنا تازہ اور صاف ستھرا تھا جیسے اسے ابھی ابھی نکھارا گیا ہو۔ لیکن جس چیز نے ان دونوں کے قدم جکڑ لیے، وہ اس گھر کی دیوار پر چڑھی ایک سحر انگیز بیل تھی۔وہ بیل زمین کے کسی گہرے گوشے سے پھوٹتی ہوئی، ایک لچکدار ناگن کی طرح بل کھاتی دیوار کے اوپر کی سمت جا رہی تھی۔ اس کے پتے اتنے گہرے سبز اور مخملی تھے کہ روشنی میں وہ چمک رہے تھے۔ وہ محض ایک پودا نہیں تھی، بلکہ ایسا لگتا تھا جیسے وہ اس گھر کی روح ہو جو زمین کی پستی سے نکل کر آسمان کی بلندیوں کو چھونے کی تگ و دو میں ہو۔ جیسے ہی وہ دونوں اس کے قریب پہنچے، اس بیل

سے اٹھتی ایک پراسرار اور دلفریب خوشبو نے انہیں اپنے حصار میں لے لیا۔ وہ خوشبو اتنی مسحور کن تھی کہ یوں محسوس ہوا جیسے وہ اپنی تمام تر تھکن اور گلی کی غلاظت بھول کر کسی خوابناک دنیا میں آ گئے ہوں۔ وہ بیل اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ ان پر اپنا اثر طاری کر رہی تھی، جیسے وہ انہیں خوش آمدید کہہ رہی ہو یا پھر کسی آنے والے" سحر "کی نوید دے رہی ہو۔

میران نے دروازے کے سامنے کھڑے ہو کر ایک گہری سانس لی اور پھر بیل دبا دی۔

اوپر سے ایک قدرے آہستہ مگر باوقار آواز آئی

"کون ہے؟"

میران نے گردن اٹھا کر اوپر دیکھا اور پراعتماد لہجے میں کہا ۔

"آنٹی، کوئی مرد نیچے بھیج دیجیے... ہمیں گھر کرائے پر چاہیے۔"

"بیٹا، یہاں کوئی مرد نہیں ہے،" انہوں نے سیدھا جواب دیا، "جو بھی بات کرنی ہے، مجھ سے ہی کرنی ہوگی۔"

میران اور تراب نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ "بوبی آنٹی" نام سن کر تو انہیں پہلے ہی عجیب سا لگا تھا، مگر اپر جھانکتی خاتون کا حلیہ اس نام سے بالکل مختلف تھا نہایت سادہ، مہذب اور باوقار۔

بیٹا میرے تو پیروں میں تھوڑا درد ہے میں نیچے نہیں آسکتی تم دونوں ہی اپر آجاؤ۔وہ بٹن دبا کر دروازہ کھول چکی تھیں ۔

جی آپ تکلیف مت کریں ہم اپر آجاتے ہیں ۔میران نے مودبانہ انداز میں کہا اور تراب کی طرف دیکھا جو اب بھی اسی بیل کو دیکھ رہا تھا جو ایک شاخ سے دو گیلریوں کو آپس میں ایسے ملا رہیں

ہیں جیسے دو روحوں کا ملاپ ہو ۔

چلو اپر تراب ---میران نے اسے بازو سے پکڑ کر ہلایا ---

تراب میران کے پیچھے چل پڑا مگر اس کا دل اس "ہبیل"۔ میں ہی اٹک گیا --

پر تکلف سی چائے پینے کے بعد وہ اب میران سے مخاطب تھیں ۔

"اچھا... تو بتاؤ، کہاں سے آئے ہو تم دونوں؟" انھوں نے بازو باندھتے ہوئے پوچھا۔

"کنوارے ہو یا شادی شدہ؟ کیا کرتے ہو؟ اور سب سے اہم... کرایہ وقت پر دو گے نا؟"۔

وہ اپنی عادت سے مجبور ڈھیر سارے سوال کرتی جا رہیں تھیں ۔

"آنٹی پلیز آپ پہلے سانس لے لیں --"

میرا نام میران شیرازی ہے میں اس شہر کا مشہور وکیل ہوں آپ میرے بارے میں معلومات کروا سکتی ہیں اور یہ پورشن صرف چند ماہ کے لئے چاہیئے ۔ اور کرایہ ...وہ تو ہم وقت سے پہلے دینے والوں میں سے ہیں۔

روبی آنٹی کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آگئی، مگر ان کی آنکھوں میں اب بھی جانچنے والی سنجیدگی موجود تھی۔

لڑکے باتیں تو تم بہت اچھی کرتے ہو مگر تم نے ابھی تک یہ نہیں بتایا کہ دونوں کنوارے ہو یا شادی شدہ ؟

وہ بھی آنٹی کی جانچتی ہوئی نظریں تراب پر تھی جو بالکل خاموش بیٹھا تھا ۔

پھر اچانک انہوں نے سوال داغا۔

کوئی بری عادت تو نہیں؟ دوستوں کی محفلیں، شور شرابہ، رات گئے آنا جانا؟۔

میران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"آنٹی، ہم اتنے بھی خطرناک نہیں ہیں۔"

بوبی آنٹی نے آخرکار نرم لہجے میں کہا۔

دیکھو بیٹا، گھر دینا آسان ہوتا ہے، مگر بھروسہ کرنا مشکل۔ اگر تم دونوں واقعی ذمہ دار ہو... تو پھر بات آگے بڑھ سکتی ہے۔۔میں ایک بیوہ عورت ہوں اور میرے ساتھ تین بچیوں کا ساتھ ہے میری بڑی بیٹی وہ جاب کرتی ہے اور اس گھر کو وہی سنبھالتی ہے سمجھو اس گھر کا مرد وہی ہے میں اس کی مرضی کے بغیر تو تم دونوں کو گھر نہیں دے سکتی ہاں مگر تم دونوں مجھے شریف لگے میں چاہوں گی کہ پورشن تم دونوں کو ہی ملے ۔

بوبی آنٹی بات تو میران سے کر رہی تھی مگر ان کی نظریں اب بھی تراب پر ہی تھیں ۔ جس کی نظریں ان کی گیلری کی طرف تھیں ۔

دیکھیں آنٹی میں آپ کی شرافت کے قصے سن کر ہی یہاں آیا ہوں اور میں نہیں رہوں گا میرا یہ دوست رہے گا یہاں اور اس کی شرافت کی میں آپ کو پوری گارنٹی دیتا ہوں ۔ یہ بہت شریف اور نفیس انسان ہے ۔

میران نے تراب کی شان میں قصیدے پڑھنا شروع کر دیئے ۔

یہ تو میں دیکھ ہی رہی ہوں۔۔انہوں نے طنزیہ انداز میں کہا۔

تمہارا یہ شریف دوست گونگا ہے کیا ؟؟؟

بوبی آنٹی نے اچانک پوچھا۔

میران نے ہڑبڑا کر تراب کو دیکھا، جو اب بھی رات کی رانی کو دیکھنے میں مگن تھا۔ میران نے جلدی سے ایک مصنوعی مسکراہٹ چہرے پر سجائی۔۔ نہیں نہیں آنٹی !ایسی بات نہیں ہے۔ یہ

گونگا نہیں ہے، بس ذرا... کم بولتا ہے۔ میران نے تراب کے بازو پر چٹکی کاٹتے ہوئے صفائی دی۔

یہ تمہارا دوست کم بولتا ہے یا دماغی طور پر کہیں اور ہے؟" بوبی آنٹی نے تپ کر پوچھا انہیں اس کی خاموشی الجھا رہی تھی ۔دیکھو بھئی! مجھے اپنے گھر میں "سائیں لوگ "نہیں چاہئیں۔ کل کو میں کچھ پوچھوں اور یہ دیواروں کو تکتا رہے، تو میرا تو بلڈ پریشر شوٹ کر جائے گا--

تراب نے دھیرے سے سر گھمایا اور اپنی سرد ، گہری نظریں بوبی آنٹی کے چہرے پر ٹکادیں۔

"بولتا میں تب ہوں جب ضرورت ہو، اور سنتا میں وہی ہوں جو میں سننا چاہتا ہوں ۔"۔

اس کا لہجہ اتنا سپاٹ اور خشک تھا کہ بوبی آنٹی ایک لمحے کے لیے ہکا بکا رہ گئیں۔

میران کا پسینہ چھوٹ گیا۔ "آنٹی !آپ بس کمرہ دکھائیں، یہ آپ کو بالکل تنگ نہیں کرے گا۔"۔

ہہہم ---تمہارا یہ دوست خاموش ہی اچھا لگتا ہے بولتا ہے ۔بندہ پوچھے اتنی سنجیدگی لائے کہاں سے ہو؟ جیتے جی قبر کی خاموشی اختیار کی ہوئی ہے۔"۔"

"دیکھو میاں! اگر یہاں رہنا ہے تو زبان قابو میں رکھنی ہوگی۔ میری بیٹی مشکات بہت اصول پسند ہے، اسے ذرا بھی شور پسند نہیں۔"۔

یہاں تو پرائیویسی نام کی چیز دفن ہے...۔

تراب منہ پھیر کر بڑبڑایا ۔

بوبی آنٹی فوراً مڑیں

"کچھ کہا تم نے؟"

نہیں آنٹی! یہ کہہ رہا تھا... بہت 'لائیولی' جگہ ہے !میران نے فوراً بات سنبھالی۔

لگ تو نہیں رہا اس نے وہی کہا جو تم نے بتایا۔بوبی آنٹی کو یقین تھا وہ کچھ اور بڑبڑا رہا ہے ۔

"پورشن تو مل جائے گا مگر میری ایک شرط ہے"

پہلی بات، یہاں کوئی آوارہ گردی نہیں ہوگی۔ دوسری بات، رات نو بجے کے بعد گیٹ بند---پان اور سیگریٹ نہیں چلیں گے ---کوئی لڑکی نہیں آئے گی ۔ اور تیسری --

اور تیسری بات یہ کہ میں یہاں رہنے آ رہا ہوں ، جیل کاٹنے نہیں!" تراب کا صبر جواب دے گیا، اس نے لٹھ مار انداز میں بات کاٹی---

میران نے فوراً تراب کا ہاتھ دبایا اور بوبی آنٹی کی طرف مڑا، "آنٹی! اس کی بات کا برا نہ مانیں، یہ ذرا... سفر کی وجہ سے تھکا ہوا ہے۔"۔

بوبی آنٹی نے تیکھی نظروں سے تراب کو دیکھا۔

یہ لڑکا کسی کا خون پی کر آیا ہے کیا ؟؟؟ حد ہے نہ ڈھنگ سے بات کرتا ہے نہ جواب دیتا ہے ۔بوبی آنٹی کو تراب عجیب و غریب مخلوق لگی ۔

میران نے انہیں مسکرا کر دیکھا، جبکہ تراب وہاں سے اٹھ کر گیلری کا جائزہ لینے چلا گیا ۔

"یہ کسی کا خون پی کر آیا ہے؟" بوبی آنٹی اس کا چہرہ دیکھنے کے بعد پوچھ ہی بیٹھیں ۔

میران نے بڑی مشکل سے اپنے قہقہے کا گلا گھونٹا۔ "ارے نہیں آنٹی! وہ... اس کی شکل ہی ایسی ہے، ویسے دل کا بہت سادہ ہے۔"

"بوبی آنٹی نے اپنے دوپٹے کا پلو درست کیا اور تراب کو ایک بار پھر اوپر سے نیچے تک ایسے دیکھا جیسے وہ کوئی "مطلوب اشتہاری" یا کم از کم کوئی "مشکوک پارسل" ہو--

وہ ذرا میران کے قریب ہوئیں ۔

بیٹا کوئی لڑکی کا چکر تو نہیں ؟بیوی تو نہیں بھاگ گئی اس کی ؟ یا منگنی ٹوٹی ہو ؟؟ یا کسی سے

محبت کرتا تھا وہ دھوکہ دے گئی ؟؟ ایسی شکلیں تو ان کی
ہوتی ہیں جو بیچارے دکھی ہوتے ہیں ۔
ارے نہیں آنٹی صاف ستھرا بندہ ہے بلکہ کوئی اچھی لڑکی کا رشتہ ہو تو بتائیے گا ۔کافی عمر ہو گئی
ہے بیچارے کی ۔۔میران اپنی ہنسی ضبط کرتا ہوا بولا ۔
دیکھو میاں ! کمرہ تو خالی ہے، مگر تم دونوں لڑکے ہو اور میں کنوارے لڑکوں کو یہاں نہیں رکھ
سکتی، ہماری اپنی جوان بیٹیاں ہیں۔
میران نے فوراً پینترا بدلا اور چہرے پر مظلومیت کے ڈھیروں تاثرات سجا لیے
ارے آنٹی! ہم دونوں نہیں رہیں گے، یہ یہاں اکیلا رہے گا۔ میں تو بس اسے گھر دکھانے لایا
ہوں۔ اصل میں یہ باہر سے آیا ہے اور اس کے ساتھ بہت برا ہوا...۔
"بوبی آنٹی کے کان کھڑے ہوئے "برا ہوا؟ کیا ہوا؟"
آنٹی !ایئرپورٹ کے باہر ہی اسے ڈاکو ٹکر گئے۔ وہ بیچارے کا سارا سامان چھین کر لے گئے
پاسپورٹ، ویزا، پیسے، شناختی کارڈ... سب کچھ اسی بیگ میں تھا۔ "میران نے آہ بھری اور لہجے
میں ایسا درد سمویا کہ تراب خود بھی ایک لمحے کو پریشان ہو گیا کہ کیا واقعی اس کے ساتھ ایسا ہوا
ہے ؟"اب کوئی ہوٹل اسے رکھ نہیں رہا کیونکہ شناختی کارڈ نہیں ہے، اور پیسے تو خیر بچے ہی
نہیں۔ میں نے آپ کی بہت تعریف سنی تھی کہ آپ بہت نیک خاتون ہیں اور آپ کے پاس
جگہ بھی ہے، اس لیے ہم یہاں آ گئے۔"۔
ہائے بیچارہ دیکھو ذرا شکل سے تو نہیں لگتا کہ بیچارے کے ساتھ یہ سب ہوا ہے ۔
بوبی آنٹی کو اب اس پر ترس آرہا تھا ۔
بس آنٹی کیا کریں قسمت میں لکھا تھا ویسے بھی کسی کی شکل پر تھوڑی لکھا ہوتا ہے کہ اس کے

ساتھ کیا ہوا ہے ۔ آپ مجھ پر بھروسہ کریں اور یہ لیں --

میران نے اپنی جیب سے ایک نفیس کارڈ نکالا اور بوبی آنٹی کی طرف بڑھایا۔

"آنٹی !میں میران شیرازی ہوں، نامور وکیل۔ "اس نے اپنے مخصوص پراعتماد لہجے میں اپنا تعارف کروایا۔ "آپ اطمینان رکھیے، میں آپ کو اپنی اور اپنے دوست کی مکمل گارنٹی دیتا ہوں۔ ہم یہاں صرف پرسکون ماحول کی تلاش میں آئے ہیں اور امید ہے کہ آپ کو ہم سے کوئی شکایت نہیں ہوگی۔"۔

بوبی آنٹی نے کارڈ کو الٹ پلٹ کر دیکھا، وکیل کا نام سن کر ان کے دل کی تسلی ہوئی ہو۔

"وکیل ہو؟ چلو اچھا ہے، کم از کم قانون تو جانتے ہو گے۔ بس یہ یاد رکھنا کہ اس گھر کا قانون میں ہوں۔

چلو آؤ پیچھے، دیکھ لو برابر کا پورشن، مگر یاد رکھنا... اگر کمرے میں ایک کیل بھی ٹھونکی تو میں تم دونوں کو دیوار میں چنوا دوں گی!۔

میران نے ان کی دھمکی پر سر کھجایا ---

بوبی آنٹی انہیں لے کر پورشن میں داخل ہوئیں۔ پورشن اگرچہ مختصر تھا، مگر بے حد سلیقہ مند۔ چھوٹا سا کچن جس کی الماریاں چمک رہی تھیں، دو کشادہ کمرے جن میں ضرورت کے مطابق بیڈ اور صوفہ ترتیب سے رکھے تھے۔ تراب کی نظریں پورشن کے کونے میں رکھی اس چھوٹی سی فریج پر پڑیں تو اسے اطمینان ہوا کہ یہاں بنیادی ضرورتیں موجود ہیں۔

مگر اس پورشن کی سب سے خوبصورت چیز وہ بیل تھی... وہی رات کی رانی جو بالکونی کے لوہے کے جنگلے پر کسی وفادار دوست کی طرح لپٹی ہوئی تھی۔ تراب قدم بڑھاتا ہوا بالکونی میں آیا اور جھک کر اس بیل کے ایک نازک پتے کو اپنی پوروں سے چھوا۔ اس کی ٹھنڈک نے تراب کے اندر

ہلچل مچا دی ۔

بوبی آنٹی نے پورشن کی چابیاں میران کے ہاتھ پر رکھ دی ۔ٹھیک ہے! کل سے شفٹ ہو جاؤ۔

"نہیں آج سے بلکہ ابھی سے ---"

تراب نے بوبی آنٹی کی بات کاٹتے ہوئے بڑے حتمی انداز میں کہا۔

بوبی آنٹی نے حیرت سے تراب کا سپاٹ چہرہ دیکھا اور پھر میران کی طرف سوالیہ نظروں سے مڑیں۔

میران نے کندھے اچکا کر بے بسی کا اظہار کیا، جیسے وہ جانتا ہو کہ تراب کو روکنا ناممکن ہے۔

آج سے؟ بھئی تم لوگ تو بڑے جلدی میں ہو۔ چلو ٹھیک ہے، تمہاری مرضی! مگر یاد رکھنا، سامان لاتے ہوئے شور نہ ہو، مجھے سر درد کی شکایت رہتی ہے۔ بوبی آنٹی بڑبڑاتی ہوئی پورشن سے باہر نکل گئیں۔

تراب نے بالکونی کا دروازہ پوری طرح کھول دیا اور رات کی رانی کی خوشبو پورشن کے اندر آنے لگی۔

اس نے اپنا بیگ صوفے پر پٹخا اور کھڑکی سے باہر گلی کی رونق دیکھنے لگا۔ میران نے خاموشی سے چابیاں اٹھائیں اور تراب کے قریب آ کھڑا ہوا۔

تراب بالکونی میں کھڑا اب بھی اس بیل کے حصار میں تھا۔

تو سفر شروع ہو گیا تیرا تراب! میران نے دھیرے سے کہا۔

"ہاں لگتا ہے یہ سفر بہت یادگار رہنے والا ہے"

اس کی نظر اب بھی اس بیل پر تھی ۔

نوال اپنے زخموں سے چور جسم کو گھسیٹتی ہوئی کمرے سے باہر نکلی۔ نوال نے جیسے ہی کمرے کا دروازہ کھولا، صحن میں بیٹھی اس کی ساس سعدیہ کی تیکھی آواز نے اس کے قدم جکڑ لیے۔

”مہارانی صاحبہ! آخر کار کمرے سے باہر قدم رنجہ فرما ہی گئیں؟ یاد بھی ہے کہ اس گھر میں کوئی ساس سسر بھی رہتے ہیں؟ دن دیہاڑے کمرے میں گھسی رہتی ہو، توبہ توبہ! کیا دن آگئے ہیں بے غیرتی کے۔“ سعدیہ نے ہاتھ میں پکڑی تسبیح روکی اور اسے تپتی نظروں سے دیکھا۔نوال خاموش رہی، وہ جانتی تھی کہ اس وقت زبان کھولنا جلتی پر تیل کا کام کرے گا۔ اس نے لنگڑاتے ہوئے خاموشی سے کچن کی طرف قدم بڑھائے، مگر ساس کا پارہ ابھی کم نہیں ہوا تھا۔

”اب کچن میں جا کر برتنوں پر غصہ نکالو گی۔ پہلے تو مائیں بیٹیوں کو رخصت کرنے سے پہلے طور طریقے سکھاتی تھیں، مگر اب تو بس بیٹیوں کو سج دھج کر دوسروں کے گھر برباد کرنے بھیج دیا جاتا ہے۔“

سعدیہ نے دوپٹے کا پلو کمر میں اڑسا اور اٹھ کر نوال کے پیچھے کچن تک آگئیں۔ دراصل وہ نوال کے چہرے پر پڑنے والی چوٹیں گننے آئی تھیں کہ ان کے اکسانے پر اسد نے اسے کتنا مارا ہے۔نوال نے دھیمے اور کپکپاتے لہجے میں کہا، ”امی جی! سر میں بہت درد تھا، اس لیے تھوڑی دیر لیٹ گئی تھی۔“۔

”ہائے ہائے ! سر میں درد تھا؟“ سعدیہ نے طنزیہ تالی بجائی۔ ”سر میں درد تو میرے ہونا چاہیے جو صبح سے خالی پیٹ تمہاری راہ تک رہی ہوں۔ میرے بیٹے کی کمائی کیا مفت کی ہے جو تم دن بھر آرام فرماتی ہو؟ کیا اپنے میکے میں بھی ایسے ہی دوپہریں سو کر گزارتی تھیں؟“نوال نے ایک گہرا اور ضبط سے بھرپور سانس لیا اورچولہے پر دیگچی رکھتے ہوئے کہا، ”میں ابھی چائے بنا دیتی ہوں آپ کے لیے۔“۔

”چائے؟ یہ کون سا وقت ہے چائے کا بی بی؟ ہم کھانا کھا چکے، اب چائے پلا کر میرا بلڈ پریشر مزید تیز کرو گی؟ جتنا زہر تم نے ابھی اپنی خاموشی سے گھولا ہے، اس کے بعد چائے تو کیا مجھے

پانی بھی کڑوا لگنے لگا۔"وہ جتنا ضبط کرنے کی کوشش کر رہی تھی، سعدیہ اسے اتنا ہی اکسا رہی تھیں کہ وہ پلٹ کر جواب دے اور انہیں مزید ہنگامہ کھڑا کرنے کا موقع ملے۔ نوال کی آنکھوں میں نمی تیرنے لگی، مگر اس نے پلکیں جھپکا کر آنسوؤں کو وہیں روک لیا۔ وہ جانتی تھی کہ اگر ایک آنسو بھی گرا تو اسے "مظلومیت کا ڈرامہ" قرار دے کر ایک نیا طوفان کھڑا کر دیا جائے گا۔

بیٹیاں تو بابل کے گھر میں کھلے وہ پھول ہوتی ہیں جن کی خوشبو سے پورا آنگن مہکتا ہے، مگر سسرال کی دہلیز پار کرتے ہی ان سے مہکنے کا حق چھین کر انہیں 'رواجوں کی قید' میں ڈال دیا جاتا ہے۔ جہاں ہر مسکراہٹ پر مصلحتوں کے پہرے ہوں، جہاں ہر دکھ کو 'تقدیر کا لکھا' کہہ کر چپ کرا دیا جائے ۔

یہ ایک بھیانک حقیقت ہے۔ ہمیں اپنے ارد گرد دیکھنا چاہیے، کہیں کوئی نوال سسک تو نہیں رہی؟ کہیں ہم بھی نادانستہ طور پر کسی ایسے ظلم کا حصہ تو نہیں بن رہے؟

)لمحہ فکریہ(

🌺🌺

سعد اپنے عالیشان آفس کی چمڑے کی کرسی پر براجمان تھا۔ اس کے سامنے والی بڑی سی میز پر قیمتی لیمپ اور پین ہولڈر اس کے فرعون صفت رعب کی گواہی دے رہے تھے۔ وہ بڑی بے نیازی سے سگار کے مرغولے اڑا رہا تھا، جیسے اس کی مٹھی میں پوری دنیا مقید ہو۔اچانک دھاڑ سے دروازہ کھلا۔ باہر کھڑے سیکیورٹی گارڈز اسے روکنے کی ناکام کوشش کر رہے تھے، مگر حریم طوفان کی طرح اندر داخل ہوئی۔ اس کے بال بکھرے ہوئے تھے اور مترنم آنکھوں میں غصے کی سرخ لہریں دوڑ رہی تھیں۔

۔"باہر نکلو تم سب!" حریم نے گارڈز پر چیختے ہوئے کہا اور ایک جھٹکے سے سعد کی میز کے سامنے

آ کھڑی ہوئی۔سعد نے اطمینان سے سگار کا ایک لمبا کش لیا اور کرسی پر ذرا پیچھے ہوتے ہوئے ایک زہریلی مسکراہٹ کے ساتھ اسے دیکھا

آؤ حریم! تمہاری انٹری ہمیشہ کی طرح دھماکے دار ہوتی ہے۔

اپنی بکواس اپنے پاس رکھو "!۔"

حریم نے دھاڑتے ہوئے دونوں ہاتھ زور سے میز پر مارے۔ میز پر رکھا پانی کا گلاس تھرتھرا اٹھا، بالکل ویسے ہی جیسے حریم کا وجود غصے سے کانپ رہا تھا۔

"تراب کہاں ہے؟" اس نے دانت پیستے ہوئے پوچھا۔ "میں نے تمہارے کہنے پر وہ سب کچھ کیا جو تم چاہتے تھے۔ میں نے تراب کی زندگی جہنم بنا دی، سبین آنٹی کے دل میں اس کے خلاف زہر بھرا، اسے اپنوں کی نظر میں گرا دیا۔۔۔ میں نے اپنی روح تک تمہارے گندے پلانز کے لیے گروی رکھ دی، مگر آخر میں میرے ہاتھ کیا آیا؟

خالی ہاتھ ہوں میں! مجھے تراب ابھی تک نہیں ملا!"۔

وہ بے بسی کی انتہا پر تھی ۔

سعد نے ایک زوردار قہقہہ لگایا، جس میں طنز اور تکبر بھرا تھا۔ وہ اپنی کرسی سے اٹھا اور آہستہ آہستہ چلتا ہوا حریم کے بالکل سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔ اس کا چہرہ کسی پتھر کی مورتی کی طرح سخت تھا۔۔۔

"تمہیں کیا لگا تھا حریم کہ تم میری بات مانو ؟

تمہیں بھی تو تمہارا لالچ ہی یہاں تک لے کر آیا تھا نا ۔۔۔میں نے تو تمہارا راستہ صاف کر دیا تھا اب تم تراب کو اپنا نہیں بنا سکتی تو یہ تمہارا اپنا فیلیر ہے میرا نہیں ۔ مردوں کو قابو کرنے کی سو طریقے ہوتے ہیں حریم کیا یہ بھی تمہیں میں ہی سکھاؤں ۔؟

خباثت سے بولتا ہوا حریم کی ٹھوڑی کو اپنی انگلی سے اوپر اٹھاتا حریم کا دل جلا گیا۔مگر حریم نے جھٹکے سے اس کا ہاتھ پیچھے کر دیا۔

"مجھ سے کھیلو مت گھٹیا انسان ! تم نے وعدہ کیا تھا!" حریم کی آواز اب بھرا گئی تھی۔

"وعدہ؟ "سعد کا لہجہ اب برف کی طرح ٹھنڈا ہو گیا۔ "میرا وعدہ یہ تھا کہ میں تمہیں تمہارا مقصد دوں گا، لیکن تم نے ابھی اپنا کام ادھورا چھوڑا ہے۔ تراب ابھی ٹوٹا نہیں ہے۔ وہ ابھی بھی سر اٹھا کر غائب ہو گیا ہے ۔ جب تک وہ مکمل طور پر بکھر نہیں جاتا ، جب تک ۔وہ سڑک پر آکر بھیک نہیں مانگتا ، تمہیں تمہارا تراب نہیں ملے گا۔

"حریم نے اسے نفرت بھری نظروں سے دیکھا۔ "تم انسان نہیں ہو ، تم ایک درندے ہو۔ میں نے تمہارے لیے اپنی عزت تک داؤ پر لگا دی اور تم---"۔

"اور میں نے تمہیں وہ طاقت دی جو تمہارے وہم و گمان میں بھی نہیں تھی"۔

سعد نے اسے ٹوکتے ہوئے کہا۔

اب جاؤ یہاں سے ! اور اگلی بار تب آنا جب تراب کا جنازہ نکل چکا ہو۔ ورنہ یاد رکھنا، جس تراب کے لیے تم تڑپ رہی ہو، وہ میں مٹی میں ملا دوں گا پر تمہیں نہیں دوں گا۔

حریم کا دم گھٹنے لگا۔ اسے اپنی ہار صاف نظر آ رہی تھی۔

حریم کی آنکھوں میں اب آنسو نہیں، بلکہ انتقام کی ایک ایسی آگ تھی جو سعد کے تکبر کو راکھ کرنے کے لیے کافی تھی۔ اس نے اپنی ٹھوڑی بلند کی اور ایک قدم سعد کے قریب ہو کر اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولی۔

"سڑک پر بھیک تراب نہیں، سعد... اب تم مانگو گے! تم نے شاید مجھے صرف ایک مہرہ سمجھا تھا، لیکن تم بھول گئے کہ مہرہ جب بساط کے آخری خانے پر پہنچتا ہے تو وہ""وزیر" بن جاتا ہے۔"۔

سعد کے ماتھے پر ایک پل کے لیے سلوٹ ابھری، مگر اس نے اپنی زہریلی مسکراہٹ برقرار رکھی۔
حریم کا لہجہ اب پہلے سے کہیں زیادہ پر اعتماد اور کاٹ دار تھا
تم دیکھتے جاؤ سعد، اب میں تمہارے ساتھ کرتی کیا ہوں۔ اگر میں تراب کو حاصل کرنے کے لیے اس حد تک گر سکتی ہوں، تو اسے بچانے کے لیے میں کس حد تک جا سکتی ہوں، اس کا اندازہ لگانا تمہاری اوقات سے باہر ہے۔ تم نے اسے مٹی میں ملانے کی بات کی؟ مٹی میں تو اب تمہارا یہ غرور ملے گا!۔
حریم نے میز پر پڑے سگار ہولڈر کو ایک جھٹکے سے نیچے گرایا اور دھاڑتے ہوئے کہا۔
تراب میرا ہے اور وہ میرا ہی رہے گا! تم نے فرعون اور ابلیس کو بھی مات دے دی ہے، لیکن یاد رکھنا فرعون کو ڈبونے کے لیے ایک لہر ہی کافی تھی اور تمہارے لئے وہ لہر میں ہوں --"۔
سعد کے ہاتھ میں موجود سگار ساکت ہو گیا۔ حریم نے مڑتے ہوئے آخری وار کیا۔
آج کے بعد تراب کا نام اپنی گندی زبان پر مت لانا، ورنہ میں وہ طوفان لاؤں گی کہ تمہارا یہ شیشے کا محل اور تمہارا یہ فرعونی رعب، سب تاریخ کا حصہ بن جائیں گے--
اپنی سورس لڑاؤ اور تراب کا پتہ کرو کہ وہ کہاں ہے مجھے وہ صحیح سلامت چاہیے - ورنہ تیار رہنا سبین آنٹی کے ہاتھوں مرنے کے لئے -
وہ پیر پٹختی اسے دھمکاتی ہوئی باہر نکل گئی، جبکہ سعد کے چہرے پر پہلی بار شکست کی پرچھائیں نمودار ہوئی تھی۔ اسے احساس ہو گیا تھا کہ اس نے ایک زخمی ناگن کے پھن پر پاؤں رکھ دیا ہے۔
اسے فلحال مصلحت سے کام لینا ہوگا اور حریم کو قابو کرنا ہوگا ورنہ اس کے ہاتھ سے اس کی گیم نکل جائے گی -

میران تراب کو ضروری سامان پوہنچا کر کالونی نمبر بارہ سے نکل رہا تھا کہ اس نے فون سننے کے لیے اپنی چمکتی ہوئی گاڑی سڑک کے ایک سائیڈ پر لگائی۔ ابھی اس نے گاڑی کا دروازہ کھولنے کے لیے ہاتھ ہینڈل پر رکھا ہی تھا کہ پیچھے سے ایک اسکوٹی "فرررر" کرتی ہوئی آئی اور سیدھی گاڑی کے بائیں طرف جا ٹکرائی۔"ٹاخ" کی آواز آئی اور میران کا دل جیسے سینے سے باہر نکل آیا۔

وہ ہڑبڑا کر گاڑی سے باہر نکلا۔

∀اوئے پاگل۔۔ نظر نہیں آتا کیا؟∀

∀ یہ سڑک ہے یا تمہارے ابا کا رن وے؟∀

عروہ نے، جو ہیلمٹ پہنے اسکوٹی کو سنبھالنے کی کوشش کر رہی تھی، تڑپ کر بریک ماری اور ہیلمٹ اتار کر ایک طرف ٹکایا۔

ابا کا رن وے تو نہیں ہے، پر یہ آپ کا بیڈروم بھی نہیں ہے کہ جہاں دل چاہا گاڑی تان کر کھڑے ہو گئے۔۔

میران نے اپنی گاڑی کے ٹوٹے ہوئے انڈیکیٹر کو دیکھا اور غصے سے تلملا اٹھا۔

تم جانتی بھی ہو میرا کتنا نقصان کیا ہے؟ میں میران شیزاری ہوں، شہر کا مانا ہوا وکیل۔۔ ایک نوٹس بھیجا نہ تو اسکوٹی سمیت تھانے میں نظر آؤ گی۔۔۔

میران نے گاڑی کا ٹوٹا ہوا حصہ دیکھا اور پھر عروہ کی طرف انگلی اٹھا کر بولا، تمہاری ہمت کیسے ہوئی ایک وکیل کی گاڑی کو ٹکر مارنے کی؟ میں ابھی پولیس کو کال کر رہا ہوں، تمہارا لائسنس کینسل ہوگا اور یہ 'کھٹارا' بھی ضبط ہوگی۔

عروہ نے اسکوٹی کے ہینڈل پر کہنی ٹکا کر بڑے آرام سے کہا۔

اوہو جعالی وکیل صاحب میرے ڈرائیونگ لائسنس کی فکر چھوڑیں، پہلے اپنی 'عقل' کا لائسنس بنوائیں جو شاید آپ گھر بھول آئے ہیں۔ سڑک کے بیچوں بیچ گاڑی کھڑی کر کے فون سننا قانوناً جرم ہے یا نہیں؟ آپ تو وکیل ہیں نا، بتائیے دفعہ کون سی لگے گی؟

میران تلملا اٹھا۔

میں نے انڈیکیٹر دیا تھا سائیڈ پر آنے کے لیے۔۔

انڈیکیٹر دیا تھا یا 'دعوت نامہ'؟ عروہ نے ترکی بہ ترکی جواب دیا۔

آپ کا انڈیکیٹر تو ایسے جل بجھ رہا تھا جیسے کوئی پرانی فلم کی ہیروئن آنکھ مار رہی ہو۔ اب بندہ کنفیوز نہ ہو تو کیا کرے؟

میران نے جھک کر سڑک سے اپنی گاڑی کا ٹوٹا ہوا شیشہ اٹھایا اور عروہ کو دکھاتے ہوئے بولا، "یہ دیکھ رہی ہو؟ اس کی قیمت میں تمہاری یہ پوری اسکوٹی سے بھی زیادہ ہے ۔۔

اتنا ہی قیمتی تھا تو اسے تجوری میں رکھتے، سڑک پر نمائش کے لیے کیوں نکال لائے؟۔۔۔

عروہ نے ایک نظر شیشے پر ڈالی اور پھر میران کے چہرے پر۔

میران کا سر چکرانے لگا۔ لڑکی تم کسی پاگل خانے سے بھاگی ہوئی لگتی ہو۔۔۔

میران نے دانت کچکچا کر کہا۔

تم... تم بہت بدتمیز ہو۔

میران کے پاس الفاظ ختم ہو گئے۔

اور آپ بہت 'اوور ایکٹنگ' کر رہے ہیں۔ عروہ نے ہیلمٹ پہنتے ہوئے آخری وار کیا۔ ویسے ایک مشورہ دوں؟ یہ کالا کوٹ پہن کر سڑکوں پر لڑنا آپ کو زیب نہیں دیتا۔

ایسا لگ رہا ہے آپ چندہ مانگ رہے ہیں ۔

میران کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا----

چندہ ؟؟؟ کیا بکواس کر رہی ہو ؟؟جانتی بھی ہو کتنا بڑا وکیل ہوں میں میری فیس لاکھوں میں ہے۔

ہوگی ہوگی----پر فی الحال تو آپ ایک انڈیکیٹر کے لئے غریبوں کی طرح رو رہے ہیں ۔

عروہ نے اسکوٹی اسٹارٹ کی اور ایک زوردار ریس دے کر بولی، چلتی ہوں وکیل صاحب--

عروہ نے فاتحانہ مسکراہٹ کے ساتھ اسکوٹی کو ریس دی۔ "ہارے ہوئے وکیلوں سے میں ویسے بھی

زیادہ بات نہیں کرتی اگلی بار انڈیکیٹر کے ساتھ 'دماغ' بھی استعمال کیجیے گا۔

وہ ایک زوردار قہقہہ لگا کر

فرررر" کرتی ہوئی وہاں سے نکل گئی، اور میران وہیں کھڑا رہ گیا، کسی نے اس کی پوری وکالت

کی ڈگری کا مذاق اڑا کر ردی کی ٹوکری میں ڈال دیا ہو--

شام ڈھل رہی تھی۔ اور مشکات کی ہمت بھی ---آج آفس میں ہو کچھ ہوا اس کے جو نتائج آنے تھے

مشکات ان سے لا علم نہیں تھی --- جاوید ضرور کوئی نہ کوئی ہنگامہ کرے گا--اس سے پہلے وہ

صرف اشاروں کناروں میں مشکات کو تنگ کیا کرتا تھا مشکات یہ سوچ کر چپ رہی

∀کتوں کا کام تو بھونکنا ہے ---تو بھونکتا رہے ∀

لیکن آج اسی "کتے" نے اسے کاٹنے کی کوشش کی اور یہ مشکات کے لئے لمحہ فکریہ تھا--

آفس سے واپسی پر تھکی ہاری مشکات نے بیگ دائیں کندھے سے اتار کر بائیں جانب شفٹ کیا۔

نوال نہ فون اٹھا رہی تھی اور نہ ہی کئی دنوں سے میکے کا چکر لگایا تھا۔ مشکات نے آج فیصلہ کر لیا

تھا کہ وہ اسے کچھ دنوں کے لیے اپنے ساتھ لے کر جائے گی۔ اس کے دل میں نوال کے حوالے

سے جو کھٹکا تھا، وہی اسے سیدھا نوال کے سسرال کھینچ لایا تھا۔مشکات نے گھنٹی بجائی تو کافی دیر

بعد دروازہ کھلا۔ سامنے نوال کی ساس، سعدیہ بیگم کھڑی تھیں۔ مشکات کو دیکھ کر پہلے تو ان کے ماتھے پر ناگواری کے بل پڑے، پھر فوراً ہی لہجے میں مصنوعی چاشنی گھل گئی۔۔

∀ارے مشکات ! تم اس وقت؟ خیریت تو ہے؟"وہ ان سے رسمی طور پر گلے ملتے ہوئے اندر کی طرف بڑھی۔

∀جی ، بس نوال کافی دن سے گھر نہیں آئی اور فون بھی نہیں اٹھا رہی، سوچا خود ہی خبر لے لوں۔ کہاں ہے وہ؟"۔

مشکات بغیر لگی لپٹی رکھے سیدھی کام کی بات پر آئی تھی۔ اسے نوال کی ساس ویسے بھی کچھ خاص پسند نہیں تھیں، وہ اسے ہمیشہ سے ایک منافق عورت لگی تھیں۔

∀نوال کو ذرا سی چوٹ آئی ہے، باتھ روم میں پیر پھسل گیا تھا۔ آج تو وہ بستر سے بھی نہیں اتری، اب میں بیمار عورت کیا کیا دیکھوں؟∀

سعدیہ بیگم کے الفاظ مشکات کے کانوں میں پگھلے ہوئے سیسے کی طرح اترے۔ اس کا سانس سینے میں کہیں اٹک کر رہ گیا۔

∀چوٹ؟ کیسی چوٹ؟ خالہ وہ ٹھیک تو ہے نہ؟ کہاں ہے نوال؟"۔

مشکات ان کا جواب سنے بغیر ہی دیوانہ وار نوال کے کمرے کی طرف بھاگی۔ جیسے ہی اس نے دروازہ کھولا، سامنے صوفے پر سمٹی ہوئی نوال کو دیکھ کر اس کے قدم زمین میں گڑ گئے۔ نوال کی بائیں آنکھ کے گرد گہرا نیلاہٹ کا نشان تھا اور اس کے گورے گال پر انگلیوں کے واضح نشانات کسی لرزہ خیز حقیقت کی گواہی دے رہے تھے۔ مشکات کا دل ہول اٹھا، جیسے کسی نے اس کی اپنی روح پر وار کیا ہو۔"نوال! یہ... یہ سب کیا ہے بچے؟" مشکات نے تڑپ کر اس کے قدموں میں بیٹھتے ہوئے اس کا چہرہ اپنے لرزتے ہاتھوں میں لیا۔بہن کو سامنے پا کر نوال کے ضبط کا بندھن ٹوٹ گیا۔ وہ

مشکات کے گلے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی، اس کی ہچکیاں کمرے کی خاموشی کو چیر رہی تھیں۔

∀نوال میری جان، ایسے کیوں رو رہی ہو؟ میری طرف دیکھو نوال ∀!

مشکات نے بڑی مشکل سے اس کا چہرہ اوپر کیا۔

∀اتنی چوٹ کیسے لگی؟∀

مشکات کا ذہن یہ ماننے کو تیار ہی نہیں تھا کہ یہ محض ایک حادثہ ہے۔

نوال کے چہرے کی ویرانی اور وہ نشانات چیخ چیخ کر بتا رہے تھے کہ اسد نے درندگی کی تمام حدیں پار کر دی ہیں۔

∀کچھ نہیں باجی! وہ بس... باتھ روم میں پیر پھسل گیا تھا، کونا لگ گیا"۔

نوال نے وہی رٹا رٹایا جملہ دہرایا جو اسے سکھایا گیا تھا، مگر اس کی کپکپاتی آواز اور جھکی ہوئی نظریں

مشکات کا کلیجہ چیر رہی تھیں۔پیچھے سے سعدیہ بیگم کی زہریلی آواز ابھری۔

∀ہاں بھائی! اللہ پوچھے آج کل کی لڑکیوں کو، ذرا سی "۔ ٹھیس لگے تو بستر پکڑ کر بیٹھ جاتی ہیں۔ میرا تو حشر ہو گیا ہے سارا دن گھر کے کاموں میں، کوئی پوچھے کہ یہ بیمار ساس کہاں جائے؟"مشکات نے ان کے طنز کو نظر انداز کرتے ہوئے نوال کا ہاتھ تھاما۔

∀تم ابھی میرے ساتھ گھر چلو، اماں تمہارا انتظار کر رہی ہیں۔"۔

نوال نے کچھ کہنے کے لیے لب کھولے ہی تھے کہ ساس پھر بول پڑیں۔

∀ارے! اسد اس کے بغیر ایک پل نہیں رہتا، اور پھر ذرا ذرا سی بات پر میکے تھوڑی جایا جاتا ہے؟ اب میں اس عمر میں ہانڈی روٹی کروں؟ کل سے بازار کا کھانا کھا کر میرا تو پیٹ جواب دے گیا ہے۔ ∀

انہوں نے مظلومیت کا لبادہ اوڑھتے ہوئے پاس پڑے صوفے پر ڈیرہ جما لیا۔

∀کیوں؟ آپ کی بیٹی کہاں ہے؟" مشکات کے لہجے میں تلخی ابھر آئی۔"وہ پڑھنے والی بچی ہے، بیچاری ساری رات جاگ کر پڑھتی ہے۔ تمہاری بہن کی طرح تھوڑی ہے جو تعلیم کی آڑ میں باہر چکر چلاتی پھرے۔

∀سعدیہ بیگم کے اس گھٹیا بہتان پر نوال نے نفرت سے ان کی طرف دیکھا۔ وہ جانتی تھی کہ اس کی نند کے اپنے محلے میں کیا قصے مشہور ہیں، مگر وہ خاموش رہی۔مشکات کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا تھا۔

اسد کا رشتہ آپ لوگ لائے تھے ہم نہیں آئے تھے آپ کے پاس میری بہن کا کوئی چکر نہیں تھا آپ کا بیٹا پسند کرتا تھا نوال کو۔۔مشکات خود کو روک نہ سکی اور تلخ بات کر گئی۔۔

∀نوال اٹھو! تم ابھی اسی وقت میرے ساتھ چل رہی ہو!"۔

نوال جانا چاہتی تھی، اس کی آنکھوں میں التجا تھی، مگر پھر اس نے ساس کے چہرے پر پھیلی خباثت دیکھی جس کا چہرہ مشکات کی بات پر سرخ ہو رہا تھا۔

وہ منمنائی۔

∀باجی... رہنے دیں، پھر کبھی چلی جاؤں گی۔∀

مشکات نے تاسف سے اس کی جھکی گردن کو دیکھا۔ "میں اسد سے خود بات کر لیتی ہوں، مجھے اس کا نمبر ملا کر دو۔∀

سعدیہ بیگم نے اطمینان سے اپنی چادر درست کی اور زہریلی مسکراہٹ کے ساتھ بولیں۔

∀اسد کو کیوں تنگ کرتی ہو، لے جاؤ اپنی بہن کو۔ پر دیکھو! اسد نے آلو گوشت اور چاول کی فرمائش کی تھی، ساتھ چپاتی بھی۔ اب تم اسے لے جاؤ گی تو ہم بیمار لوگ کہاں بازار کی ٹھوکریں کھاتے

پھریں گے؟ کھانا بنا دے تو پھر بھلے لے جاؤ، ہمیں کیا اعتراض۔"۔مشکات نے گھڑی دیکھی۔ یہ محض کھانے کی بات نہیں تھی، بلکہ اسے اور نوال کو ذہنی اذیت دینے کا ایک نچ طریقہ تھا۔ اس نے اپنی مٹھیاں بھینچ لیں، ناخن ہتھیلیوں میں گڑنے لگے، مگر اس نے تہیہ کر لیا تھا کہ آج وہ نوال کو اس جہنم میں اکیلا نہیں چھوڑے گی۔

آنٹی! آپ فکر نہ کریں، میں گھر جا کر کھانا بنا کر بھجوا دوں گی۔ بس اب آپ نوال کو جانے دیں۔

مشکات نے ضبط سے کہا، اس کا لہجہ کڑوا ہو چکا تھا۔

ٹھیک ہے! پر سن لو، تیل ذرا کم ڈالنا۔ تمہاری ماں تو ہانڈی میں اتنا تیل ڈالتی ہے کہ اوپر تیرنے لگتا ہے۔ اسد کو ایسا کھانا پسند نہیں۔ اگر کھانا وقت پر پہنچ جائے تو بھلے ہفتہ رہ لے وہاں، ہمیں کیا...

بیگم سعدیہ اب مکمل طور پر اپنے اصل روپ میں آ چکی تھیں، جہاں ایک زخمی بہو کی تکلیف سے زیادہ انہیں اپنی ہانڈی روٹی کی فکر تھی۔۔یہ پہلی بار نہیں تھا نوال جب بھی اپنے میکے جاتی وہاں سے کھانا "تاوان" کے طور پر بھجوایا جاتا۔۔ساس کبھی بیماری کا بہانہ کرتیں کبھی پیٹ کا تاکہ نوال جائے ہی نا اور اگر جائے تو کم از کم ان کے لیے کھانا بنوا کر بھجوا دے۔

نوال کو وہاں سے چند دن دور رکھنے کے لیے مشکات کو اکثر ایسی نچ شرطیں پوری کرنی پڑتی تھیں۔

نوال کے آنسو تھمنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔ اسے اپنی ذات سے زیادہ اپنی بہن کی اس تذلیل پر دکھ ہو رہا تھا۔ مشکات جیسی خوددار لڑکی، جو کسی کے آگے سر نہیں جھکاتی تھی، آج نوال کے سسرال میں ایک باورچن کی طرح ہدایات سن رہی تھی۔ بیٹیوں والے واقعی اپنوں کے لیے کتنے مجبور ہو جاتے ہیں۔

ٹھیک ہے! جب تک نوال وہاں ہے، کھانا ہم روز بھیج دیں گے۔ مشکات نے فیصلہ کن انداز میں کہا اور نوال کا ہاتھ پکڑ کر اسے کمرے سے باہر لے آئی۔

بیٹی ہونا شاید ایک ایسے سفر کا نام ہے جہاں ہر موڑ پر سمجھوتہ کرنا پڑتا ہے۔ وہ دوسرے کے گھر کو اپنا بنانے کی دھن میں خود کو بھول جاتی ہیں، اور جب وہی گھر ان کے وجود کو نیلے نشانات اور خاموش سسکیوں کا تحفہ دیتا ہے، تب بھی وہ مصلحت کی چادر اوڑھ کر مسکراتی رہتی ہیں۔۔

کیا بیٹیوں کا اپنا کوئی آسمان نہیں ہوتا؟ وہ ہمیشہ دوسروں کے ستاروں کی چمک کے لیے خود کو کیوں بجھاتی رہتی ہیں؟ جب ان کے وجود پر کسی کے جبر کے نشان ابھرتے ہیں، تو وہ آنسو نہیں بہاتیں بلکہ مصلحت کی چادر میں خود کو چھپا لیتی ہیں کہ کہیں ان کے بکھرنے سے باپ کی پگڑی یا بھائی کی انا کو ٹیس نہ پہنچے۔ اللہ پاک بیٹیوں کے نصیب ایسے لکھے کہ انہیں کبھی اپنی خوشیوں کا جنازہ اٹھا کر دوسروں کے گھر آباد نہ کرنے پڑیں

اللہ پاک بیٹیوں کے نصیب اس قدر روشن کرے کہ انہیں کبھی کسی کی مصلحت یا کسی کی بد مزاجی کا ایندھن نہ بننا پڑے۔

(لمحہ فکریہ)

نوال کے سسرال سے واپسی پر مشکات نے ٹیکسی پہلے قصائی کی دکان کے سامنے رکوائی ۔ اسے وہ آلو گوشت یاد تھا جس کی فرمائش سعدیہ نے بڑی بے شرمی سے کی تھی۔ مشکات نے اپنا پرس کھولا، جہاں چند ہزار کے نوٹ اپنی بے بسی کا اشتہار بنے پڑے تھے۔ مہینے کا آخری ہفتہ تھا اور پرس میں موجود وہ چند ہزار روپے ہی اب اس کا کُل اثاثہ تھے۔ اسے نہیں معلوم تھا کہ باقی کے دن کیسے گزریں گے، اماں کی دوائیں، گھر کا راشن اور اب نوال کی ذمہ داری...اور اگر وہ جاب سے فارغ کر دی گئی تو؟

سب کچھ ایک سوالیہ نشان بن کر اس کے سامنے کھڑا تھا۔

مشکات نے ایک گہری اور ٹھنڈی سانس ہوا کے سپرد کی اور نظریں جھکا لیں۔ 'یا اللہ !تو ہی وسیلہ بنانے والا ہے،' اس نے دل ہی دل میں التجا کی اور پھر اپنا سر جھٹک کر قصائی کو گوشت کا آرڈر دے دیا۔ جب وہ بھاری تھیلی ہاتھ میں تھامے دکان سے باہر نکلی، تو

اپنی بہن کا کمزور چہرہ نظر آیا۔اس نے رک کر پھل اور دودھ بھی لے لیا۔ بہن کی صحت کی قیمت ان چند ہزار روپوں سے کہیں زیادہ تھی، اور یہی سوچ کر اس نے ایک بار پھر اپنی مٹھیاں بھینچ لیں اور ٹیکسی کی طرف قدم بڑھا دیے۔۔

گھر پہنچتے ہی بوبی آنٹی نے جب نوال کا حال دیکھا تو پورے گھر میں کہرام مچ گیا۔ ان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ ابھی جا کر سعدیہ کا گریبان پکڑ لیں۔ وہ نوال کے چہرے کو چومتی جاتیں اور سعدیہ کو ایسی ایسی کھری سناتیں کہ مشکات کو بھی مداخلت کرنی پڑی۔کمرے میں تنہائی ملی تو مشکات نے نوال کے سامنے دوائی رکھی اور اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بیٹھ گئی۔

∀کیا مل رہا ہے تمہیں یہ سب سہہ کر؟ یہ مار کھا کر کس کو بچا رہی ہو تم؟∀

مشکات کا لہجہ دکھ بھرا تھا۔

نوال نے نظریں چرائیں اور صوفے کی چادر کے دھاگے ادھیڑنے لگی۔

∀کس نے کہا میں نے مار کھائی ہے؟ باجی آپ کو بتا تو دیا تھا کہ باتھ روم میں پیر پھسل گیا تھا، وہ کونا..."۔

∀بس کرو نوال! جھوٹ بولنے کا ہنر تم سیکھ نہیں پائیں اور سچ چھپانے کی طاقت تم میں ہے نہیں۔" مشکات نے تلخی سے اس کی بات کاٹی۔

∀وہ انگلیاں جو تمہارے گال پر چھپی ہوئی ہیں، وہ باتھ روم کے کونے کی نہیں ہیں۔ وہ اسد کے

ہاتھ کی ہیں۔

ایسا نہیں ہے باجی، وہ تو مجھ سے بہت پیار کرتے ہیں۔

نوال نے اپنی کانپتی آواز کو سہارا دینے کی کوشش کی۔

∀کل وہ آفس سے تھکے ہوئے آئے تھے، میں نے بس ذرا سا پلٹ کر جواب دے دیا تھا، وہ... وہ بس غلط فہمی ہوگئی تھی۔"۔

∀غلط فہمی؟" مشکات ہنسی۔۔

∀غلط فہمی میں انسان بحث کرتا ہے نوال، ہاتھ نہیں اٹھاتا۔ خود پر ترس کھاؤ! تم اسے پیار کا نام دے رہی ہو جو دراصل تمہاری تذلیل ہے۔ کیا ہماری ماں نے ہمیں اس لیے پالا تھا کہ کوئی شخص اپنی تھکن ہمارے چہرے پر اتارے؟"۔

مشکات اسے سمجھانے کی کوشش کر رہی تھی ۔

گھر بسانے کے لیے سہنا پڑتا ہے باجی۔"۔∀

نوال کی آنکھوں سے دوبارہ آنسو بہنے لگے۔

∀اگر میں شور مچاؤں گی تو بات بڑھے گی، اسد ناراض ہوں گے، ساس طعنے دیں گی۔ کیا آپ چاہتی ہیں کہ میرا گھر اجڑ جائے؟"۔

نوال کا لہجہ بھیگا ہوا تھا ۔

∀کون سا گھر نوال؟ ∀

مشکات نے تڑپ کر اس کے ہاتھ تھام لیے۔

∀جس گھر کی بنیادیں تمہارے آنسوؤں اور خون پر رکھی ہوں، وہ گھر نہیں قید خانہ ہے۔ تم اسے 'بسانا' کہتی ہو، میں اسے 'خودکشی' کہتی ہوں۔ آج اس نے ہاتھ اٹھایا ہے، کل وہ اس سے بھی آگے بڑھے

گا کیونکہ اسے معلوم ہے کہ نوال چپ رہے گی، نوال کے پاس 'باتھ روم میں پھسلنے' کبھی کچن میں جل جانے والی بہت سی کہانیاں تیار ہیں ۔"۔

∀آپ نہیں سمجھیں گی... باجی∀

نوال نے ہاتھ چھڑا کر منہ دوسری طرف کر لیا۔

میں سب سمجھ رہی ہوں۔

مشکات نے اس کے چہرے کو زبردستی اپنی طرف موڑا۔

تمہاری یہ خاموشی اسد کو ظالم بنا رہی ہے۔ تم اپنی نہیں تو کم از کم اس محبت کی تو لاج رکھو جو ہم سب تم سے کرتے ہیں۔۔۔

مشکات ہر ممکن کوشش کر رہی تھی کہ وہ نوال کو سمجھا سکے مگر مشکات کی کوئی بھی بات نوال کو سمجھ نہیں آرہی تھی ۔اسے بس اتنا معلوم تھا کہ اسے خاموش رہنا ہے ۔ ۔

∀خاموش رہنا صبر نہیں، بلکہ ظلم کی آبیاری ہے۔ یاد رکھو! تمہارا وجود تمہارے ماں باپ کی برسوں کی دعا ہے، کسی کے غصے کی بھینٹ چڑھنے والا کوئی کھلونا نہیں۔ جس دن تم خود پر ترس کھانا چھوڑ کر اپنی عزتِ نفس سے محبت کرنا سیکھ لو گی، اس دن کسی ہاتھ کی ہمت نہیں ہوگی کہ وہ تمہاری مسکراہٹ چھین سکے۔ گھر بسانے اور گھر بچانے میں ایک باریک سی لکیر ہوتی ہے ۔گھر وہاں بستا ہے جہاں "احترام" ہو، جہاں صرف "خوف" بستا ہو یا جہاں ہر سانس مصلحت میں قید ہو وہ گھر نہیں احساسات کا قبرستان ہوتا ہے۔

)لمحہ فکریہ(

🌺🌺

ڈائننگ ٹیبل پر نوال، عروہ، بوبی آنٹی اور مشکات خاموشی سے کھانا کھا رہے تھے۔ فضا بوجھل تھی۔۔

وہ دو سال سے اس چیز کے عادی ہو چکے تھے ---

نوال نے ہمیشہ سے ہی اسد پردے ڈالے تھے وہ اسد کے خلاف کچھ بھی نہیں سنتی تھی وہ چاہے اسے جتنا مار لیتا جتنا ذلیل کرتا مگر اسد کے اوپر وہ کوئی الزام بھی نہیں آنے دیتی -- شاید وہ بے حس ہو چکی تھی ۔

آدھا گھنٹہ تو بوبی آنٹی گم سم سی رہیں بیٹی کی تکلیف پر روئیں بھی مگر کچھ دیر بعد ان کی توپوں کا رخ سعدیہ کی طرف ہوا --

بوبی آنٹی خاموش رہیں ایسا کیسے ہو سکتا تھا ---

وہ کھانے کے ٹیبل پر ایک بار پھر شروع ہو چکی تھیں ۔

مشکات کتنے دن کے لئے بھیجا ہے سعدیہ نے نوال کو ؟

اماں کے اس اچانک سوال پر نوال کا نوالہ گلے میں ہی اٹک گیا ---

مشکات نے پانی کا گلاس اس کی طرف بڑھایا ۔

∀جب کوئی چیز تنگ کرے تو اس کا علاج ضروری ہے ∀

لو پانی پیو ---

وہ معنی خیز انداز میں بولتی بوبی آنٹی کی طرف متواجہ ہوئی --

∀جتنے دن نوال رہنا چاہے گی --∀

وہ دوبار اپنی پلیٹ میں جھکی روٹی کا نوالہ توڑنے لگی ---

کچھ بتاتی بھی تو نہیں ہے یہ مجھے --- سب اچھا ہے بول کر میرا منہ بند کر دیتی ہے ----پتا نہیں کیا دیکھ لیا اس اسد میں اس لڑکی نے ---

بوبی آنٹی کی نظر اب بھی اس کے زخموں پر تھی -- وہ واشروم میں گری یہ بات ان سے برداشت

نہیں ہو پا رہی تھی ۔

عروہ نے بھی ایک اچٹی نظر نوال پر ڈالی جو کھا کم رہی تھی اور سوچ زیادہ رہی تھی ---

∀آج تو سکون سے کھا لو نوال --∀

کونسی سوچوں میں گم ہو ؟کیا درد ہے کہیں ؟؟

وہ فکر مندی سے پوچھ رہی تھی --- مگر نوال کو سب کے سوال زچ کر رہے تھے ۔

آخر چاہتے کیا ہیں آپ سب ؟ ہر بار عدالت کیوں لگا دیتے ہیں اسی لئے میں نہیں آتی ---- کیا

چاہتے ہیں گھر خراب کر لوں ؟-- چھوٹی موٹی باتیں تو سسرال میں ہوتی ہیں --- اتنی سی باتوں پر

تماشے نہیں لگائے جاتے ۔

نوال جذباتی ہو رہی تھی ۔

عروہ نے صرف تم سے کھانا کھانے کا کہا ہے نوال --- تمہیں کیوں برا لگ رہا ہے ۔شوہر کی مار

کھانے کے لئے بھی طاقت کی ضرورت ہوتی ہے --- یہاں سے صحت مند ہو کر جاؤ تاکہ اگلی مار کے

لئے تمہارا ڈھیٹ جسم تیار رہے --

مشکات وہ سب کہ گئی جو نوال سننا نہیں چاہتی تھی

باجی میں خوش ہوں --- اسد بہت پیار کرتا ہے مجھے وہ کیوں ہاتھ اٹھائے گا --؟

نوال بس صرف اتنا ہی بول سکی ---باقی جملے حلق میں اٹک گئے ۔

ہاں میں دیکھ رہی ہوں تمہاری خوشی ---- اللہ کرے تمہارا جھوٹ سچ ہو ---- بلکل نہیں مارتا ہو گا

--اس بار واشروم میں پیر پھسل گیا اگلی بار کچن ہو گا ---ہم مان لیں گے تمہاری بات ہمیشہ کی

طرح --مگر

ایک بات یاد رکھنا نوال --- زندگی میں ہم بہت سی غلطیاں کرتے ہیں مگر سب سے بڑی غلطی اس

غلطی کو غلط نہ ماننا ہے --- ضروری نہیں کہ ہم اپنے لئے ہوئے غلط فیصلوں کو گلے کا طوق بنا کر

گلے میں ڈال کر ساری زندگی خراب کر لیں --- فیصلے سدھارے بھی جا سکتے ہیں ---زندگی کو بہتر بنایا

جاسکتا ہے ۔

خیر چھوڑو تم دونوں یہ سب --جتنے دن یہاں ہو خوش رہو -- عروہ کے ساتھ گھومو پھرو ۔

مشکات نے عروہ کو بھی مزید بات کو بڑھانے سے منع کر دیا ۔

نوال نے سر جھکا لیا تھا---کیا کہتی وہ ---اس کے پاس کسی بات کا جواب نہیں تھا----

ٹیبل پر ایک بار پھر گہری خاموشی چھا گئی تھی ---

ارے ہاں باجی مجھے یاد آیا آج مجھے صبح حنان بھائی ملے ۔ اف کیا ہی بتاؤں میں کتنی بڑی گاڑی میں

تھے وہ ۔ عروہ اپنی خوشی میں سب بتا رہی تھی۔

نوال کے ہاتھ سے نوالہ چھوٹ گیا ۔اس کے چہرے کی رنگت بدل گئی ۔

ہائے عروہ ! آپا بھی ساتھ تھیں کیا؟

بوبی آنٹی نے بے چین ہوتے ہوئے پوچھا ۔

نہیں اماں وہ خالہ تو ساتھ نہیں تھی مگر میں نے حنان بھائی سے کہا ضرور تھا خالہ سے کہ انہیں لے

کر آئیں --

عروہ نے مزید تفصیل گوش گزار کی ۔

کوئی ضرورت نہیں ہے کسی کو بھی یہاں بلانے کی ۔

مشکات نے اپنا اٹل فیصلہ سنایا ۔

پر باجی کیوں ؟

عروہ نے معصومیت سے پوچھا ۔

عروہ کیا تم بچی ہو؟وہ ہم سے ہر تعلق ختم کر چکے ہیں پھر کیوں ملیں گے وہ ہم سے ؟ ان کو بلا

کر اماں کی جگ ہسائی کرواؤ گی ۔؟

مگر باجی وہ ہماری سگی خالہ ہیں ہمیں ۔۔۔۔ابھی عروہ کچھ اور کہتی کہ اچانک برابر والے پورشن کی

گیلری سے ایک بھاری مردانہ آواز گونجی، جس نے سب کی توجہ اپنی طرف مبذول کی ۔

روبی! میری جان... مت کرو نا ایسا۔ دیکھو کتنا پریشان کر رہی ہو تم مجھے؟۔۔آجاؤ ڈنر کریں ۔۔۔

ایک مردانہ بھاری آواز برابر والے پورشن کی گیلری سے صاف ان کے چھوٹے سے ڈائننگ ایریا میں

آرہی تھی جو گیلری کے بالکل برابر تھا ۔۔

∀روبی کتنی ضدی ہوگئی ہو۔ آؤ ادھر....∀

مشکات کا حلق تک کڑوا ہوگیا ۔ نوالہ ہوا میں ہی معلق رہ گیا۔

نوال نے عروہ کو اور عروہ نے نوال کو کو شرارت سے دیکھا۔ ۔ دونوں ہی منہ چھپائے ہنس رہی تھی

۔اور بوبی آنٹی اپنا منہ چھپانے کی کوشش کر رہی تھی

آواز رکنے کا نام ہی نہ لے رہی تھی ۔

یار روبی! تم نا حد سے زیادہ تنگ کرتی ہو... ابھی تو میں نے پیار سے بلایا تھا... اب زبردستی اٹھا لوں

گا۔

مشکات نے حیرت سے بوبی آنٹی کو دیکھا۔۔۔

∀اماں ... یہ کیا ہو رہا ہے؟∀

بوبی آنٹی خجل سا ہوتی مسکرا دیں ۔

عروہ نے فوراً منہ پر ہاتھ رکھ لیا تاکہ ہنسی باہر نہ نکل جائے، جبکہ نوال کا چہرہ سرخ ہو چکا تھا ہنسی

روکنے کے چکر میں ۔۔

روبی! بہت شرارتی ہوگئی ہو تم... ادھر آؤ ورنہ تھپڑ لگا دوں گا میں!۔آواز میں لاڈ اور دھمکی تھی۔

∀نو روبی مائی بیبی...۔∀

نوال اور عروہ نے ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر ہنستی چلی گئیں۔مشکات کا چہرہ غصے سے تمتما اٹھا،

"اماں ! یہ کون ہے؟ اور یہ 'روبی' کون ہے جس سے یہ آدمی اس طرح باتیں کر رہا ہے؟

مشکات کو اب زبردست قسم کا غصہ آرہا تھا۔

وہ ----بیٹا یاد نہیں رہا مجھے بتانا ---کہ سامنے والا پورشن میں نے کرائے پر چڑھا دیا ہے --- آج --

وہ ذرا سنبھل کر بولیں جانتیں تھیں مشکات بھڑک اٹھے گی ---

ماشاءاللہ مجھے نہ بتانے کا بہت بہت شکریہ اماں ---

کیاآپ نے کسی بدتمیز جوڑے کو گھر میں گھسا لیا ہے؟--کیاآپ نے ان کو یہ نہیں بتایا تھا کہ یہ

شریفوں کا محلہ ہے ؟؟ کیا اس قسم کی بے غیرتی یہ دونوں اپنے بیڈ روم میں نہیں کر سکتے ؟

بوبی آنٹی تھوڑا کھسیانی ہو کر بولیں۔

ارے دیکھو روبی کو کتنے پیار سے بلا رہا ہے --- ویسے تو کنوارہ ہے ---کسی وکیل کا دوست

ہے--کوئی دوست آئی ہوگی ملنے چلی جائے گی ابھی --

بوبی آنٹی نے مشکات کو مطمئن کرنے کی ناممکن سی کوشش کی

اماں کیاآپ میرا انتظار نہیں کر سکتی تھیں --؟

مشکات کے لہجے میں افسوس تھا --

یہ ہمارا گھر ہے، کوئی پارک نہیں!--پتا نہیں کون ہے ؟کہاں سے آیا ہے آپ نے اٹھا کر اسے گھر

میں گھسا لیا --- مشکات کا میٹر گھوم گیا۔

ہائے بچے اٹھا کر نہیں گھسایا تھا خود چل کر آیا تھا ---اس کا دوست وکیل ہے -- وہ اپنی گارنٹی

دے کر گیا ہے--

اماں نے پھر سے جواب دیا --

میں کیا کروں اماں اگر وکیل اس کا دوست ہے تو بھاڑ میں گیا وہ وکیل --

کرائے دار ہے یا کوئی واشنگ مشین نہیں جو ہم گارنٹی پر رکھ لیں --کوئی طریقہ کار ہوتا ہے ---

کاغذات بنتے ہیں اورآپ نے سیدھا چابی ہی پکڑا دی ---

کچھ تحریری تقاضے ہوتے ہیں جو پورے کرنے پڑتے ہیں-- آپ مجھے ایک فون ہی کر دیتی ۔

مشکات اس وقت کسی کے بھی قابو میں آنے والی نہیں تھی ۔

اماں ویسے بھی آج کل بڑے جالی وکیل آرہے ہیں ۔میں نے ابھی شام میں ایک وکیل کی طبیعت

صاف کی ہے ۔عروہ کو میران کی بنائی ہوئی درگت یاد آئی ۔

بوبی آنٹی نے ہلکا سا کھنکارا لے کر کہا---تو چپ کر عروہ مجھے مشکات سے بات کرنے دے ۔

بیٹا مشکات...میری بات سن لو پہلے -- شریف لڑکا ہے وہ... شاید اس کی بیوی ہی ہو ---

مشکات نے چونک کر انہیں دیکھا--

اماں! ابھی توآپ کہہ رہی تھیں کہ وہ کنوارہ ہے---

مشکات نے آئی بروز اٹھائے ۔

ہاں... وہ... کنوارہ تو تھا شام تک ...اب پتا نہیں --- یہ کمبخت کہاں سے آگئی --- وہ معصومیت

سے سچ بول رہی تھیں --

بوبی ڈارلنگ آج آپ بری پھنسیں ہیں ----عروہ انہیں مسلسل الجھا رہی تھی ---

عروہ تو منہ بند رکھ بتا رہی ہوں تو بھڑکا مت مشکات کو ---وہ شریف لڑکا ہے میں نے اسے جانچ لیا

تھا---اور

آج کل کے لڑکے ذرا دل پھینک ہوتے ہیں ہو سکتا ہے---ابھی ابھی شادی ہوئی ہو----یا

۔ہونے والی ہو ----- ولایتی لڑکا ہے میں پوچھ لوں گی صبح کون ہے یہ روبی ---

بوبی آنٹی بری پھنسی تھیں مگر فلحال مشکات کا پارہ بھی نیچے لانا تھا۔

نوال نے بھی عقل کے گھوڑے دوڑائے --

ہو سکتا ہے باہر سے آیا ہے ...گرل فرینڈ بھی ساتھ لے آیا ہو---بتایا نہ ہو --

عروہ نے منہ پر ہنستے ہوئے ہاتھ رکھا،--

جناب انگلش مووِیز کی طرح سب سے چھپا رہا ہوگا --

توبہ توبہ فاروقی صاحب کے گھر میں اب یہ سب کچھ ہوگا۔عروہ فل ٹائم مشکات کو مزید بھڑکانے کا

کام کر رہی تھی۔

ہاں عروہ چھپ کے شادی بھی کی ہو گی اور پھر کچھ دن بعد اس کی لاش ملے گی لاش ----

نوال بھی عروہ کے ساتھ مل گئی تھی اور اب وہ دونوں مل بوبی آنٹی کو ڈرا رہی تھیں۔

عروہ بوبی آنٹی کو ڈرا رہی تھی ----

مشکات کا چہرہ غصے سے مزید سرخ ہو رہا تھا ---کوئی بھی انہونی ہو سکتی تھی۔

واہ اماں! یعنی آپ نے بغیر تحقیق کے ہی ایسے لوگوں کو گھر میں رکھ لیا؟ اور جانچ کیسے لیا آپ نے ذرا

یہ تو بتائیں --؟؟؟ کون سی ایکسرے مشین فٹ ہے آپ کی آنکھوں میں جو بندہ سکین کر لیتی ہیں

---مشکات کا دماغ گھوم رہا تھا --نہ اسے گھر میں سکون تھا نہ گھر سے باہر --ایسے بے ہودہ

جوڑے کو تو وہ ہرگز اپنے پورشن میں نہیں رکھ سکتی تھی محلے میں ناک تھوڑی کٹوانی تھی۔

ارے بیٹا یہ دونوں کمینیاں ہیں ان کی باتوں میں مت آؤ یہ تمہیں بھڑکا رہی ہیں۔

بوبی آنٹی نے عروہ کی کمر پر مکا جڑا ---

اسی لمحے تراب کی ایک بار پھر آواز آئی--

روبی! ادھر آؤ بیبی... میرا بیبی ناراض ہو گیا ہے کیا؟ ہاں؟--

عروہ تو وہیں لوٹ پوٹ ہو گئی، اس نے نوال کا بازو پکڑ لیا-- یا اللہ یہ کیا کیا سننا پڑ رہا ہے ؟

روبی! میں آخری بار کہہ رہا ہوں... ادھر آؤ... ورنہ میں خود آ رہا ہوں تمہارے پاس۔

اب تو عروہ اور نوال آپے سے باہر ہو گئیں دونوں اٹھ کر دیوار کے ساتھ لگ کر ہنس رہی تھیں۔

∀یا اللہ! یہ تو حد ہے----بندہ ٹھیک ٹھاک رومانٹک ہے ∀

عروہ کی کمنٹری بند نہیں ہو رہی تھی ۔

ہائے شام تک تو کیسا گھنا میسنا بنا ہوا تھا چپ کر کے بیٹھا تھا جیسے چپ شاہ ہو اور اب دیکھو کیسے بول رہا ہے ؟ہائے مجھے لگتا ہے بیچاری روبی گونگی ہے ۔

بوبی آنٹی کے دماغ میں ایک نئی کہانی چل رہی تھی ۔ انہیں روبی سے ہمدردی ہو رہی تھی ۔

∀بس! ---بہت ہو گیا∀

یہ کیا بیہودگی ہے ؟۔گھر کے اندر بیٹھ کر ایسی...ایسی گھٹیا باتیں؟---- عروہ کا تو خیال کرتیں آپ اماں کنواری بچی والے گھر میں لڑکا کیسے رکھ لیا ؟

مشکات کھڑی ہو چکی تھی ۔

کنواری تو تم بھی ہو مشکات ----

بوبی آنٹی نے مشکات کو یاد دلایا---

وہ پہلو بدل کر رہ گئی ---

اماں! ابھی کے ابھی فارغ کریں اس گھٹیا انسان کو۔

مشکات کو ان کی بات ہرگز پسند نہیں آئی ۔

∀ارے پہلے دیکھ تو لو کون ہے...∀

اور اگر بیوی ہے تو ہم کون ہوتے ہیں اعتراض کرنے والے بھئی بیوی سے پیار کرنا کوئی گناہ تھوڑی ہے---

بوبی آنٹی منہ پھلا کر بولیں ۔

مجھے دیکھنے کی ضرورت نہیں ایسے فضول انسان کو ۔ مشکات نے غصے سے کہا، جو آدمی دن دہاڑے ایسی باتیں کرے وہ کیسا ہوگا، اندازہ لگانا مشکل نہیں---اور مجھے اعتراض بیوی کا ساتھ رہنے پر ہرگز نہیں ہے ---وہ جس قسم کی گفتگو کر رہا ہے وہ اس محلے میں ناقابل برداشت ہیں --آج ہمارے گھر میں آوازیں آرہی تھیں کل کو کسی اور کے کانوں میں پڑیں گی ----

مشکات بہت دور کی سوچ رہی تھی ۔

آئے ہائے مشکات تو تو چلتی ہواؤں سے بھی لڑنا شروع ہو جاتی ہے ---اور اس محلے والوں کی تو تم بات ہی مت کرو ---جانتی ہو جمیلہ کا میاں اس کی ٹانگیں دباتا ہے رات کو ---یہ بیچارہ تو بس اپنی بیوی سے زبان سے اظہار کر رہا ہے ---

بوبی آنٹی اس کی فل حمایت میں بول رہیں تھیں ۔

ایک منٹ---آپ کو کس نے بتایا کہ جمیلہ کا میاں اس کی ٹانگیں دباتا ہے ؟؟؟

مشکات کمر پر ہاتھ رکھے پوچھ رہی تھی ۔

آپ اب محلے کی مخبری بھی شروع کر چکی ہیں؟∀

بوبی آنٹی ایک لمحے کو گڑبڑائیں، مگر فوراً سنبھل کر بولیں، "نی میں کوئی سی آئی اے کی ایجنٹ ہوں؟ وہ تو کل جب میں گلی میں بیٹھی تھی تو جمیلہ خود فخر سے بتا رہی تھی کہ اس کا میاں کتنا خدمت گزار ہے۔ میں تو بس تجھے یہ سمجھا رہی ہوں کہ وہ تراب ∋شریف' لڑکا ہے،----

وہ اپنے دوپٹے کا پلو ٹھیک کرتے ہوئے بولیں --

بس کریں باجی کیا ہوگیا ہے بیوی ہی ہو گی آپ کیوں اپنا بی پی ہائی کر رہی ہیں ۔

∀شاید بہت رومینٹک ہوگا باجی ؟∀

مجھے تو روبی کی قسمت پر رشک آ رہا ہے آخر کہاں ملتے ہیں ایسے شوہر ---- نوال نے مشکات کو سمجھانے کی کوشش کی ۔

روبی کم آن --- شاور ٹائم ----

مشکات نے اپنے دانت پیسے --

لا حول ولا قوۃ ----گھٹیا بے غیرت بدتمیز انسان ۔

∀یہ رومانس نہیں، بے غیرتی ہے---∀

میں خود دیکھتی ہوں یہ کون ہے جو سرِ عام ایسی باتیں کر رہا ہے--

عروہ نے ہنستے ہوئے ہاتھ اٹھایا، "او ہو، ہماری لیڈی انسپکٹر کو غصہ آ گیا ۔"۔

اب پورا محلہ تماشہ دیکھے گا ۔ اور اب انسپکٹر خود جائے گی اور ملزم کو رنگے ہاتھوں پکڑے گی!" نوال نے بھی ڈرامائی انداز میں کہا۔

بوبی آنٹی اپنا سر پکڑ کر بیٹھ گئیں ---

ہائے مشکات چھوڑ بھی دو بات کو صبح دیکھ لینا جو بھی کرنا ہے --بیچارہ ڈسٹرب ہوگا کیوں جا کر تنگ کرو گی انہیں ---

اگر کوئی عاشق ہوگا تو میں اس کی عاشقی کا بھوت اتار کر ہی آؤں گی----

مشکات غصے سے کھولتی ہوئی وہاں سے اٹھ گئی تھی ۔

مشکات نے اپنا حجاب لیا اور پیر پٹختے ہوئے جارحانہ انداز میں برابر والے پورشن کی طرف بڑھی۔ ۔

بوبی آنٹی تاسف بھری نگاہوں سے مشکات کو جاتا ہوا دیکھ رہی تھیں ۔اب اس سے کچھ بھی کہنا

فضول تھا ۔

ہاں خود تو شادی کرتی نہیں ہے اور جو دوسرے شادی شادی کھیل رہے ہیں ان کے پیچھے پڑ جاتی

ہے یہ --

بوبی آنٹی پیچھے سے مسلسل بڑبڑا رہیں تھیں ----

نوال اور عروہ کا چھت پھاڑ قہقہ ہر طرف گونج رہا تھا --

مشکات نے پورشن کا دروازہ زور سے بجایا مگر کوئی بھی زی روح دروازے تک نہیں آئی ----

اس نے دوبارہ دروازہ بجایا جو اب پہلے کی نسبت تیز تھا --

تیسری بار مشکات نے ہاتھ اٹھایا ہی تھا کہ اچانک دروازہ جھٹکے سے کھل گیا۔

مشکات کا ہاتھ ہوا میں ہی معلق رہ گیا--

اس کی نظر جیسے ہی سامنے کھڑے تراب پر پڑی وہ فوراً نظریں پھیر گئی۔

تراب اپنے روایتی "گھر والے" حلیے میں تھا ڈھیلی سی بنیان، بکھرے ہوئے بال---لاپرواہ سا انداز --

مشکات کی آنکھیں ابلنے کو تھیں۔

یا اللہ...! اس نے فوراً رخ موڑ لیا، کپڑے نام کی بھی کوئی چیز ہوتی ہے کیا آپ کو اخلاقیات کا نہیں

پتا ۔

تراب نے حیرت سے خود کو دیکھا، پھر بے نیازی سے کندھے اچکائے--

اخلاقیات سے کپڑوں کا کیا تعلق محترمہ ؟

تراب نے کندھے اچکا کر کہا ۔

آپ پلیز پورا لباس پہن کر آئیں مجھے آپ سے ضروری بات کرنی ہے --

وہ ضبط کرتے ہوئے بولی ۔

اندھی ہو گیا ؟ پہنے ہوئے تو ہیں ۔

وہ بے نیازی سے بولا ---

وہ تراب کی طرف دیکھے بغیر بولی، آپ... ذرا انسانوں جیسے کپڑے پہن کر باہر آئیں، پھر بات کریں گے --

تراب نے دیوار سے ٹیک لگاتے ہوئے کہا ---

میرے پاس انسانوں والے کپڑے نہیں ہیں۔ میں یہی پہنتا ہوں۔ جو کہنا ہے، اسی حالت میں بولو اور چلتی بنو ۔

اس کے انداز میں نہ معذرت تھی، نہ وضاحت۔

تہذیب کا تو آپ سے دور دور تک کوئی تعلق نہیں لگتا ۔

مشکات نے مایوسی سے سر ہلایا ۔

جی درست کہا میں کسی تہذیب کو نہیں جانتا ۔اور تم کو بھی نہیں جانتا -- لہذا اب تم جا سکتی ہو ---

وہ دروازہ بند کرنے ہی والا تھا کہ اچانک مشکات چیخ کر ایک دم پیچھے ہٹی۔

∀آہہ---∀

اس کے قدم اُلجھتے ہی وہ سیدھا منہ کے بل گرنے والی تھی کہ تراب نے جھٹ اسے بازو تھام لیا۔

دماغ ٹھیک ہے ؟ مرنے کا شوق ہے کیا؟ وہ جھنجھلا کر بولا۔

مگر مشکات اس کی بات سننے کے بجائے نیچے اشارہ کرتے ہوئے پھر چیخی، "یہ... یہ---کہاں سے

آئی؟---

تراب نے بھنویں سکیڑ کر نیچے دیکھا جہاں ایک معصوم سی بلی، سکون سے ایسے بیٹھی تھی جیسے ساری دنیا اسی کی ہو۔

اوہ--اس کے چہرے پر مسکان آئی ...وہ بالکل نارمل تھا ۔

تراب نے ذرا سا جھک کر بلی کو اٹھایا اور بڑے آرام سے گود میں لے لیا----

گندی بچی باہر کیوں آئی ہو روبی اندر چلو ---

روبی اس کی بات پر اپنا سر اس کے بازوؤں میں چھپا رہی تھی ۔

مشکات کی آنکھیں روبی کے نام پر پھیل گئیں۔

کیا--یہ -- یہ... روبی ہے؟

وہ آنکھیں پھاڑے روبی کو دیکھ رہی تھی جو تراب کے بازو پر اپنے ناخن مار رہی تھی ۔

آپ ---آپ اس سے باتیں کر رہے تھے کچھ دیر پہلے ؟

مشکات نے کنفرم کرنا چاہا ۔

تراب نے بلی کے سر پر ہلکی سی تھپکی دیتے ہوئے بے حد سکون سے پوچھا، ہاں کیوں؟

وہ اس لئے کہ یہاں بلی نہیں رہ سکتی ۔ ہم آپ کو یہ مکان کرائے پر نہیں دے سکتے--آپ پلیز صبح یہ مکان یہ پورشن خالی کر دیں -- مشکات گود میں چھپی روبی کو ناگواری سے دیکھتے ہوئے بولی ۔

اسی لمحے روبی نے مشکات کی طرف دیکھ کر ایک زوردار "میاؤں" کی اور تراب کے ہاتھ سے اچھل کر سیدھی مشکات کے پیروں کی طرف بڑھی۔ مشکات، جو بلیوں سے سخت ڈرتی تھی، اچھل کرایک بار پھر پیچھے ہوئی۔

∀اوئی اللہ---ہٹائیں اسے--- جنگلی -- جانور∀

∀مشکات چیخی

ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے مجھ سے تمیز سے بات کرو گی تو یہ کچھ نہیں کہے گی ۔ میری روبی میرے لئے بہت پوزیسو ہے ۔

تراب نے روبی کو دوبارہ سے گود میں لیا جو اب بھی مشکات کو گھور رہی تھی ۔۔

مشکات کو اس کی آنکھوں سے شدید خوف محسوس ہوا ۔۔۔

وہ گہرا سانس بھرتی اب دور جا کر کھڑی ہوئی

دیکھیے مسٹر ۔۔۔ اماں کو علم نہیں تھا وہ لا علمی میں آپ کو یہ پورشن دینے کی حامی بھر گئیں ہم نے ارادہ بدل دیا ہے ۔۔۔اب ہم اسے کرائے پر نہیں دے رہے ۔۔۔

تراب نے سر ٹیڑھا کیا، پھر میں کیا کروں؟

تراب کی اس بدتمیزی اور سپاٹ لہجے پر مشکات ایک لمحے کو چکرا کر رہ گئی، مگر اگلے ہی پل اس کی رگوں میں دوڑتے خوددار خون نے اسے سنبھالا۔ اس نے اپنی گردن اکڑائی اور تراب کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر گویا ہوئی۔

دیکھیے مسٹر! یہ بدتمیزی آپ کو مہنگی پڑے گی۔ آپ کو کل یہ پورشن خالی کرنا ہوگا، میں آپ جیسے بدلحاظ شخص کو اپنے گھر کی چھت تلے ایک پل برداشت نہیں کر سکتی۔

مشکات کی آواز میں غصے کی تھرتھراہٹ واضح تھی۔

تراب نے ایک گہری سانس لی، روبی کو ایک طرف چھوڑا اور دیوار سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا۔

کیوں؟ شکل سے کوئی پاگل لگتا ہوں کیا میں؟ جو آج سامان شفٹ کروں اور کل تمہارے ایک حکم پر بستر گول کر کے نکل جاؤں؟

دیکھیے مسٹر! آپ زبردستی نہیں کر سکتے۔ یہ ہمارا گھر ہے۔مشکات نے اونچی آواز میں اسے جتانا چاہا۔

لڑکی بات سنو!۔ تراب نے دو قدم آگے بڑھ کر اسے خاموش کرایا۔ اس کا لہجہ اب پہلے سے زیادہ گہرا اور سرد تھا۔ تمہاری ماں ایڈوانس لے چکی ہیں، اور میں نے اس گھر کے لیے اپنا وقت اور پیسہ خرچ کیا ہے۔

وہ ایک ایک لفظ چبا کر بولا ۔

میں واپس کر دوں گی ایڈوانس... ایک ایک پائی! مشکات نے تڑپ کر جواب دیا۔

∀نو۔∀

تراب نے ہاتھ کے اشارے سے اس کی بات کاٹی۔

میں دی ہوئی چیز واپس نہیں لیتا، اور نہ ہی اپنا فیصلہ بدلتا ہوں۔

مگر یہ میرا گھر ہے۔ یہاں جانور نہیں رہ سکتے ۔آپ یوں دھونس نہیں جما سکتے، میں پولیس بلا لوں گی۔

مشکات کا پارہ اب ساتویں آسمان پر تھا۔

تراب ایک قدم اور آگے بڑھا اور دروازے کی چوکھٹ پر اپنا مضبوط ہاتھ رکھ کر مشکات کے سامنے بالکل ایک دیوار کی طرح کھڑا ہوا ۔اس کی نظریں مشکات کے چہرے پر گڑ گئیں۔

دو مہینے کے لیے یہ پورشن میرا گھر ہے... کیونکہ میں نے اس کی قیمت چکائی ہے۔ اور اگر تمہیں مجھ سے یا میری بلی سے کوئی مسئلہ ہے... تو بہتر ہے کہ ابھی سے عادت ڈال لو، کیونکہ میں یہاں سے کہیں نہیں جا رہا۔

مشکات کے چہرے کا رنگ غصے اور ندامت سے بدلنے لگا۔ وہ ابھی کچھ کہنے ہی والی تھی کہ تراب نے ایک پل ضائع کیے بغیر دروازہ پوری قوت سے مشکات کے منہ پر مارا اور کنڈی چڑھا دی۔

∀دھڑام ∀!کی آواز پر مشکات نے گھبرا کر کانوں پر ہاتھ رکھ لیے۔ وہ ساکت و جامد وہیں کھڑی رہ گئی۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ کوئی اس کے اپنے ہی گھر میں اس کے ساتھ ایسا سلوک بھی کر

سکتا ہے۔ وہ الجھن اور غصے میں پیر پٹختی پیچھے مڑی تو سامنے عروہ اور نوال کھڑی تھیں۔ عروہ کے چہرے پر ایک شرارتی مسکراہٹ تھی، اس نے آہستہ سے مشکات کے قریب آ کر سرگوشی کی۔

∀کانگریچولیشنز باجی! نیا پڑوسی مبارک ہو۔ لگتا ہے یہ نیا پڑوسی خوب رونق لگا کر رکھے گا۔"مشکات نے عروہ کو گھور کر دیکھا اور غصے سے بڑبڑائی۔ "اسے تو میں دیکھ لوں گی!"۔

میران شیرازی جیسے ہی گھر میں داخل ہوا، اس کی امی سامنے ہی موجود تھیں، گویا اسی کا انتظار کر رہی تھیں۔

∀بیٹا! اتنے مصروف ہو گئے ہو کہ تمہیں گھر والے یاد ہی نہیں رہے؟ سارا سارا دن باہر گزار دیتے ہو ∀

انہوں نے محبت بھرے شکوے سے استقبال کیا۔

میران نے تھکن سے صوفے پر ڈھیر ہوتے ہوئے دھیمی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا۔

∀نہیں امی، ایسی تو کوئی بات نہیں۔ بس آفس میں کام اچھا کا بوجھ ذرا زیادہ تھا۔"۔

چلو، میں تمہارے لیے چائے بنواتی ہوں---

وہ اس کے پاس بیٹھتے ہوئے بولیں، "لیکن یہ بتاؤ کہ اب شادی کے بارے میں کیا سوچا ہے؟ مجھ سے اب مزید انتظار نہیں ہوتا بیٹا۔ میں چاہتی ہوں جلد سے جلد تمہارا گھر بس جائے۔∀

∀ارے امی! شادی بھی ہو ہی جائے گی، آخر اتنی جلدی کیا ہے؟∀

میران نے گہری سانس لی اور سر صوفے کی پشت سے ٹکا دیا۔

میں نے بہت سی لڑکیاں دیکھ رکھی ہیں سب ایک سے بڑھ کر ایک خاندان کی ہیں کوئی بھی کم حیثیت کی نہیں ہے۔

فوزیہ بیگم اپنی خوشی میں بیٹے کو شریک کرنا چاہتی تھی ۔

امی... رشتے خاندان یا رتبے سے نہیں، انسان سے بنتے ہیں۔

اس نے دھیمے لہجے میں اپنی سوچ واضح کی۔

اگر کوئی لڑکی اچھے اخلاق کی حامل اور سمجھدار ہو، تو کیا محض اس لیے اسے نظر انداز کر دوں کہ وہ کسی بڑے نام یا دولت کی وارث نہیں؟۔

اس کی بات سن کر فوزیہ بیگم کے چہرے پر ناگواری ابھری۔

تمہیں دنیا داری کا کچھ پتا نہیں میران! ۔شادی تو تمہاری کسی اونچے گھرانے والی لڑکی سے ہی ہوگی کل کو لوگ کیا کہیں گے؟ ہماری خاندانی حیثیت اور ناک کا کیا ہوگا؟۔

وہ نخوت بھرے انداز سے بولیں ۔

لوگوں نے تو ویسے بھی کچھ نہ کچھ کہنا ہی ہوتا ہے امی... مگر زندگی مجھے گزارنی ہے، لوگوں کو نہیں۔

فوزیہ بیگم نے لہجہ ذرا نرم کرتے ہوئے کہا۔

∀میں صرف تمہاری بہتری چاہتی ہوں بیٹا... میں نہیں چاہتی کہ کل کو تمہیں کسی احساسِ کمتری یا پچھتاوے کا سامنا کرنا پڑے۔"۔

میران اب سیدھا ہو کر بیٹھ گیا، اس کی آنکھوں میں سنجیدگی واضح تھی۔

اور میں بھی یہی چاہتا ہوں امی! مگر میری خوشی کسی کے بینک بیلنس میں قید نہیں ہے۔ مجھے ایسی ہمسفر چاہیے جو میرا ساتھ دے، مجھے سمجھے... نہ کہ صرف ہمارے گھر کی شان و شوکت میں اضافے کا باعث بنے۔

بس میران! بہت ہو گیا۔

فوزیہ بیگم کا پارہ یکلخت چڑھ گیا۔

یہ میرا حتمی فیصلہ ہے کہ تمہاری شادی کہاں ہوگی۔ اپنے دماغ سے یہ خام خیالی نکال دو کہ کوئی متوسط گھرانے کی لڑکی اس چوکھٹ کو پار کرے گی۔ یاد رکھنا، اس گھر میں صرف میری مرضی چلتی ہے!۔

میران نے گہرے افسوس اور بے بسی سے اپنی ماں کو دیکھا، جن کے لہجے کی سختی نے اسے مایوس کیا تھا۔

∀پیاری ڈائری!۔

آج کا دن اتنا ہی منحوس تھا جتنی کہ وہ منحوس کالی بلی 'روبی'۔ سچ بتاؤں تو مجھے اس نئے کرائے دار سے پہلی نظر میں ہی شدید قسم کی چڑ ہو گئی ہے۔پتا نہیں خود کو سمجھتا کیا ہے؟ اتنی اکڑ، اتنا رعب... جیسے یہ پورشن نہیں، پورا محلہ اس کی جاگیر ہو۔ شکل سے تو مجھے کسی پاگل خانے سے بھاگا ہوا مریض لگتا ہے جو اپنی بلی سے ایسے باتیں کرتا ہے جیسے وہ اس کی شریکِ حیات ہو۔'روبی مائی بیبی!'... ہاہ! بندہ پوچھے، انسانوں سے بات کرنے کی تمیز نہیں اور جانوروں پر جان چھڑکتا ہے۔ میں نے تو اماں سے صاف کہہ دیا ہے کہ اس 'لٹھ مار' انسان کو جلد از جلد گھر سے نکالیں، مگر ہماری اماں بھی نہ ... جانے کس مٹی کی بنی ہیں، انہیں ہر کسی پر ترس آ جاتا ہے۔ مجھے تو یہ بندہ کسی تخریب کار گروہ کا رکن لگتا ہے، لیکن اماں کو اس میں 'ہینڈسم پن' نظر آ رہا ہے۔ اُفف! پورا جن ہے وہ، اور اوپر سے لباس کی حس تو بالکل زیرو ہے۔ گندا کہیں کا۔

سہیلی! ۔

کیا بتاؤں یہ دو ماہ کیسے گزریں گے؟ میں تو سوچ سوچ کر ہی پاگل ہو رہی ہوں۔ خیر، اس بیکار انسان کا ذکر چھوڑو ... میں تھوڑی ڈری ہوئی ہوں۔ صبح آفس جانا ہے اور جاوید کا سامنا کرنا ہے ۔ انہوں نے

مجھے جاب سے نکال دیا تو میں کیا کروں گی؟ نوال کا ساتھ کیسے دوں گی؟ گھر کے اخراجات... ہائے اللہ! ایک طرف یہ نوکری اور دوسری طرف یہ نیا 'عذابِ الٰہی' پڑوسی! زندگی کتنی مشکل ہو گئی ہے۔ کاش کوئی جادو کی چھڑی ہوتی اور میں سب ٹھیک کر دیتی۔

سہیلی تم کوئی منتر پڑھ کر پھونک دو نا میری زندگی سلسبیل" کی طرح ہو جائے۔

تم پوچھو گی کہ یہ 'سلسبیل' کیا ہے؟۔

یہ جنت کے اس چشمے کا نام ہے جس کا پانی شہد سے زیادہ میٹھا، برف سے زیادہ ٹھنڈا اور دودھ سے زیادہ سفید ہے۔ کہتے ہیں "سلسبیل" کا پانی پینے والے کے دل سے ہر قسم کی کڑواہٹ، تھکن اور خوف مٹ جاتا ہے۔ اس کے ایک بوند میں ایسا سکون ہے جو روح کو اپنی آغوش میں لے لیتا ہے۔ یہ اللہ کے خاص بندوں کے لیے مقرر کی گئی ہے۔

کاش میری زندگی بھی بس ایسے ہی کسی شفاف چشمے کی طرح پرسکون ہو جائے۔ جہاں ہر صبح خوف کے سائے میں نہ جاگے، بلکہ اس میں "سلسبیل" جیسی مٹھاس اور ٹھہراؤ ہو۔ میں چاہتی ہوں کہ میری پریشانیاں اس چشمے کے پانی میں بہہ جائیں اور پیچھے صرف وہ اطمینان رہ جائے جو کبھی ختم نہ ہو۔ میں تھک گئی ہوں سہیلی، دوسروں کے لیے ڈھال بنتے بنتے اور اپنے خوابوں کو قربان کرتے کرتے۔ اب جی چاہتا ہے کہ بس کسی ٹھنڈے چشمے کے کنارے بیٹھ کر خاموشی کو محسوس کروں۔ مگر افسوس! حقیقت میں سلسبیل نہیں، 'روبی' بلی کی میاؤں میاؤں اور باس کی جلی کٹی باتیں میرا مقدر ہیں۔

خیر، اب نیند سے آنکھیں بند ہو رہی ہیں دعا کرنا کل سب خیریت سے گزر جائے--- جلد ملاقات ہوگی۔

تمہاری، مشکات

ایک گہری اور ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے میں نے ڈائری بند کی اور اسے تکیے کے نیچے چھپا دیا۔ کمرے کی خاموشی میں باہر سے آتی اس کالی بلی کی دھیمی سی 'میاؤں' سنائی دی، جس نے پھر سے اس اکھڑ پڑوسی کی یاد دلا دی۔ یہ دو مہینے کیسے گزریں گے؟ کیا یہ نیا پڑوسی مشکات کی بے رنگ زندگی میں کوئی نئے رنگ بھرے گا یا اپنی تلخیوں سے اسے مزید بیرنگ کر دے گا؟ وہ کوئی خوشگوار جھونکا ثابت ہوگا یا پھر ایک تندوتیز طوفان جو سب کچھ بکھیر دے گا۔

کالونی نمبر بارہ کی پہلی صبح تراب کے لئے خوشگوار سے زیادہ حیران کن تھی۔۔وہ جو کبھی اے سی کے بغیر نہیں سویا تھا، ہر رات سونے سے پہلے کافی لازمی لیتا آج پہلی بار یہ دونوں چیزیں اس کے ساتھ نہ تھیں۔

رات کی رانی کی بھینی بھینی خوشبو ابھی فضا میں باقی تھی کہ بوبی آنٹی کی پرسوز تلاوت کی آواز نے تراب کی نیند کچی کر دی۔ وہ جو شہر کی چکاچوند میں دیر سے اٹھنے کا عادی تھا، آج اس پرسکون آواز پر انگڑائی لیتا ہوا اٹھ بیٹھا۔۔۔

یہ آنٹی تلاوت بھی کرتی ہیں ؟؟وہ بے حد حیران ہوتا ہوا فریش ہونے چلا گیا پھر میران کو وائس میسج کیا اسے فل بازو والی شرٹس چاہئیں تھیں اسے کل رات ہی اندازہ ہو گیا تھا کہ سامنے والے پورشن میں صرف لیڈیز رہتی ہیں ۔۔۔آمنہ سامنہ تو بار بار ہونا ہی تھا تو لباس بھی شریفانہ ہونا چاہیئے تھا۔۔

وہ میسج کرنے کے بعد وہ کچن کی طرف بڑھا ۔

اچانک اسے ہوش آیا، "روبی؟" اس نے ادھر ادھر دیکھا مگر وہ کالی سفید شراتی بلی کہیں نظر نہ

آئی۔ دروازہ بند تھا، وہ باہر جا نہیں سکتی تھی۔ تراب گھبرا کر بالکونی کی طرف بھاگا۔

بالکونی میں سامنے والے رخ پر مشکات بیٹھی تھی۔ دھوپ کی پہلی کرن اس کے چہرے کو چھو رہی تھی، سر پر دوپٹہ اوڑھے وہ نہایت معتبر اور پاکیزہ لگ رہی تھی۔ وہ ڈائری میں کچھ لکھنے میں مگن تھی۔

تراب کو اس کا صرف سائیڈ پوز ہی نظر آیا۔

اے لڑکی۔۔۔ سنو !!!... تراب کی پاٹ دار آواز پر مشکات چونکی اور فوراً دوپٹے سے حجاب درست کیا۔ اس نے مڑ کر نہیں دیکھا۔

وہ زیر لب بڑبڑائی ۔۔

بدتمیز کہیں کا۔ لڑکیوں سے بات کرنے کا سلیقہ تک نہیں ہے۔۔وہ جواب دینے کے بجائے اٹھ کھڑی ہوئی ۔۔۔

تراب کی موجودگی میں وہ اب اپنی ڈائری نہیں لکھ سکتی تھی ۔۔۔وہ ایک ہاتھ سے اپنے دوپٹے کو منہ پر لپیٹے ایک ہاتھ سے اپنی چیزیں سمیٹ رہی تھی تراب کی نظر اس کے ہاتھ پر پڑی جو دوپٹے کو مضبوطی سے تھامے ہوئے تھا۔اس کے گداز ہاتھ سرخ اور سفید تھے۔۔۔

پھر اس کی نظر اس کے چہرے پر پڑی جو دوپٹے میں چھپا ہوا تھا ۔۔

بیوقوف کو اپنے ہاتھ چھپانے چاہئیں ۔۔ کتنے خوبصورت ہیں ۔۔

تراب زیر لب بڑبڑایا۔۔۔ پھر اونچی آواز میں بولا ۔۔

سنو لڑکی روبی یہاں تو نہیں آئی؟"۔"

مشکات نے اب کوئی جواب نہیں دیا ۔

اوہ ۔۔۔ہیلو ایک ہی رات میں گونگی بہری ہو گئ ہو کیا سنائی نہیں دے رہا تم سے بات کر رہا

ہوں ۔

اس کی آواز بھاری اور پاٹ دار تھی ۔

مشکات جو اب تک اسے نظر انداز کر رہی تھی، سیخ پا ہو کر پلٹی۔ اس کی آنکھوں میں غصہ تھا ۔

کسی عورت کو کیسے مخاطب کرتے ہیں، کیا آپ کے پیرنٹس نے آپ کو یہ نہیں سکھایا؟ یہ

'''اے لڑکی''' کیا ہوتا ہے؟۔

اس نے سخت لہجے میں سوال کیا۔

اور دوسری بات یہ کہ آپ جتنے دن بھی یہاں ہیں بالکونی میں ذرا کم تشریف لایا کریں۔ یہاں

عورتیں بیٹھتی ہیں، اتنے مینرز تو آپ میں ہونے چاہئیں۔

وہ اسے کھری کھری سنا رہی تھی، اسے، جو کبھی کسی کی نہیں سنتا تھا۔ تراب کے ماتھے پر

تیوریاں ابھر آئیں۔

''لڑکی! جتنا پوچھا ہے صرف اتنا بتاؤ، مجھ پر لمبی تقریر جھاڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جس کو مجھ

سے پرابلم ہے وہ بالکونی میں نہ بیٹھے ''۔

اور اپنا یہ دو ٹکے کا ایٹیٹیوڈ اپنے پاس ہی رکھو تو بہتر ہے۔

بڑی آئی... پیرنٹس نے کچھ نہیں سکھایا ۔انہہ ۔

روبی کا شرافت سے بتاؤ ورنہ اسی بالکونی سے کود کر وہاں آجاؤں گا ۔

تراب نے انتہائی اکھڑ پن سے کہا۔

مشکات کو اس سے اتنی بدلحاظی کی ہرگز توقع نہ تھی۔ وہ اس کی سوچ سے کہیں زیادہ بلنٹ اور

بدتمیز ثابت ہو رہا تھا۔

"آپ کی آوارہ بلی کہاں گئی، یہ آپ کو معلوم ہونا چاہیے زمانہ کتنا خراب ہے بتانا چاہئے تھا اپنی

روبی کو"۔

اس نے غصے سے رخ پھیرا پھر تڑخ کر بولی۔

"اگر وہ میرے گھر غلطی سے بھی آئی تو میں اسے جان سے مار دوں گی"۔

روبی کا نام سن کر تراب جیسے تڑپ اٹھا۔ اس کا پارہ ہائی ہوا ۔

"دماغ ٹھیک ہے تمہارا؟ اسے ہاتھ بھی لگایا تو ہاتھ توڑ دوں گا تمہارے"۔

وہ غرا کر بولا۔مگر مشکات اس کی دھمکی کو ان سنا کرتی، پیر پٹختی اندر چلی گئ تھی۔

تراب وہیں کھڑا دانت پیستے ہوئے بڑبڑایا

شٹ ----"۔"

یہ عورت تو بلکل پاگل ہے ۔

تراب نے اپنا ہاتھ زور سے بالکنی پر مارا تو کتنے ہی پھول ٹوٹ کر نیچے بکھر گئے --اسے اس بیل سے انسیت سی ہو رہی تھی ان پھولوں کے بکھرنے کا اسے افسوس ہو رہا تھا ۔

وہ نیچے جھکا ان پھولوں کو چننے لگا --- جب بوبی آنٹی کی آواز نے اسے گردن اٹھانے پر مجبور کیا

--

بیٹا انسان کی زبان بھی پھولوں کی مانند ہوتی ہے جب اس میں مٹھاس اور خوشبو ہو تو دلوں کو بھا جاتی ہے، اور جب اس میں کڑواہٹ اتر آئے تو قریب آنے والوں کو زخمی کر دیتی ہے ۔

تراب سیدھا ہوا پھول اب بھی اس کے ہاتھ میں تھے۔

سامنے گیلری میں بوبی آنٹی کھڑی تھیں... اور ان کی گود میں روبی سکون سے بیٹھی تھی۔

تراب کے چہرے پر واضح حیرت ابھری۔

"یہ... آپ کے پاس تھی؟"

وہ تیزی سے گیلری کے آخری سرے تک آیا اور ہاتھ آگے بڑھایا۔ آنٹی نے مسکرا کر روبی اسے تھما دی۔ تراب نے اسے غور سے دیکھا، جیسے کسی بچے کو چیک کر رہا ہو کہ کہیں چوٹ تو نہیں لگی۔

روبی بالکل ٹھیک ہے بیٹا مشکات تو بہت ڈرتی ہے بلی سے وہ اسے کچھ نہیں کر سکتی ۔ وہ صرف تمہیں دھمکا رہی تھی ۔

وہ مسکراتے ہوئے اسے بتا رہیں تھیں ۔

مشکات کے نام پر اس کے ماتھے پر بل نمودار ہوئے ۔

بیٹا ...جانور بھی انسانوں کی طرح پیار مانگتے ہیں۔ جہاں انہیں پیار مل جائے، وہ وہیں کے ہو جاتے ہیں۔ اسے بھوک لگی تھی شاید... میں قرآن پاک پڑھ رہی تھی، تو یہ آ کر میرے پاؤں سے لپٹ گئی۔ میں نے بریڈ کا ایک ٹکڑا دے دیا... باقی تم دیکھ لینا کیا کھاتی ہے ۔

تراب نے سر ہلایا، مگر کچھ بولا نہیں۔

وہ مڑنے ہی لگا تھا کہ آنٹی نے پھر آواز دی۔

"سنُو بیٹا"

وہ رکا، اور بے زاری سے بولا ۔

"جی؟"

رات جو ہوا وہ نہیں ہونا چاہیے تھا اپنی بیٹی کی طرف سے میں معذرت کرتی ہوں ۔

تراب نے خاموش رہ کر آنٹی کی بات سنی، پھر گہری سانس بھر کر بولا ۔

بدتمیزی میں نے نہیں آپ کی بیٹی نے شروع کی تھی۔ مجھے بھی کوئی شوق نہیں ہے عورتوں کے منہ لگنے کا۔ مگر ایک چیز کے پیسے دے چکا ہوں... تو یوں کیسے چھوڑ دوں؟ پہلے سوچ سمجھ

کر ہی گھر دینا چاہیے تھا۔۔۔

وہ سڑے ہوئے انداز میں بولا ۔

ارے بچے میں اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتی کہ کس نے شروع کیا۔ میں تو بس اتنا سمجھا رہی ہوں کہ تھوڑی سی مٹھاس تم بھی لے آو زبان پر ۔۔

ویسے ایک بات بتاو تمہاری ماں نے تمہیں اپنے دودھ کی جگہ بچپن میں کریلوں کا جوس پلایا تھا ؟؟ اتنی کڑواہٹ کیوں اتر آئی ہے تم میں ؟؟ ہر وقت منہ سے آگ ہی نکالتے ہو کراچی میں پہلے ہی اتنی آگ برس رہی ہے تھوڑا تم ہی اپنا درجہ حرارت کم کر لو ۔

ان کا انداز نہایت معصومانہ تھا ۔۔

وہ کیا جواب دیتا کہ اسے تو یہ بھی یاد نہیں کہ اس کی ماں نے اسے کبھی پاس بٹھا کر کچھ کھلایا بھی ہو گا ۔۔

دیکھو بیٹا میں تمہاری ماں نہیں مگر ماں جیسی تو ہوں تو اسی ناطے ایک ریکویسٹ ہے ۔

تراب نے مڑ کر ان کی طرف دیکھا، "جی، کہیں۔"۔ مشکات کو تمہارا یہاں رہنا پسند نہیں۔ اور میں نہیں چاہتی کہ تم لوگوں کے درمیان کوئی بدمزگی ہو۔۔

بیٹا میرے گھر کا مرد مشکات ہی ہے۔

میں نے مشکات کو سمجھا لیا ہے۔ وہ مان گئی ہے... وہ بے وقوف نہیں ہے، پڑھی لکھی بچی ہے۔ اسے پتہ ہے کہ بیانہ ہو جائے تو بات یوں ختم نہیں ہوتی... اسی لیے وہ خاموش ہو گئی ہے ۔ ورنہ یقین کرو، وہ تمہیں ایک منٹ بھی یہاں کھڑا نہ ہونے دیتی۔۔

تراب کی زبان پر خارش ہو رہی تھی وہ کہنا چاہتا تھا کہ " میں تو جیسے آپ کی بیٹی سے ڈر ہی جاتا "مگر نا جانے کونسا لحاظ آڑے آگیا کہ وہ اس بات کو پی گیا ۔

تراب نے نظر جھکائی، گود میں بیٹھی روبی کے سر پر ہاتھ پھیرا، پھر دھیرے سے بولا۔۔

"کوشش کروں گا... کوئی بدمزگی نہ ہو۔"

وہ بس اتنا ہی بول سکا۔۔۔ اور اتنا بھی کہنا تراب جیسل کے لیئے بہت تھا۔

جیتے رہو بیٹا۔ اچھا سنو، میں ابھی ناشتہ بھجوا رہی ہوں۔ میں جانتی ہوں کہ تم ابھی شفٹ ہوئے ہو، تمہارے پاس کچن میں کھانے پینے کو کچھ بھی نہیں ہوگا۔۔انہوں نے یہ کہہ کر مڑنے کی کوشش کی ہی تھی کہ تراب نے انہیں ٹوکا۔

نہیں اس کی ضرورت نہیں ہے میں کر لوں گا کچھ نا کچھ۔۔

وہ سہولت سے انکار کر گیا۔۔

بیٹا رزق کو کبھی منع نہیں کرتے اور ویسے بھی تم ہمارے پڑوسی ہو ہمارا فرض بنتا ہے کہ اگر ہم کھا رہے ہیں تو تمہارا بھی پیٹ بھرا ہو ورنہ اس کی پوچھ ہم سے ہو گی۔ تھوڑا ثواب ہی کمانے دو بچے۔۔میں آتی ہوں بس دس منٹ تک۔۔۔

تراب کو لگا وہ اس پر مسلط ہو رہی ہیں۔کہاں عادی تھا وہ اتنی شفقت کا۔

آپ یہ سب کیوں کر رہی ہیں؟؟میرا مطلب ہے آپ کی وہ بیٹی اسے اچھا نہیں لگے گا آپ کا میرے لئے کچھ بنانا پلیز آپ تکلف مت کریں۔۔۔

تراب کو سچ میں حیرت تھی۔

وہ دل کی بری نہیں ہے بیٹا تمہاری طرح۔۔۔بس زمانے اور محرومیوں نے اسے تلخ بنا دیا ہے۔۔ پڑوسیوں کے بڑے حقوق ہوتے ہیں بچے یہ ثواب مجھے کمانے دو۔۔

تم منہ ہاتھ دھو لو دیکھو کیسے اجڑا چمن لگ رہے ہو۔

وہ ہنستے ہوئے اس کے بکھرے کرلی بالوں پر چوٹ کرگئیں تھیں۔۔

بوبی آنٹی تو وہاں سے چلی گئیں تھیں مگر تراب وہیں ان کی باتوں میں کھو گیا تھا --

آج کل کے دور میں کوئی اتنا نرم دل ہوتا ہے ؟؟

جب اس نے ان کا نام سنا تھا تو اسے لگا تھا کوئی ماڈرن سی کٹے ہوئے بالوں والی کوئی عورت ہوگی مگر جب سر پر سفید دوپٹہ لیے چہرے پہ پر کشش نور والی عورت کو دیکھا تو وہ حیران ہوا ،۔وہ مشکات کی طرح حجاب نہیں کرتیں مگر پھر بھی ان کا ادب کرنے کو جی چاہتا ۔میران کے بولے ہوئے جھوٹ پر جب وہ اس پر صدقے واری جا رہی تھیں وہ تب بھی حیران ہوا ،دو انجان لوگوں کو گھر میں بٹھا کر چائے اور کباب پیش کرتا دیکھ بھی وہ سوچتا رہا یہ عورت یا تو بہت بیوقوف ہے یا پھر بہت سادی ،بنا کسی کاغزی تحریر کے جب گھر کی چابی اس کے ہاتھ میں تھما دی تراب تب بھی سوچتا رہا کیا دنیا میں ایسے لوگ ہوتے ہیں کیا۔اور اب --ان کے لہجے کی ممتا اسے بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر رہا تھا ---

کون ہیں یہ بوبی آنٹی --؟؟

مشکات آفس جانے کے لیے بالکل تیار تھی۔دل میں دھڑکا سا تھا کہیں آج جاب سے فارغ نہ کر دی جائے ۔ جانے سے پہلے اسے تراب سے چند ضروری دستاویزات پر دستخط کروانے تھے، اس کا جی نہیں چاہ رہا تھا کہ وہ اس مغرور شخص کی صورت بھی دیکھے، مگر یہ اس کی مجبوری تھی۔ جتنا وہ بدتمیز تھا مشکات کو خوف تھا کہیں وہ قبضہ ہی نہ کر لے ۔ اکیلی عورت عدالت اور وکیل کے چکر کیسے کاٹتی --

دو تین بار گھنٹی بجانے کے بعد بالآخر اندر سے ایک کرخت اور بیزار سی آواز ابھری

"اب کیا تکلیف ہے؟ کون ہے باہر؟"

تراب کے لہجے کی تلخی سن کر مشکات نے ایک پل کو اپنی آنکھیں موندیں اور اپنا نقاب درست کیا۔

اس انسان سے بات کرنے کے لیے پہلے بدتمیزی میں پی ایچ ڈی کرنی چاہیے۔کتنا خود سر شخص ہے یہ۔

وہ اسے دروازے پر کھڑی کوس ہی رہی تھی کہ تراب کی آواز دوبارہ گونجی۔

۔"اب بولو بھی کون ہے؟ اگر دوبارہ بیل بجائی تو میں دروازہ نہیں کھولوں گا، سمجھ لیں۔"۔

یہ براہِ راست دھمکی تھی۔

مشکات نے ایک گہری سانس بھر کر اپنے اندر اٹھتے غصے کے طوفان کو ضبط کیا اور نہایت تحمل سے پکارا۔

۔"مسٹر تراب جیسل! آپ براہِ کرم باہر تشریف لائیں، مجھے آپ سے کچھ کام ہے۔"۔

تراب نے کسی جواب کے بغیر جھٹکے سے دروازہ کھولا۔ سامنے مشکات کھڑی تھی، سیاہ عبایا اور نقاب میں لپٹی ہوئی، کاغذات کو اس طرح سینے سے لگائے جیسے وہ کوئی قیمتی سرمایہ ہوں۔

"مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔"

اس کا لہجہ سپاٹ اور کسی بھی قسم کے تاثر سے عاری تھا۔

اچھا تو لڑنے کے علاوہ بات چیت بھی کر لیتی ہو میرے لئے تو یہ انکشاف ہے ۔۔

تراب کا انداز مذاق اڑاتا ہوا تھا ۔

مجھے صبح صبح آپ سے فضول بحث کر کے اپنا دن منحوس نہیں بنانا میری مجبوری ہے آپ کو برداشت کرنا ۔

مشکات جس دل سے اسے برداشت کر رہی تھی یہ وہی جانتی تھی ۔

تراب نے اسے سر سے پاؤں تک دیکھا ۔

۔"تمہارا دم نہیں گھٹتا اس تمبو میں؟ سانس کیسے لیتی ہو آخر؟"۔

اس کے اس لایعنی اور چبھتے ہوئے سوال پر مشکات نے اپنی فائل پر گرفت مزید مضبوط کر لی۔ ضبط کی شدت سے اس کی انگلیوں کی پوریں سفید پڑنے لگی تھیں۔ یہ سوال اس کی ذاتی زندگی پر ایک براہِ راست ناگوار حملہ تھا۔

"میں یہاں کچھ ضروری دستاویزات کے سلسلے میں آئی ہوں"۔

اس نے اپنے لہجے کو جتنا ممکن ہو سکا سپاٹ رکھا۔ "آپ سے فضول گفتگو کرنے کا نہ میرے پاس وقت ہے اور نہ ہی ارادہ۔"۔

"اے لڑکی! تراب جبیسل فضول گفتگو نہ کرتا ہے اور نہ سنتا ہے" ۔

تراب نے ایک جانب ہوتے ہوئے اس کے لیے راستہ چھوڑا۔ "تمہاری مجبوری کو سمجھ رہا ہوں، صرف اس لیے یہاں کھڑا ہوں۔"

اس نے دروازے کا پٹ تھوڑا مزید کھولا اور سرد، حاکمانہ لہجے میں کہا۔

"اندر آ جاؤ۔"

مگر مشکات اپنی جگہ پر ساکت کھڑی رہی۔

"نہیں۔ "

اس کا جواب مختصر اور دو ٹوک تھا۔

"آپ کو باہر آنا پڑے گا۔ میں اندر قدم نہیں رکھوں گی۔"

اس کے لہجے کی قطعیت صاف بتا رہی تھی کہ وہ اپنے فیصلے سے ایک انچ بھی پیچھے نہیں ہٹے گی۔تراب نے چند لمحوں کے لیے خاموشی سے اسے دیکھا پھر ہلکا سا ابرو اچکا کر اپنے لباس کی

طرف اشارہ کیا جیسے جتلا رہا ہو کہ اب تو وہ پوری طرح تیار ہے۔ وہ فریش ہو کر فل بازو والی شرٹ پہن چکا تھا۔

"اس وقت تو میں نے مکمل لباس پہن رکھا ہے، اب بھلا کیا رکاوٹ ہے؟ "

وہ کھا جانے والے انداز میں پوچھ رہا تھا۔

میں پھر بھی احتیاط کو ہی ترجیح دیتی ہوں۔

مشکات نے بغیر کسی خوف کے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔

"آپ گھر میں تنہا مرد ہیں اور میں ایک اکیلی عورت... اس لیے بہتر یہی ہے کہ آپ باہر تشریف لائیں۔"

تراب چند لمحوں تک خاموشی سے اس کا معائنہ کرتا رہا۔ وہ واقعی اس کی اس حد درجہ محتاط اور اصول پسند طبیعت پر ششدر رہ گیا تھا۔

آج کے دور میں بھی ایسی فرسودہ سوچ؟۔

تراب نے گہری سانس لی اور بڑبڑایا ۔

"دلچسپ"

وہ دروازہ مقفل کر کے باہر نکل آیا۔ مشکات اب بھی وہیں ایستادہ تھی، فائل کو اس طرح سینے سے لگائے جیسے وہ اس کی ڈھال ہوں۔ تراب کی نظریں لاشعوری طور پر دوبارہ اس کے ہاتھوں پر جا ٹھہریں سفید، مخروطی اور نفیس انگلیاں۔۔۔ خرگوش کی طرح نازک ۔۔

"ان نازک انگلیوں میں چمکتے ہوئے زرقون کی ایک انگوٹھی ہونی چاہیے تھی"۔

یہ خیال تھا جو بن بلائے اس کے ذہن کے کسی گوشے میں دستک دے کر گزر گیا۔ اس نے اپنے دماغ کو جھٹکا

"یہ دیکھیے--"

مشکات نے فائل سامنے کی

۔"یہ ایگریمنٹ ہے۔ جتنے دن آپ کا یہاں قیام ہے، آپ کو ان شرائط کی پاسداری کرنی ہوگی اور ان پر دستخط کرنے ہوں گے۔"۔

تراب نے بیزاری سے فائل لی ، ایک سرسری نظر ان پر دوڑائی اور پھر اسے بند کر دیا ۔

راتوں رات یہ کیسے بنوا لئے ۔؟

۔ "بیانہ میں دے چکا ہوں۔ جتنا طے پایا تھا، وہ رقم تم تک پہنچ گئی۔ اب اس کے اوپر ایک روپیہ بھی زائد نہیں ملے گا۔"۔

تراب نے اس فائل کو کوئی اہمیت نہیں دی ۔

جتنا بنتا ہے، آپ کو اتنا ہی دینا ہوگا مسٹر تراب میری اماں کی معصومیت کا آپ نے ناجائز فائدہ اٹھایا ہے ۔

اس نے دو ٹوک لہجے میں کہا۔ --

اماں نے شاید آپ کی صورت دیکھ کر رحم دلی دکھائی ہوگی، مگر مجھے آپ پر کسی قسم کا ترس نہیں آتا۔ آئی ایم سوری۔

تراب کی نظریں فائل سے اٹھ کر اس کے چہرے پر جم گئیں۔ ۔

وہ اندر ٹیبل پر ناشتہ دیکھ رہی ہو؟ تمہاری اماں نے بھیجا ہے کاش تھوڑے سے پڑوسیوں کے حقوق وہ تمہیں بھی

سکھا دیتیں --

اف یہ اماں کوئی لمحہ نہیں چھوڑتیں مجھے ذلیل کروانے کا--

وہ من ہی من میں بڑبڑائی ۔

میں جیسی ہوں ویسی ٹھیک ہوں سائن کریں مجھے ذرا جلدی ہے ۔

مشکات نے ہاتھ پر بندھی ہوئی گھڑی دیکھتے ہوئے اجلت میں کہا ۔

تراب نے اسے جتاتے ہوئے مزید سلگایا ۔

تمہاری ماں تو بہت نفیس عورت ہے تم کس پر گئی ہو ؟

مشکات نے ایک پل ضائع کیے بغیر جواب دیا ۔

"بالکل اسی پر جس پر آپ گئے ہیں۔"

تراب کا چہرہ اپنی توہین سے سرخ ہوا ۔

اس کا موڈ بری طرح خراب ہو چکا تھا ۔

"تمہیں کسی نے بتایا نہیں کہ تم کتنی بدتمیز ،بدلحاظ، اور بدتہذیب ہو ؟"۔

وہ کمر پر ہاتھ رکھے اس سے پوچھ رہا تھا --

بد اخلاق ،بدگمان ،اور بد زبان کا اضافہ بھی میری تعریف میں شامل کر لیں مجھے برا نہیں لگے گا ۔

آپ کو میرے بارے میں جو سوچنا ہے سوچ سکتے ہیں ۔

میرا مقصد آپ کو متاثر کرنا نہیں ہے ۔

اس نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا--

"تم سے متاثر ہو بھی کون سکتا ہے ؟"

تراب نے اسے گھورا--

"اپنے لفظوں پر نظر ثانی کریں مسٹر تراب"

مشکات نے انگلی اٹھا کر وارننگ دی ۔

"بڑی جھگڑالو ہو تم تو"

"اور آپ غیر ضروری حد تک مغرور"

"مغرور نہیں... خود اعتماد ہوں لڑکی ۔"

تراب کو ضد سی ہو رہی تھی اب مشکات سے ۔

"اسے اوور کانفیڈنس کہتے ہیں۔"

گبھرائی تو وہ بھی نہیں تھی ۔

"ایک ہی بات ہے فرق کیا ہے؟"

"وہی فرق ہے ، جو زمین اور آسمان میں ہے۔"

تراب اب واقعی زچ ہو رہا تھا۔ اس نے جھنجھلا کر کہا۔

"کیا ہر بات کا جواب دینا فرض سمجھتی ہو؟"

"ہر غلط بات کا...آپ سائن کریں مجھے جانا ہے ۔"

"تو پھر سن لو نہ سائن کروں گا نہ رقم دوں گا--"

وہ بھی اب ضد میں آرہا تھا ۔

مشکات ایک قدم آگے بڑھی، اس کی آواز میں اب ایک تنبیہ تھی۔

"تو پھر آپ یہاں نہیں رہ پائیں گے۔"

"دھمکی دے رہی ہو؟"

"حقیقت بتا رہی ہوں--"

"تم پرابلم میں پڑھ سکتی ہوں لڑکی"

"آپ اس وقت میری سب سے بڑی پرابلم ہیں"

"تم مجھے ابھی جانتی نہیں ہو۔۔"

"مجھے جاننے کا شوق بھی نہیں ہے"

"تراب جیسل کو دھمکی دینا مہنگا پڑ سکتا ہے"

"مشکات فاروقی کسی سے نہیں ڈرتی"

ان دونوں کی بحث ابھی جاری تھی کہ اچانک مردانہ بھاری آواز پر دونوں کو خاموش ہونا پڑا۔۔

"یہ کیا ہو رہا ہے یہاں ؟"

۔"بس یا دو ایٹمی طاقتوں کے درمیان مذاکرات ابھی جاری ہیں؟"۔

مشکات نے مڑ کر دیکھا۔ میران چہرے پر اپنی مخصوص مسکراہٹ سجائے اپر آرہا تھا۔ تراب کو دیکھتے ہی اس کی مسکراہٹ اور گہری ہو گئی۔

آپ کی تعریف ؟؟؟

مشکات کی پیشانی پر شکنیں ابھریں۔

میرا نام میران شیرازی ہے میں تراب کا لیگل ایڈوائزر بھی ہوں اور دوست بھی ۔

مشکات نے ایک گہرا سانس لیا اور فائل اٹھا کر میران کے سامنے لہرائی۔

تو پھر آپ سے بات کرنا زیادہ بہتر رہے گا۔۔۔ اس پر سائن کرنے کے لئے آپ کے محترم دوست نے میرا آدھا گھنٹہ برباد کیا ہے۔۔

میران نے حیرت سے دونوں کو دیکھا، "ہوا کیا ہے؟"

مشکات ابھی کچھ کہتی روبی بھاگتی ہوئی تراب کی گود میں چھلانگ لگا چکی تھی ۔۔۔ مشکات کے حلق سے چیخ برآمد ہوئی وہ اس سے خوف کھا کر پیچھے کو ہوئی ۔۔۔

میران نے مشکات کا خوف محسوس کرتے ہوئے تراب کو پکارا ۔

تراب! روبی کو اندر لے جاؤ، بہن ڈر رہی ہیں۔

اچھا ابھی تو تمہاری یہ بہن منہ سے گولہ بارود اگل رہی تھی ۔

میران نے تراب کے ڈھیٹ پن کو دیکھتے ہوئے اسے ٹوکا اور احساس دلایا کہ اس کا جانور دوسروں کے لیے پریشانی کا باعث بن رہا ہے۔

تراب نے ایک گہری نظر مشکات کے سہمے ہوئے چہرے پر ڈالی اور ابھی کوئی بول رہا تھا مشکات فاروقی کسی سے ڈرتی نہیں ۔۔وہ اسے چڑاتے ہوئے

روبی کو لے کر اندر چلا گیا۔

مشکات نے دل ہی دل میں شکر ادا کیا کہ چلو، اس بدتمیز انسان کا دوست تو کم از کم شریف اور تمیز دار ہے۔

آپ مجھے فائل دیں، میں سائن کرتا ہوں اور جو بھی بقایا رقم ہے، میں خود آپ کو ادا کر دوں گا۔

آپ بالکل پریشان مت ہوں میری بہن ۔

میران کا "میری بہن" کہنے پر ہی مشکات ریلیکس ہو گئی۔

میران نے معاملے کو سنبھالتے ہوئے جلدی سے سائن کیے۔

قواعد کے مطابق آپ کو بھی اس پر دستخط کرنے ہوں گے۔ ایک کاپی میں رکھوں گا اور ایک آپ۔وہ بھی ایک منجھا ہوا وکیل تھا، اس لیے قانونی تقاضے پورے کرنا جانتا تھا۔

مشکات نے حامی بھری اور قریب لگی گرل پر فائل رکھ کر جھک کر سائن کرنے لگی۔ اسی لمحے تراب دوبارہ باہر نکلا۔ وہ وہیں رک گیا اور نہایت خاموشی سے مشکات کو گھورنے لگا۔ ۔

میران نے جب تراب کو ساکت کھڑا پایا تو اس کی نظروں کا تعاقب کیا، جو مشکات کے جھکے ہوئے وجود اور اس کے متحرک ہاتھوں پر جمی تھیں۔ میران فوراً تراب کے قریب ہوا اور اس کے

کان میں سرگوشی کی

اوئے! کیوں اس نقاب والی کو اس طرح گھور رہا ہے؟ شریف لڑکی ہے، اپنی نظریں نیچی رکھ--

تراب کے لبوں پر ایک تلخ اور پراسرار مسکراہٹ رینگ گئی۔

احمق ہے جو منہ چھپاتی ہے کوئی اسے بتائے کہ مرنے والے تو ہاتھوں پر بھی فدا ہو جاتے ہیں

--

تم اندر جاؤ تراب --میران نے اسے اندر کی طرف دھکیلا۔

اس نے میران کی بات کوان سنی کیا اور ایک قدم آگے بڑھ کر مشکات کے بالکل پیچھے جا کھڑا ہوا۔ مشکات نے جیسے ہی دستخط مکمل کر کے رخ بدلا، سامنے تراب کا چہرہ دیکھ کر وہ ٹھٹک گئی---

تمہیں لگتا ہے کہ تم نے اس نقاب کے پیچھے خود کو بہت محفوظ کر لیا ہے؟ تراب کا لہجہ اتنا دھیما اور کاٹ دار تھا کہ مشکات کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔

مشکات نے کچھ کہنا چاہا مگر تراب نے اسے بولنے کا موقع نہ دیا اور اس کے ہاتھوں کی طرف اشارہ کرتے

ہوئے کہا --

تمہارے ہاتھ --- تمہیں نہیں لگتا تمہیں انہیں بھی چھپانا چاہئے --- کوئی فدا ہو گیا تو کیا کرو گی

؟

یہ ہاتھ تمہیں کسی دن مشکل میں بھی ڈال سکتے ہیں مس مشکات فاروقی ۔

وہ سفاک بنا مقابل کی دنیا ہلا چکا تھا ۔

مشکات کا سانس جیسے حلق میں اٹک گیا---اسے تراب سے اتنی بے باکی کی امید ہر گز نہیں

تھی --

اس نے جھٹکے سے فائل تراب کے منہ پر ماری اور سرد لہجے میں کہا۔

"اپنی شاعری اور یہ سستی فلاسفی اپنے پاس رکھیں۔"

اور جتنے دن یہاں ہیں کوشش کریں کہ آپ کی شکل مجھے نظر نہ آئے میرے یہ ہاتھ کسی کا بھی گریبان پکڑنے کی طاقت رکھتے ہیں ۔

وہ رکی نہیں، بلکہ تیزی سے قدم اٹھاتی نیچے اتر گئ۔ اس کے قدموں کی چاپ سیڑھیوں پر اس کے اضطراب کی گواہی دے رہی تھی۔ اسے محسوس ہو رہا تھا کہ تراب کی نظریں ابھی تک اس کی پشت پر جمی ہوئی ہیں۔

تراب بے یقینی سے اسے جاتا دیکھ رہا تھا ۔ زندگی میں پہلی بار کسی لڑکی نے اتنی جرت دکھائی تھی ۔

میران کا منہ کھلا کا کھلا ہی رہ گیا ۔ وہ ہنسی ضبط کرتا ہوا تراب کے قریب ہوا ۔

"بھائی! اب آرام ہے؟ سکون مل گیا کلیجے کو؟" ۔

میران نے طنزیہ پوچھا اور پھر کھلکھلا کر ہنس پڑا--

ہاہاہا --ویسے تراب ماننا پڑے گا لڑکی بہادر ہے ۔

پہلی بار تو کوئی جی دار لڑکی ملی ہے جو تراب جیسل کو چپ کروا گئ ---

وہ مسلسل اس پر ہنس رہا تھا ---مگر تراب کی نظر نیچے گری ہوئی فائل پر تھی جو مشکات اس کے منہ پر مار گئی تھی ---

"دلچسپ"۔

وہ نیچے جھکتا ہوا وہ فائل اٹھا گیا ---

"وہ شیر کے منہ میں ہاتھ ڈال رہی ہے، اور شیر ابھی صرف اس لیے خاموش ہے کیونکہ شکار کمزور

ہے۔"۔

"تراب جبیسل عورت کو دشمن نہیں بناتا، ورنہ اب تک وہ بچ کر نہ جاتی۔ یہ صرف اس کا وہم ہے کہ وہ مجھے مات دے گئی ہے ، وہ نہیں جانتی کہ وہ صرف اپنے عورت ہونے کا فائدہ اٹھا رہی ہے۔"۔

نیچے پہنچ کر مشکات نے بے اختیار ہی گہری سانس لی۔پھر اپنے ہاتھوں کو دیکھا تراب کے الفاظ اس کے ذہن میں کسی نقش کی طرح بیٹھ گئے تھے۔

"مرنے والے تو ہاتھوں پر بھی فدا ہو جاتے ہیں"

"بیہودہ انسان"

وہ بڑ بڑاتی ہوئی اپنے ہاتھ دوپٹے کے پلو میں چھپا گئی ۔۔

"کس سے پوچھ کر گئی ہو تم؟ بہت شوق ہے اپنی بہن کو اپنے دکھڑے سنانے کا؟"۔

اسد کے چلانے کی آواز فون کے اسپیکر سے نکل کر پورے کمرے میں زہر کی طرح پھیل رہی تھی۔ وہ نوال پر سیخ پا ہو رہا تھا، اس کا لہجہ اتنا تلخ تھا کہ نوال کا وجود لرز اٹھا۔

عروہ تاسف بھری نگاہ نوال پر ڈالتی بستر سے اٹھ گئی تھی ۔وہ رات سے اسد کو کالز کر رہی تھی مگر موصوف نے کال اٹھانا تو دور ایک میسج کا ریپلائے کرنا بھی مناسب نہ سمجھا تھا ۔عروہ کا دل خراب ہوتا تھا یہ سوچ کر کہ نوال اور اسد کی لوّ میرج ہے ۔ محبت کی شادی اگر اتنی خوفناک ہوتی ہے تو ارینج کا کیا حشر ہوتا ہوگا ۔۔

اسد! خدا کا واسطہ ہے، کیا ہو گیا ہے آپ کو؟ میں نے باجی کو کبھی کچھ نہیں بتایا، وہ تو

بس...۔

نوال کی آواز سسکیوں میں دب گئی۔

اسد نے اس کی بات بیچ میں ہی کاٹی۔

کیوں بھول جاتی ہو تم ہماری شادی کے سب سے زیادہ خلاف وہی عورت تھی ---خود تو بس نہ سکی دوسروں کے گھر بھی خراب کرنا چاہتی ہے ۔

اسد کے الفاظ نہیں خنجر تھے جی اسد پے در پے اس کے سینے میں پیوست کر رہا تھا۔اس کی وہ بہن جس نے باپ بن کر انہیں سمبھالا اس کی شادی کروائی سارا بوجھ اپنے کاندھوں پر اٹھایا اپنی زندگی خراب کر لی آج اسی بہن کو اتنی باتیں سنا رہا تھا وہ ---

۔"اسد! خدا کے لیے باجی کو غلط مت سمجھیں۔ وہ میری بڑی بہن ہیں، ان سے میری تکلیف دیکھی نہیں گئی۔" نوال کی آواز میں منت بھی تھی اور بے بسی بھی۔

۔"تو کیا میں مر گیا تھا جو تم نے میرا انتظار کرنا بھی گوارا نہ کیا؟"۔

اسد کے لہجے کی کاٹ نوال کے دل کو چیر رہی تھی۔ "ایک پل میں اپنا بستر گول کیا اور وہاں پہنچ گئیں۔ آخر وہ عورت کس بات کی دھونس جماتی ہے؟ خود تو اپنا گھر بسا نہ سکی اور اب دوسروں کے بستے گھر اجاڑنے پر تلی ہوئی ہیں۔"۔

۔"اسد! خبردار جو باجی کو دوبارہ یہ طعنہ دیا۔"۔

میں یہاں آپ کی امی کی اجازت سے آئی ہوں انہوں نے آپ کو کال کرنے سے منع کر دیا تھا

۔

نوال تڑپ اٹھی۔

"اور باجی نے شادی کسی وجہ سے نہیں کی ، وہ قربانی تھی جو انہوں نے ہمارے لیے دی۔ "

نوال کا سینہ یادوں کے بوجھ سے سانس لینا بھول رہا تھا۔ وہ مشکات کی ایک ایک قربانی کی گواہ تھی، وہ جانتی تھی کہ اس کی بہن نے اپنی خوشیاں کس طرح دوسروں کی خاطر وار دی تھیں۔

دوسری طرف اسد کی وہ مخصوص 'غیرت' جاگ چکی تھی جو اکثر مردوں میں صرف اپنی بیوی کو نیچا دکھانے کے لیے پیدا ہوتی ہے۔

"تمہاری باجی کو کیا لگتا ہے کہ وہ دو وقت کی روٹی بھیج کر مجھے خرید لیں گی؟" اس نے تمسخر سے کہا۔

نوال کے لبوں پر ایک زہریلی مسکراہٹ پھیل گئی۔ "اسد! جب آپ کو میری محبت نہ خرید سکی، تو کسی اور کی مروت کیا خریدے گی؟" اس نے تلخی سے جواب دیا۔

فون بند کرتے وقت نوال کے ہاتھ لرز رہے تھے۔ اس کا دل کسی زخمی پرندے کی طرح پسلیوں سے ٹکرا رہا تھا۔ ایک طرف مشکات کی بے لوث محبت تھی اور دوسری طرف اس کا اپنا اجڑا ہوا 'بسیرا۔' اسے محسوس ہو رہا تھا کہ اگر وہ آج واپس نہ گئی، تو واپسی کے تمام راستے ہمیشہ کے لیے مسدود ہو جائیں گے۔

وہ اسد کو تماشہ لگانے کا موقع نہیں دینا چاہتی تھی۔ اس نے اپنے آنسو پونچھے اور ایک کڑا فیصلہ کیا۔ جیسے ہی شام کو مشکات گھر آئے گی، وہ اپنے گھر کی سمت قدم بڑھائے دے گی چاہے وہاں کانٹے ہی کیوں نہ بچھے ہوں۔۔اپنی بہن کے لئے اسے مزید مشکلات نہیں چاہیں تھیں ۔

نوال جیسی لڑکیاں اپنی ذات کو پسِ پشت ڈال کر، اپنے ارمانوں اور اپنی صحت کا گلا گھونٹ کر خود کو ایک ایسی اندھی دلدل میں دھکیل دیتی ہیں جہاں سے واپسی کا کوئی راستہ نہیں ہوتا۔ وہ دنیا کی نظروں میں اچھائی کا سرٹیفکیٹ حاصل کرنے کی خاطر اپنی پوری زندگی اور اپنی مسکراہٹیں خود اپنے ہاتھوں سے برباد کر لیتی ہیں۔

وہ اس غفلت میں رہتی ہیں کہ کوئی مسیحا آئے گا جو ان کی قسمت بدل دے گا، مگر حقیقت یہ ہے کہ اس مصلحت پسند دنیا میں کوئی بھی آپ کو بچانے نہیں آئے گا۔ جب تک آپ خود اپنے وجود کی قدر نہیں کریں گی، اپنی عزتِ نفس کے لیے کھڑی نہیں ہوں گی اور ظلم کے خلاف پہلی آواز نہیں اٹھائیں گی، تب تک کوئی آپ کے حق میں نہیں بولے گا۔ اپنی حفاظت اور اپنے سکون کی جنگ انسان کو ہمیشہ خود ہی لڑنی پڑتی ہے، کیونکہ جو اپنے نفس پر خود ظلم ہونے دے، دنیا بھی اسے کبھی عزت کا مقام نہیں دیتی۔

(لمحہ فکریہ)

ہنی میری جان ان پر سائن کر دو ذرا جلدی ---

سعد شیشے میں خود کو دیکھتا ہوا پرفیوم کا لاسٹ سپرے خود پر چھڑکتا جانے کے لئے تیار کھڑا تھا ۔

سبین نے بالوں کو جوڑا بناتے ایک نظر پہلے سعد کو دیکھا پھر بیڈ پر بکھری فائلز کو ۔

کیا ہے یہ سعد ؟؟

سبین نے نا سمجھی سے پوچھا ۔

سعد نے رخ موڑ کر سبین کو مسکرا کر دیکھا پھر

بڑے اطمینان سے فائلوں کا پلندہ سبین کے سامنے رکھا، اس کے چہرے پر وہی مصنوعی ہمدردی تھی جو اس نے برسوں سے اوڑھ رکھی تھی۔

"سبین نے عینک درست کرتے ہوئے فائلوں کو دیکھا۔"

"کچھ نہیں سبین، بس وہی شئیرز کے پیپرز ہیں جنہیں حریم کے نام کرنا تھا۔ تم جانتی ہو کہ قانونی پیچیدگیاں بڑھ رہی ہیں، اس لیے بہتر ہے کہ یہ کام آج ہی ہو جائے۔"

سعد نے قلم اس کے ہاتھ میں تھمانے کی کوشش کی۔

سبین نے ایک لمحے کے لیے تراب کے بچپن کی تصویر کو دیکھا جو میز پر رکھی تھی، اور پھر فائل ایک طرف سرکا دی۔

"نہیں سعد! میں نے بہت سوچا ہے، میں یہ نہیں کر سکتی۔ یہ میرے بیٹے کی محنت ہے، اس کے باپ کی نشانی ہے۔ میں کیسے یہ سب حریم کے نام کر دوں؟"۔

سعد کے ماتھے پر پہلا بل پڑا۔ جی میں تو آیا کہ اس بڑھی کا کام تمام کردے مگر بد قسمتی سے وہ اس کے بچوں کی ماں تھی اور وہ اپنے بچوں کو لے کر بہت حساس تھا ۔

"حریم اس کی بیوی ہے سبین! کل کو یہ سب اسی کا تو ہونا ہے۔ میں تو بس معاملات کو آسان بنا رہا ہوں۔" اس نے مکاری سے مسکرا کر اسے قائل کرنا چاہا۔

ہاں... بیوی ہے، مگر تراب تو اس رشتے کو نہیں مانتا۔

میرا خیال ہے ہمیں ابھی جلد بازی نہیں کرنی چاہیے ہمیں تراب کا انتظار کرنا چاہیے ۔

سبین کا لہجہ اب پہلے سے زیادہ مضبوط تھا۔

تم پلیز تراب کو ڈھونڈو سعد! مجھے میرا بیٹا چاہیے۔ میں خود اس سے بات کروں گی، اسے سمجھاؤں گی۔ جب تک میرا بیٹا خود نہیں کہتا، میں ان پیپرز پر دستخط نہیں کروں گی۔۔

تم پاگل ہو سبین ؟؟ تراب تمہیں کیوں سائن کرنے دے گا وہ کبھی نہیں مانے گا حریم خالی ہاتھ رہ جائے گی اس بچی کا سوچو ۔۔۔

سعد خود پر ضبط کرتا ہوا نارمل انداز میں بولا ۔

سعد حریم کو صرف تراب سے غرض ہے اور یہ دولت جس کی ہے اسی کے نام ٹرانسفر بھی ہونی چاہئے میں اتنی بڑی سزا دے کر اسے اس کے حق سے محروم نہیں کر سکتی یہ سب کچھ اور جو

کچھ تم سمبھال رہے ہو وہ سب تراب کا ہے بہتر ہے تم دوسرے کاغذات تیار کرواؤ میں تراب کی امانت اس کے حوالے کرنا چاہتی ہوں ۔ سبین اپنا فیصلہ سناتی ہوئی ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گئی ۔

سبین کا یہ انکار سعد کے لیے کسی بم دھماکے سے کم نہیں تھا۔ اس کا برسوں کا بنا بنایا کھیل ایک پل میں بگڑتا نظر آ رہا تھا۔ وہ غصے سے پاگل ہوتا دوسرے کمرے کی طرف بڑھا ۔ سعد نے سامنے پڑا کانچ کا گلدان اٹھا کر دیوار پر دے مارا۔ "دھڑام!" کی آواز پورے کمرے میں گونجی۔ وہ ایک زخمی درندے کی طرح کمرے کی ہر چیز توڑنے لگا۔ فائلیں بکھر گئیں، کرسیاں الٹ گئیں، اور سعد کا چہرہ غصے سے تانبے کی طرح تپنے لگا۔

تمہیں تمہارا بیٹا چاہیے نا سبین؟ ٹھیک ہے! اب تمہیں اس کا لاشہ ہی ملے گا۔

اس نے دانت پیستے ہوئے اپنا فون نکالا اور ایک نمبر ڈائل کیا۔

"ہیلو! میں تمہیں ایک تصویر بھیج رہا ہوں۔ بندہ کہیں چھپا ہوا ہے۔ مجھے اب یہ شخص زندہ نہیں چاہیے۔ اسے شوٹ کر دو! اور کام ایسا صاف ہونا چاہیے کہ کسی کو شک نہ ہو۔"۔

سعد نے فون بند کیا اور ایک وحشیانہ مسکراہٹ اس کے لبوں پر پھیل گئی۔ وہ انسان سے مکمل حیوان بن چکا تھا۔ اسے اب نہ سبین کی پرواہ تھی اور نہ حریم کے جنون کی، اسے بس وہ ""شیئرز ""چاہیے تھے جن کی قیمت اب تراب کا خون تھی۔

ہوس اور ناتمام حرمان کی طلب انسان سے اس کی انسانیت چھین کر اسے درندگی کی حد تک لے جاتی ہے۔ ہم اکثر دوسروں کے مقدر کی نعمتوں پر نظریں جما لیتے ہیں اور انھیں ہڑپ کرنے کی تگ و دو میں لگ جاتے ہیں، حالانکہ یہ حقیقت فراموش کر دیتے ہیں کہ ربِ کائنات نے جس کے حصے میں جو عزت اور رزق لکھ دیا ہے، اسے کوئی دوسرا کبھی مٹا ہی نہیں سکتا۔ نفع و

نقصان کی اس لامتناہی دوڑ میں اندھا دھند بھاگتا ہوا شخص اپنوں کا حق چھینتے چھینتے نہ صرف اپنا ذہنی سکون برباد کر لیتا ہے، بلکہ اپنی عاقبت بھی گنوا بیٹھتا ہے۔ دوسروں کے آنگن سے خوشیاں چرانے کی اس ناپاک کوشش میں وہ رفتہ رفتہ اپنے ضمیر کا گلا گھونٹ دیتا ہے، اور سفر کے اختتام پر اس کی جھولی میں صرف ایسا ابدی پچھتاوا اور حرمان بچتا ہے جس کی تلافی ممکن نہیں ہوتی۔

(لمحہ فکریہ)

تراب لیپ ٹاپ سامنے رکھے پوری توجہ سے کام پر فوکس کرنے کی کوشش کر رہا تھا، ابھی صبح کے نو ہی بجے تھے نیچے سے آنے والی آوازیں اس کے اعصاب پر ہتھوڑے برسا رہی تھیں۔

سبزی والا جو عجیب و غریب سروں میں آلو اور ٹماٹر بیچ رہا تھا۔ تراب کو کوفت میں مبتلا کر رہا تھا ۔ تراب کا پارہ ساتویں آسمان پر پہنچ چکا تھا۔ اس نے لیپ ٹاپ بند کیا، چپل پاؤں میں اڑسی اور غصے سے پھونکیں مارتا ہوا گیلری میں کھڑا ہوا ۔ اس کا ارادہ سبزی والے کو سیدھا کرنے کا تھا، لیکن نیچے کا منظر نامہ بالکل مختلف تھا۔سبزی والا ریڑھی پر پاؤں ٹکائے، ایک ہاتھ کان پر رکھے، آلو اور ٹماٹر کو کسی کلاسیکی راگ کی طرح الاپ رہا تھا۔ تراب نے کڑک دار آواز میں کہا۔

بند کرو یہ سرگم۔۔ کیوں اتنا گلا پھاڑ رہے ہو ؟

سبزی والے نے گانے کی تان توڑی، تراب کو سر انچا کر کے دیکھا پھر معصومانہ انداز میں بولا۔

"باؤ جی! آپ پڑھے لکھے لوگ فن کی قدر کیا جانو؟ یہ مارکیٹنگ کی نئی ٹیکنالوجی ہے! اب بندہ سیدھا سیدھا کہے "آلو لے لو"تو کوئی گھر سے باہر نہیں نکلتا۔ جب میں گاتا ہوں ""آلو ہیں چمکدار، جیسے ہماری سرکار"" تو لوگ کھڑکیوں سے پیسے پھینکتے ہیں۔۔

باؤ جی آپ نے کیا لینا ہے آج ؟

پیاز ہے گول گول، میاں بیوی کا کھولے پول...۔

وہ اب اپنی سبزی تراب کو بیچنا چاہتا تھا ۔

تم ---- تم بس اپنا منہ بند رکھو اور یہ اپنا گول مٹول پیاز آگے والی گلی میں جا کر بیچو ---اب آواز نہ آئے سمجھے ۔

تراب اپنی طرف سے اسے خاموش کرواتا ہوا

دوبارہ کرسی پر بیٹھا ہی تھا کہ "آئس کریم" والے نے اپنے بھونپو کا ایسا زوردار شور مچایا کہ تراب کے کان بجنے لگے۔ بھونپو کی آواز ایسی تھی جیسے کوئی ہاتھی مائیک پر چیخ رہا ہو۔

"ٹھنڈی ٹھار، ملائی دار قلفی کھائے بار بار ۔"

تراب کا بلڈ پریشر آسمان کو چھونے لگا۔ وہ چپل الٹی پہن کر باہر بھاگا۔

اوئے --چلو بھاگو یہاں سے کہیں اور جا کر اپنی آئس کریم بیچو ---

آئس کریم والا مسکرایا۔

"باؤ جی، گرمی بہت ہے، دماغ ٹھنڈا کرنے کے لیے کلفی کھائیں۔"

"میرا دماغ کلفی سے نہیں، تمہارا یہ بھونپو بند کرنے سے ٹھنڈا ہوگ۔اگر دوبارہ یہ بجایا، تو یہ بھونپو تمہارے سر میں گھسا دوں گا ۔ سمجھے؟"۔

تراب نے غصے سے دانت پیسے۔

آئس کریم والے نے سہم کر بھونپو پیچھے چھپایا۔

کھا لو ایک آئس کریم تمہارے دماغ کو ٹھنڈا کر دے گی جو ہر وقت ابلتا رہتا ہے ۔

گیلری کے کونے میں سبزی بناتی ہوئی بوبی آنٹی بڑے اطمینان سے بولیں ۔

کیا یہاں روز یہی تماشہ لگتا ہے ؟؟؟

تراب نے گویا تصدیق چاہی ۔

کیوں اپنا دل جلا رہے ہو بیٹا؟۔۔۔یہ تو روز کا معمول ہے

انہوں نے تراب کی سرخ ہوتی آنکھوں کو دیکھ کر دھیمے سے بتایا

"یہ کالونی عذاب ہے ؟

تراب نے جھنجھلا کر کہا ۔

یہاں تو روز ایسے ہی ہوتا ہے ۔۔۔اور جسے تم عذاب بول رہے ہو فلحال وہ کیسی نعمت سے کم نہیں ۔۔

اچھا یہ بتاؤ کھانے میں کیا پسند ہے تمہیں ؟

کریلے کھاتے ہو ؟؟؟ تمہارے ہم مزاج ہیں بلکل ۔۔۔

صاف لگ رہا تھا وہ اسے چڑا رہی تھیں ۔

تراب نے اپنی مٹھیاں بھینچیں ۔۔۔۔وہ کوئی سخت سے بات انہیں کہتا اس سے پہلے ہی نیچے سے دوبارہ آواز لگائی گئی ۔

بوبی باجی کریلے سستے دے رہا ہے لے لو ۔۔۔کڑوے نہیں ہے ۔۔

۔"ہم تو پہلے ہی کڑواہٹ کے عادی ہیں، زندگی نے میٹھا رہنے ہی کہاں دیا ہے جو کریلوں سے ڈریں؟"

وہ تراب کو دیکھ کر بولیں ۔

تراب اپنے غصے کو نگلنے کی کوشش کر رہا تھا ۔۔

اب تراب جلیل کو یہ دن بھی دیکھنے تھے ۔۔

کوئی انسان سکون سے یہاں کام نہیں کر سکتا۔۔۔

اسکا نام کالونی نمبر بارہ بہت غلط ہے یہ پاگلوں کی بستی ہے یہاں سب پاگل رہتے ہیں ۔

وہ مسلسل بڑبڑا رہا تھا ۔اس کے ملازموں کی کبھی جرت نہیں ہوئی تھی اس کے کمرے کی صفائی کرتے وقت اس کی موجودگی میں کوئی ارتعاش پیدا ہو مگر یہاں تو پوری مچھلی مارکیٹ جمع تھی ۔

"بیٹایہ بالکل سہی کہا تم نے۔۔۔ پاگلوں کی کالونی ہے یہ اب دیکھو نا، یہاں تمہاری ہی ایک کمی تھی، تم بھی پہنچ گئے ہمارے بیچ"۔

تراب کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔

بوبی آنٹی کی حاضر دماغی کے آگے کون ٹک سکتا تھا۔۔

نیچے سے دوبارہ آواز آئی۔

"باجی! لے لو نا، تازہ ہیں!۔"

ارے بھائی نہیں لینے کریلے تم دفع کیوں نہیں ہوتے یہاں سے ۔۔۔وہ دھاڑ کر بولا تو بیچارہ سبزی والا منہ لٹکائے وہاں سے اپنی ریڑھی کھسکا گیا۔۔

بوبی آنٹی نے تاسف سے سر ہلایا اور بولیں۔

"بیٹا، ایک بات تو بتاؤ ذرا! تمہاری ماں نے بچپن میں تمہیں ہری مرچوں کی گھٹی دی تھی کیا؟ کبھی منہ سے آگ برساتے ہو تو کبھی آنکھوں سے سب کو نگلنے کی کوشش کرتے ہو۔ یہ اخلاق کی کمی بچپن سے ہی ہے یا حال ہی میں دورہ پڑا ہے؟"۔

تراب نے کچھ کہنا چاہا مگر آنٹی نے ہاتھ کے اشارے سے اسے روک دیا اور سنجیگی سے بولیں۔

"وہ بھی تو اپنا کام ہی کر رہے ہیں، عزت کا رزق کما رہے ہیں۔ جس شور سے تمہارا کام ڈسٹرب ہو رہا ہے نا، اسی شور سے ان کے گھر کا چولہا جلتا ہے۔ یہ گلیوں میں پھیلی آوازیں دراصل زندہ

رہنے کی وہ دوڑ ہے جو ہر غریب کو روز لگانی پڑتی ہے۔ تمہیں صرف ان کا شور سنائی دیتا ہے، جبکہ مجھے ان کی وہ سخت محنت نظر آتی ہے جو وہ اپنے بچوں کا پیٹ پالنے کے لیے کر رہے ہیں۔"

تراب نے بے زاری سے اپنے بال نوچے اور چڑ کر بولا۔

"مجھے آپ کا یہ فلسفہ اور گیان نہیں چاہیے، آپ کی بہت مہربانی ہوگی بس دو مہینے کے لیے ان سب کو منع کر دیں کہ اس گلی کا رخ نہ کریں، میرا کام چوپٹ ہو رہا ہے۔"۔

وہ اکھڑپن سے بولا۔۔

بیٹا اگر یہ گلی میرے باپ کی ہوتی تو چلو پڑوسیوں کی سکون کے خاطر روک دیتی مگر پرابلم یہ ہے کہ یہ گلی کسی کے بھی باپ کی نہیں ہے نہ تمہارے نہ میرے ۔

اس غریب کو اپنا رزق کمانے دو تم اپنا کماو۔۔۔

تم بس اپنے کانوں کے بجائے اپنے دل کو فوکس میں رکھو، تو یہ آوازیں تمہیں عذاب نہیں، زندگی کی علامت لگیں گی۔۔۔۔ خوش اخلاقی تو زندگی کا حسن ہے اور آپ کی بول چال سے آپ کے ماں باپ کی پرورش بولتی ہے ۔

"شکر ادا کرو کہ اللہ پاک نے تمہیں اس ریڑھی والے کی جگہ نہیں رکھا۔ تمہارے لیے یہ وقتی مصیبت ہے کل پاسپورٹ ملے گا اور تم چلے جاؤ گے۔ مگر اس غریب کی تو یہی زندگی ہے... یہی دھوپ، یہی تھکن، اور انہی آوازوں کے بیچ وہ اپنا گھر چلا رہا ہے۔ تو کیا تم ذرا سا شور بھی برداشت نہیں کر سکتے؟"

تراب نے خاموشی بہتر سمجھی اس کے پاس کہنے کو کچھ نہ تھا۔۔۔ وہ بوبی آنٹی سے باتوں میں جیت بھی نہیں سکتا تھا اسے خود اس شور سے بچنے کا کوئی حل تلاش کرنا تھا ۔

بوبی آنٹی خطرناک قسم کا سچ بولتی تھیں... اور آج یہ سچ تراب جیسے بندے کی بولتی بند کر گیا تھا۔

وہ کیسے سمجھاتا کہ اس وقت وہ اس ریڑھی والے سے بھی زیادہ مفلوق الحال ہو چکا ہے؟ ایک ایسی اذیت ناک حالت، جہاں کہنے کو تو دامن میں بے حساب دولت تھی، مگر وہ اس کا ایک سکہ بھی اپنے سکون کے لیے استعمال نہیں کر سکتا تھا۔

زندگی بعض اوقات اس سراب جیسی ہو جاتی ہے جو دور سے دیکھنے والے کو خوب متاثر کرتی ہے مگر قریب جاؤ تو ریت کے ٹھیلے سوا کچھ نہیں ملتا۔ دنیا اکثر ظاہری چمک دمک کو دیکھ کر رشک کرتی ہے اور قسمت کی مثالیں دیتی ہے، پر کوئی نہیں جانتا کہ جو نظر آتا ہے، وہ ہمیشہ سچ نہیں ہوتا۔ باہر ایک کامیاب، مضبوط اور بااختیار انسان کا لبادہ اوڑھے بیٹھا انسان اور اس مہنگے لباس کے پیچھے ایک ایسا وجود چھپا ہو جو اپنے ہی اندرونی ملبے تلے دبا ہوتا ہے ۔ کبھی انسان ایک ایسی چمکتی ہوئی جھیل کی مانند ہوتا ہے جس کا پانی اوپر سے بالکل پرسکون دکھائی دیتا ہے ، مگر اس کی گہرائیوں میں صرف گھٹن، تنہائی اور مایوسی کے گہرے راز دفن ہوتے ہیں ۔

(لمحہ فکریہ)

"امی آپ بوبی خالہ سے ایک بار مل تو لیں۔"

حنان نے چائے کا کپ میز پر رکھتے ہوئے تھکی ہوئی آواز میں کہا۔

ریحانہ نے چونک کر حنان کی طرف دیکھا، چہرے پر ناگواری اور پرانی تلخی واضح تھی۔

"کیوں ملوں میں اس سے؟"

حنان نے بات سنبھالنے کی کوشش کی۔

"امی رشتہ داروں سے کیوں ملتے ہیں؟"۔

"بھول گئے ہو کیا کیا تھا اس نے؟"

ریحانہ کی آواز میں دکھ تھا ۔

"امی اس میں خالہ کا کیا قصور تھا یار ۔؟"

"تو پھر اس کی اولاد کا تو تھا نا ؟"

حنان نے نظریں چراتے ہوئے کہا ۔

"امی اب تو وہ بال بچوں والی ہوگی۔"

ماں نے تڑپ کر حنان کا چہرہ ہاتھوں میں لیا،۔

ہاں وہ تو بال بچوں والی ہو گئی ہوگی، مگر تم اب تک اپنے سینے سے وہی پرانا روگ لگا کر بیٹھے ہو۔۔

مان کیوں نہیں لیتے میری بات ؟شادی کر لو بیٹا میرا مرنا آسان کر دو ۔وہ روہانسی ہوئیں ۔

حنان نے بات ٹالنے کی کوشش کی۔

"امی ابھی نہیں کر لوں گا نا۔۔"

تو ٹھیک ہے میں بوبی سے تب ہی ملوں گی جب تم شادی کی حامی بھرو گے۔

ریحانہ نے حتمی لہجے میں کہا۔

حنان نے بے بسی سے اپنا سر دونوں ہاتھوں میں جکڑ لیا۔ اب کوئی ریحانہ بیگم کو کیسے سمجھاتا کہ محبت تو بس ایک بار ہوتی ہے، اور جو دل ایک بار اجڑ جائے، وہاں دوبارہ بستی نہیں بسائی جا سکتی۔ محبت کوئی قمیض تو نہیں جسے پرانی ہو جانے پر اتار کر پھینک دیا جاتا اور نئی خوشی پہن لی جائے ۔ وہ ایک ایسا ازلی روگ ہے جو روح کی گہرائیوں میں اتر جاتی ہے ، جہاں کسی دوسری محبت کی دستک کی گنجائش ہی باقی نہیں رہتی ۔

(لمحہ فکریہ)

جاوید مشکات کے سامنے کرسی پر ٹیک لگائے مغرور سے انداز میں بیٹھا مشکات کو اوپر سے نیچے تک گھور رہا تھا، ہونٹوں پر مکروہ سی مسکراہٹ تھی۔

مشکات کسی بھی انہونی کے لئے تیار تھی ۔

جاوید نے ایک لیٹر اس کے سامنے رکھا تھا --

"لو ---تمہاری موت کا پروانہ"

اور پھر وہی ہوا جس کا خدشہ مشکات کے دل میں کانٹے کی طرح چبھ رہا تھا۔

وہ جانتی تھی اس میں کیا ہے سو اسے کھولنے کی زحمت نہیں کی --

"اپنی اوقات دکھانے کا شکریہ سر --"

وہ دانت کچکچا کر بولتی اٹھ کھڑی ہوئی ----

"ہممم رسی جل گئی مگر بل نہیں گیا---"

کس بیس پر اتنا بھرم دکھاتی ہو آخر ہو کیا ایک معمولی سی عورت --

جاوید تکبر بھرے لہجے میں بولا ۔

"جب آپ جانتے ہیں کہ میں ایک معمولی سی عورت ہوں... تو پھر کیوں میرے پیچھے دم ہلاتے پھر رہے ہیں؟"

جاوید کا چہرہ یکدم سرخ پڑ گیا۔

"تم--- تم نے مجھے کتا کہا؟"

"میں نے تو کچھ نہیں کہا، آپ نے خود ہی اپنے لیے مطلب نکال لیا۔"

"تم اپنی اوقات بھول رہی ہو"

وہ غصے سے اس کی طرف بڑھا۔

مگر وہ ایک قدم بھی پیچھے نہ ہٹی۔

"نہیں--- اوقات تو آپ بھول گئے ہیں۔"

میں تو ایک عام سی عورت ہوں سر "۔"

مشکات پر سکون کھڑی رہی ۔

جاوید نے اپنے غصے کو کنٹرول کرتے ہوئے اپنی ٹون دوبارہ بدلی ۔

دیکھو مشکات... جاب تو تمہاری جا چکی ہے

مگر... وہ ذرا جھک کر بولا۔

اگر تم چاہو تو سب کچھ واپس بھی آ سکتا ہے... بلکہ اس سے بھی بہتر جاب میں تمہیں دے سکتا ہوں میری آفر قبول کر لو فائدے میں رہو گی سب کچھ ملے گا دولت بنگلا گاڑی ---

جاوید کی بات مشکات کی آنکھوں میں انگارے دہکنے لگے --

میں تھوکتی بھی نہیں ہوں ایسی دولت پر... جو مجھے اپنی عزت بیچ کر ملے۔ تم کیا سمجھتے ہو مجھے ؟

کوئی گری پڑی لڑکی ہوں ؟کوئی والی وارث نہیں میرا ؟؟؟

میں بھوکی مر جاؤں گی، مگر اپنی غیرت کا سودا نہیں کروں گی۔

جاوید زور سے ہنسا، اسے اس جواب کی پہلے ہی توقع ہو۔

ارے تم تو سیدھا آپ سے تم پر ہی اتر آئیں --- خیر

میں بھی دیکھتا ہوں... اس شہر میں تمہیں جاب دیتا کون ہے۔ ایک اشارہ کافی ہوتا ہے میرا--

مشکات نے بغیر جھجکے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا ۔

میرا اللہ اوپر بیٹھا ہے... تم فرعون بن کر مت بیٹھو۔ تم جیسے لوگوں کا انجام تاریخ نے بار بار دکھایا ہے۔۔میری فکر چھوڑو اپنی خیر مناؤ ۔

جاوید کا چہرہ یکدم تاریک ہوا ۔ وہ غصے سے کرسی سے اٹھا۔

وہ مشکات کے اور قریب بڑھا ۔۔

بیوقوف مت بنو مشکات کہاں در در کی ٹھوکریں کھاؤ گی اب لڑکیاں ایسی باتیں نہیں سوچتیں سنا ہے ایک بیمار ماں ہے اور ایک جوان بہن بھی پیسے نہیں ہوں گے تو کیسے پالو گی ۔۔۔ ہہہم ۔۔۔اس لئے یہ نیک پروین بننا بند کرو اور جیسا میں کہتا ہوں کرتی جاؤ ۔

جاوید نے اپنی نظریں مشکات کے ہاتھوں پر گاڑھ دیں ، دیکھو مشکات! کیوں اپنی جوانی برباد کر رہی ہو؟ ذرا اپنے ان ہاتھوں کو تو دیکھو، میری حسرت ہے کہ انھیں اپنی دسترس میں لے کر ان کی نزاکت کو خراجِ تحسین پیش کروں۔ تمہارے اس نقاب کے پیچھے چھپے ہوئے نقش۔۔۔

چٹاااااک۔۔۔

ابھی اس کی بات ادھوری ہی تھی کہ فضا میں ایک زوردار تھپڑ کی گونج سنائی دی اور جاوید کا جملہ اس کے حلق میں ہی دم توڑ گیا۔ مشکات کے گداز اور بے حد خوبصورت ہاتھ، جن کی مخروطی انگلیاں اور سرخ و سفید ہتھیلیاں کسی فن پارے کی مانند تھیں، غصے سے لرز رہی تھیں ۔ مشکات کی آنکھوں میں غصے کی تپش تھی جس نے سامنے والے کو ساکت کر دیا۔

کمرے کے باہر موجود اسٹاف سناٹے میں آ گیا۔ دروازہ آدھا کھلا تھا، اور یہ منظر سب نے دیکھ لیا تھا۔

اسی لمحے مشکات کے ذہن میں بجلی کے کوندے کی طرح تراب کی کہی ہوئی بات لہرائی۔

"مرنے والے تو ہاتھوں پر بھی مر جاتے ہیں---"

اس وقت اسے ان الفاظ کی شدت کا احساس ہوا کہ تراب نے کچھ غلط نہیں کہا تھا۔ اسے نا جانے کیوں اس وقت تراب پر شدید غصہ آگیا تھا جبکہ اس نے بات غلط نہیں کی تھی بس کہنے کا ڈھنگ اچھا نہیں تھا ۔

اسے اپنی اس حرکت پر شدید پشیمانی ہوئی جب اس نے غصے میں فائل اٹھا کر اس بیچارے کے منہ پر دے ماری تھی۔

تم ----- تمہاری اتنی جرت کے تم مجھے تھپڑ مارو --

نہیں چھوڑوں گا مشکات ---یاد رکھنا نہیں چھوڑوں گا

تم نے آج جتنی بدتمیزی کی ہے نا... اور جتنا مجھے اسٹاف کے سامنے ذلیل کیا ہے... یاد رکھنا، میں تمہیں چھوڑوں گا نہیں ۔

ابھی تو تم میرے ہاتھوں کی تعریف کر رہے تھے اب میرے ہاتھوں نے تمہارے چہرے کو خیراج تحسین پیش کر دیا ہے تو اتنا برا کیوں لگ رہا ہے ۔

یہ تھپڑ تمہاری اس گھٹیا سوچ کے لیے ہے عورت کو کمزور سمجھنے کی غلطی مت کرنا... ۔

جاوید نے دانت پیستے ہوئے اس کی طرف دیکھا، آنکھوں میں انتقام بھڑک رہا تھا۔

قسم کھاتا ہوں مشکات... تمہیں اس شہر میں جینے نہیں دوں گا! تم نے مجھے سب کے سامنے تھپڑ مارا ہے... اس کی قیمت چکاؤ گی۔

میں نے اپنے باپ کے مرنے کے بعد تم جیسے بہت سے گھٹیہ مرد دیکھے ہیں اور میرے اللہ نے مجھے تم جیسوں سے محفوظ رکھا ہے میرا یقین ہے کہ تم میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے ۔

تم جیسے اس دنیا میں کتے کی موت مرتے ہیں ان شاءاللہ تمہارا بھی وہی حشر ہو گا

مشکات نے ایک لمحہ بھی ضائع کیے بغیر دروازہ کھولا اور باہر نکل گئی۔ اس کے قدم مضبوط تھے اس نے کچھ غلط نہیں کیا تھا ۔

مشکات جیسی ہزاروں لڑکیاں اپنے گھر کی اکیلی کفیل ہوتی ہیں جاوید جیسے گدھ انھیں نوچنے کو تیار رہتے ہیں عورت اگر کمزور ہو گی تو یہ جاوید جیسے لوگ اسے مسل دیں گے مگر مشکات جیسی بہادر اور نڈر لڑکی پر ہاتھ ڈالنے سے پہلے جاوید ایک بار سوچے گا ضرور ۔

بہادر عورتیں تاریخ بدلتی ہیں وہ اپنی تقدیر خود لکھتی ہیں،اپنی عزت کا تحفظ خود کرتی ہیں۔وہ زمانے کی تلخیوں کو مسکراہٹ میں چھپا کر آگے بڑھنا جانتی ہیں اور اپنے آنسوؤں کو اپنی کمزوری نہیں، بلکہ اپنی سب سے بڑی طاقت بناتی ہیں۔۔وہ بھیڑ کا حصہ بن کر چلنے کے بجائے، اپنا ایک الگ راستہ چنتی ہیں۔ ان کا بھروسہ کسی انسان پر نہیں، بلکہ اپنی محنت اور اپنے رب پر ہوتا ہے۔

(لمحہ فکریہ)

میران شیرازی ابھی اپنی فائلز سمیٹ ہی رہا تھا کہ اس کے کیبن کا دروازہ کسی طوفان کی طرح کھلا۔ حریم اپنے مہنگے لباس کے ساتھ سامنے کھڑی تھی۔ اس کی آنکھوں میں وحشت تھی۔

کہاں ہے تراب جیسل؟ اس نے میز پر ہاتھ مارتے ہوئے چلا کر پوچھا۔ اس کے لہجے کی بدتمیزی میران کے صبر کا امتحان لے رہی تھی۔

میران نے نہایت سکون سے کرسی کی پشت سے ٹیک لگا لی۔

مجھے کیا معلوم؟۔۔ اس کی بیوی تو تم ہو وہ کہاں آتا ہے کس کے پاس رہتا ہے معلوم تو ہونا چاہیئے تمہیں ۔۔

میران کا انداز صاف مذاق اڑانے والا تھا ۔

بکواس مت کرو میران شیرازی مجھے معلوم ہے تم سب جانتے ہو یہ معصوم بننے کا ڈھونگ میرے سامنے مت کرو ۔

وہ جذباتی ہو رہی تھی ۔

مجھے معصوم بننے کی ضرورت بھی نہیں ہے حریم میں باخدا بہت معصوم ہوں --

وہ آنکھیں پٹپٹاتا اسے مزید سلگا رہا تھا ۔

میران شیرازی تمہاری بکواس سننے نہیں آئی یہاں مجھے تراب سے ملنا ہے کسی بھی طرح ۔

ایک وکیل کے آفس میں اس طرح بغیر اجازت گھسنے کی سزا جانتی ہو تم؟"

سزائیں انہیں سنانا جو تم سے ڈرتے ہوں، میران۔

حریم نے دانت کچکچائے۔

میری بات سنو... مجھے بس یہ بتا دو کہ تراب کہاں چھپا بیٹھا ہے؟

اس سے کہو کہ وہ مجھے قبول کر لے، میں سچ کہہ رہی ہوں میں سب ٹھیک کر دوں گی مجھے اس کی دولت نہیں چاہئے مجھے صرف تراب چاہئے

ہم دونوں مل کر اس سعد کو کچل دیں گے، میں اسے برباد کر دوں گی۔

میران کے لبوں پر اس کی باتیں سن کر تلخ مسکراہٹ نمودار ہوئی ۔

اچھا--کیسے برباد کرو گی سعد کو ؟ جیسے تم نے اور تمہارے اس انکل سعد نے مل کر تراب کو برباد کیا ہے؟

کسی کو ذلیل اور رسوا کر کے کونسی محبت کا ثبوت دینا چاہتی ہو تم ؟ تم ایک بار تراب کا ساتھ دیتیں شاید اس کے دل میں کچھ گنجائش نکل جاتی مگر یہ سب کر کے تم تراب کو کھو چکی ہو ---وہ اب تمہاری شکل بھی نہیں دیکھے گا --

حریم، تمہاری محبت جائیداد کی محتاج ہے اور تراب اب تمہارے کسی کھیل کا حصہ نہیں بنے گا۔

اور رہی بات اس کے پتے کی، تو میں واقعی نہیں جانتا کہ وہ کہاں ہے۔

"جھوٹ بول رہے ہو تم!۔ "

"ہاں تو وکیل ہوں اپنا کام کر رہا ہوں"

"وکیل ہو کر جھوٹ بولتے ہو تمہیں شرم نہیں آتی "

"اگر شرم کروں گا تو بار کونسل والے میرا لائسنس چھین لیں گے"۔

حریم نے غصے میں میز پر پڑا پیپر ویٹ اٹھا کر فرش پر دے مارا، جس کے ٹکڑے پورے کیبن میں پھیل گئے۔ "وہ تمہارے علاوہ کسی کے پاس نہیں جا سکتا۔ میں اسے ڈھونڈ نکالوں گی، اور جس دن وہ مجھے مل گیا، تم سب پچھتاؤ گے!۔"۔

حریم ہنگامہ کرتی ہوئی، دروازہ زور سے پٹختی باہر نکل گئی۔ میران کافی دیر تک ساکت بیٹھا اس ٹوٹے ہوئے شیشے کو دیکھتا رہا۔ وہ جانتا تھا کہ حریم اب خاموش نہیں بیٹھے گی اور اس کے آفس پر نظر رکھی جائے گی---

کالونی نمبر 12 جانا اب خطرے سے خالی نہیں ہے میران نے زیرِ لب بڑبڑایا ۔ اس نے فوراً اپنا فون اٹھایا اور تراب کا نمبر ڈائل کیا---

ہیلو، تراب؟ میری بات غور سے سنو۔ حریم ابھی میرے آفس سے نکلی ہے، وہ پاگل ہو چکی ہے۔ اب میرا وہاں آنا خطرہ بن سکتا ہے، شاید میرا پیچھا کیا جائے۔ اور تم... خدا کے واسطے اس گھر سے باہر قدم مت نکالنا۔ بوبی آنٹی کے پورشن میں ہی رہو، جب تک میں کوئی دوسرا راستہ نہیں نکال لیتا، تمہارا باہر آنا موت کو دعوت دینا ہے--

"اچھا تو اب تراب جیسل گھر میں پردہ کر کے بیٹھ جائے کل کہو گے چوڑیاں بھی پہن لو

----پھر مجرا بھی کروا لینا--"۔

وہ تلخی سے بولا ۔

"ہاں ویسے تجھ پر سوٹ تو کرے گا بس داڑھی ہٹوا لینا پیسے تھوڑے زیادہ مل جایئں گے "۔

"بکواس بند کر!۔ "

تراب غرایا۔

"اوکے کر لیتا ہوں مگر تو بھی تو عقل والا کام کر"

"ذلیل ہو کر زندہ نہیں رہ سکتا میں"

تراب کا جواب اسے سلگا گیا ۔

بیٹا یہ حقیقت ہے دولت کے بغیر نہ تیری کوئی پہچان ہے نہ اوقات اور نہ ہی تو کوئی کسی فلم کا ہیرو جو دس بارہ گولیاں بھی کھا کر زندہ رہے قل شل تو مجھے ہی کروانے پڑیں گے تیرے --اس لئے آرام سے گھر بیٹھ کر اپنے دشمن پر وار کر اسی میں سمجھداری ہے ۔

"گھٹیا انسان تو میرا دوست کم اور باپ زیادہ لگتا ہے"

تراب دانت پیس کر بولا ۔

"کیونکہ تُو حرکتیں بھی نالائق اولادوں والی کرتا ہے۔"

ویسے وہ نقاب والی ٹھیک کر گئی تیرے ساتھ کیا ضرورت تھی تجھے اس کے ہاتھوں پر بات کرنے کی ۔اتنی غیر ضروری بات تجھ سے متوقع نہیں تھی مجھے۔

میران افسوس کرتے ہوئے بولا ۔

"سچ کہا تو برا مان گئی"

گویا چور کی داڑھی میں تنکا۔

یہ بدتمیزی تھی جناب "۔"

"اچھا کیسے ؟ثابت کرو"

"عورت کا دل نازک ہوتا ہے تعریف پیار سے کی جاتی ہے"

"مگر میں نے تعریف نہیں تنقید کی تھی"

"تو نے کہا تھا کہ تمہارے ہاتھ بہت خوبصورت ہیں"

"تو یہ تعریف کیسے ہوئی مجھے سمجھا ؟"

"تراب تو پاگل ہے شاید"

"میں تجھے پاگل کر دوں گا اگر بات کلیر نہیں کرے گا"

"یار مجھے لگا تم ہاتھوں پر مر مٹے ہو"

"میرا دماغ خراب ہے جو راہ چلتی لڑکی پر مر مٹوں ؟"

"تو اس کے ہاتھ پر وہ سب کہنے کا کیا مطلب تھا؟ "

"احتیاط"

"کس سے ؟"

"مردوں سے"

"مرد تو تو بھی ہے"

"میرا مطلب خبیث مردوں سے ہے "

"اچھا تو کیا تو خبیث نہیں ہے؟"

"اگر ہوتا تو اسے ہاتھوں کو چھپانے کا نہیں کہتا"

"قصور تیری نظر کا ہے اس کے ہاتھوں کا نہیں"

"ڈھانپ لے گی تو مجھ جیسی بہت سی نظریں بھٹکنے سے بچ جایئں گی "۔

"اوہ... تو جنابِ عالی اب 'محافظِ نسواں' بن گئے ہیں؟"

"اپنا یہ گھٹیا مذاق بند کر میران!۔ "

"اگر اس لڑکی کو لگا کہ تو لائن مار رہا ہے"

"مجھے پرواہ نہیں وہ میرے بارے میں کیا سوچتی ہے"

تجھ سے کوئی نہیں جیت سکتا تراب اچھا سن سبین آنٹی سے ایک بار بات کر لے ---وہ بیمار ہو گئیں ہیں تیری جدائی میں کل رات فون بھی آیا تھا ---

میران اب اصل بات کی طرف آیا تھا ۔

وہ میری ماں نہیں ہیں وہ سعد کے بچوں کی ماں ہیں ۔

تراب نے بیزاری سے جواب دیا ۔

سبین آنٹی تجھے ڈھونڈ رہی ہیں تراب... وہ بہت پریشان ہیں--

تراب اپنی آنکھیں بند کر گیا---اسے اب کسی بھی رشتے سے انسیت نہیں رہی تھی ۔

میں بھی تو تراب کو ہی ڈھونڈ رہا ہوں میران ---

تراب نے تلخی سے کہا۔

"ان سے مل تو لے ایک بار---"

"کیا کروں مل کر؟"

تراب کی آواز میں برسوں کا کرب تھا۔ انہیں تو اپنے بیٹے سے زیادہ اس سعد پر یقین ہے، وہ شخص جس نے.....

تراب کے لبوں سے ایک غلیظ گالی نکلتے نکلتے رہ گئی۔

بہت تکلیف ہوتی ہے میران جب جن چہروں پر زندگی بھر کا بھروسہ لکھا ہو، وہی مصلحت کے لبادے اوڑھ کر آپ کی جڑوں کو کھوکھلا کرنے لگیں۔
بہت تکلیف ہوتی ہے میران جب وہ وجود جنہیں آپ اپنی کُل کائنات سمجھتے ہیں، جائیداد کے چند ٹکڑوں اور دنیاوی لالچ کی خاطر آپ کی آبرو کا جنازہ اٹھا دیں۔
بہت تکلیف ہوتی ہے یار یہ جان کر کہ جن ہاتھوں کو آپ نے مضبوطی سے تھاما تھا، وہی ہاتھ آپ کے خلاف جھوٹی گواہیاں تیار کر رہے ہیں۔۔مگر-----
لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ مجھے توڑ دیں گے، مگر وہ شاید بھول گئے ہیں کہ میں ان لوگوں میں سے نہیں جو ہمت ہار کر اپنوں کے دیے ہوئے زخموں کا ماتم کرکے بیٹھ جائیں۔ میں اس دنیا کو بتا دوں گا کہ میں "میں" کیوں ہوں۔ میری پہچان کسی کی عنایت یا کسی کے سہارے کی محتاج نہیں۔ میں اپنی ہمت خود ہوں، میرا سفر، میری منزل اور میرا راستہ... سب میری اپنی مرضی سے طے کرتا ہوں ۔ بہت تکلیف ہوتی ہے میران جب سائے کی طرح ساتھ چلنے والے رشتے اچانک اجنبی ہو کر پیٹھ میں خنجر اتار دیں۔
میں اب کسی کو اس بات کی اجازت نہیں دوں گا کہ وہ میرے سکون پر ڈاکہ ڈالے یا میری مجھے اپنے مفادات کے لیے استعمال کرے۔ خود کو ہیل کرنے کے لیے، ۔لیے میں خود ہی کافی ہوں جو آگ مجھے جلانے کے لیے لگائی گئی تھی، اب میں اسی کی تپش سے خود کو کندن بناؤں گا۔
میں وہ سورج ہوں جو اپنی تاریکیوں سے خود لڑ کر نکلتا ہے، میرا ہر زخم میری کمزوری نہیں، میری سب سے بڑی طاقت بنے گا۔
اس نے ایک گہری سانس لی، وہ اپنے اندر کی تمام گھٹن کو ہوا کے سپرد کر گیا ۔
میران فون پر خاموشی اختیار کر گیا ۔تراب اس وقت اپنی بھڑاس نکال رہا تھا اور تراب یہی چاہتا تھا

کہ وہ ہلکا ہو جائے ۔

کمرے میں صبح کی مدھم روشنی پھیل رہی تھی۔ نوال نے کانپتے ہاتھوں سے اپنے دوپٹے کو سمیٹ کر سینے پر پھیلایا ۔ اس کی آنکھوں کے گرد سیاہ ہلکے اور چہرے کی زردی رات بھر کی کہانی سنا رہے تھے۔ اس کی خوبصورتی ماند پڑ رہی تھی چہرے کی سرخ اور سفید رنگت میں اب پیلاہٹ تھی ۔ان دو سالوں میں نوال فاروقی نوال وہ والی نوال تو رہی نہیں تھی جو کسی کی بھی بولتی بند کر دیتی تھی ۔اب تو کوئی الجھی بکھری سی نوال تھی جو خود کو خود ہی میں تلاش کر رہی تھی ---وہ تیار ہو کر سیدھی بوبی آنٹی کے پاس گئی ۔

اماں! مجھے واپس جانا ہے گھر---

بوبی آنٹی نے حیرت سے چائے کا کپ میز پر رکھا۔ انھوں نے نوال کے پریشان چہرے کو دیکھا ۔

ہائے! تجھے کیا صبح سویرے ہوا ہے؟ رات کو تو آئی ہو، جانے کی اتنی جلدی کیوں؟ آرام سے رہو، چلی جانا۔

نہیں اماں--- جانا ہے بس۔ ابھی جانا ہے۔

نوال نے دروازے کی طرف دیکھا، جیسے اسے ڈر ہو کہ کوئی ابھی وہاں آ کھڑا ہوگا۔ اس کے لہجے کی سسکیاں چھپائے نہیں چھپ رہی تھیں۔بوبی آنٹی کا دل ہولنے لگا۔ انھوں نے آگے بڑھ کر نوال کے دونوں کندھے پکڑے، ان کی اپنی آنکھوں میں ایک بے بس ماں کی تڑپ ابھر آئی۔

کیوں ضد کر رہی ہو؟ اسد نے کچھ کہا ہے کیا؟

نوال نے تڑپ کر اپنی نظریں جھکا لیں۔ اسد کا نام سنتے ہی اس کے جسم میں ایک جھرجھری سی دوڑ گئی۔ خوف کی ایک سرد لہر اس کی ریڑھ کی ہڈی میں اتر گئی۔ وہ کچھ بولنا چاہتی تھی، مگر اسد

کے غصے، اس کی دھمکیوں اور اس کے خوف نے اس کی زبان پر جیسے تالے لگا دیے تھے۔ وہ چاہ کر بھی بوبی آنٹی کو وہ سب نہیں بتا پا رہی تھی جو اس پر گزر رہی تھی ۔

تو بتاتی کیوں نہیں کچھ میری بچی؟۔

بوبی آنٹی کی آواز بھر آئی ۔ انہوں نے نوال کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں اٹھایا۔ ان کے اپنے ہاتھ بھی کانپ رہے تھے۔ وہ جانتی تھیں کہ ان کی بیٹی کسی گہرے صدمے میں ہے، لیکن ایک ماں ہوتے ہوئے بھی وہ اسے اس خوف سے نکالنے میں خود کو بے بس محسوس کر رہی تھیں۔

ایک بار سچ بول۔۔۔ پھر دیکھنا اس اسد کو کیسا سیدھا کرتی ہوں۔

نوال نے نفی میں سر ہلایا۔ اس کی آنکھوں سے دو موٹے آنسو ٹپک کر بوبی آنٹی کے ہاتھوں پر گرے۔ وہ جانتی تھی کہ بوبی آنٹی اسد کا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں، الٹا اسد کا غصہ مزید بڑھ جائے گا۔ وہ صرف اپنی ماں کو اس آگ سے دور رکھنا چاہتی تھی اور خود اس خوف کے سائے میں واپس لوٹ جانے پر مجبور تھی۔

کمرے میں پھیلا حبس اور گھٹن اب اس کے سینے کے اندر اترنے لگی تھی۔ لیپ ٹاپ کی سکرین پر "99٪" کا ہندسہ تراب کے لیے فتح کا نشان تھا، اس کی انگلیاں بس سیو کا بٹن دبانے لگی تھیں بس وہ ایک بٹن اس کی زندگی دوبارہ بدلنے والا تھا جو کچھ سعد نے اس سے چھین لیا تھا وہ سب کچھ اس ایک بٹن سے دوبارہ حاصل ہونا تھا ۔

وہ جیسے ہی اس بٹن تک پہنچا، ایک جھٹکے سے کالی سیاہ خاموشی نے پورے کمرے کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ لائٹ تو جو گئی سو گئی وائی فائی راؤٹر کی وہ نیلی بتی، جو اس کی امید کی آخری کرن تھی، وہ بھی بجھ چکی تھی۔تُراب کا ہاتھ فضا میں معلق رہ گیا۔ چند ثانیوں بعد جب لیپ ٹاپ کی

بیٹری نے جواب دیا اور سکرین بند ہوگئی تو اسے محسوس ہوا جیسے کسی نے اس کے وجود پر پتھر برسا دیئے ہوں ۔

شٹ ،شٹ ،شٹ ----

تراب نے ایک ایک کر کے سب کچھ بکھیر دیا روبی تراب سے خوف کھاتی گرتی پڑتی سیدھی مشکات کے پورشن میں بھاگی ۔

تراب کی وہ محنت، وہ راتوں کا جاگنا، سب کچھ پل بھر میں دھوئیں کی لکیر بن کر اڑ گیا تھا۔

"نہیں--- ایسا نہیں ہو سکتا"

اسے اتنا بھی موقع نہ ملا کہ وہ فائل سیو کر لیتا ۔

اس نے دیوانگی کے عالم میں اپنے دونوں ہاتھ بالوں میں پیوست کر لیے اور انھیں اتنی زور سے نوچا کہ آنکھوں میں سرخی اتر آئی۔ یہ صرف ایک پروجیکٹ نہیں تھا، یہ اس کے لیے اس قید خانے سے رہائی کا پروانہ تھا۔

اسے اس "چڑیا گھر" سے نکلنا تھا جہاں ہر چہرہ اسے کسی سرکس کا تماشائی لگتا تھا۔ اسے اس کالونی کی در و دیوار سے وحشت ہورہی تھی، شدتِ جذبات سے مغلوب ہو کر اس نے اپنے سامنے دھرا لیپ ٹاپ اٹھایا اور پوری قوت سے صوفے پر پٹخ دیا۔

کیوں؟ میرے ساتھ ہی کیوں؟ ۔

مجھے نکلنا ہے یہاں سے ڈیم اٹ !!!!۔

اس کی آواز کمرے کی دیواروں سے ٹکرا کر واپس آئی تو اسے اپنی بے بسی پر رونا آگیا۔ وہ وہیں زمین پر ڈھیر ہو گیا، بس ایک قدم کا فاصلہ تھا، مگر تقدیر نے عین اس وقت ہاتھ کھینچ لیا جب وہ کامیابی کو چھونے والا تھا۔ اندھیرے کمرے میں اب صرف اس کی تیز ہوتی سانسوں کی آواز تھی

اور باہر ڈوبتے سورج کا سکوت، جو اسے چڑا رہا تھا کہ وہ اب بھی اسی سرکس کا حصہ ہے جس سے وہ بھاگنا چاہتا تھا۔ مگر شاید قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا ۔

تھکی ٹوٹی مشکات ابھی گھر لوٹی تھی۔ دن بھر کی دوڑ دھوپ اور آفس کی مصروفیات نے اس کے اعصاب کو شل کر دیا تھا۔ جیسے ہی اس نے لاؤنج میں قدم رکھا، اسے پورے گھر میں ایک عجیب اور گہرا سناٹا محسوس ہوا۔ یہ خاموشی غیر معمولی تھی۔اپنے بیگ کو صوفے پر رکھتے ہوئے اس نے چاروں طرف دیکھا اور آواز دی، اماں نوال اور عروہ کہاں ہیں؟ اور یہ لائٹ کب کی گئی ہوئی ہے ؟

مشکات کو گھر میں گھٹن اور گرمی کا احساس ہوا ۔

صحن کے کونے سے بوبی آنٹی دھیمے قدموں سے چلتی ہوئی لاؤنج میں داخل ہوئیں۔ ان کے چہرے پر ملامت اور بے بسی پھیلی ہوئی تھی۔

آپ کیوں گرمی میں اندر بیٹھیں ہیں گیلری میں چلیں وہاں ہوا تو ہے ۔مشکات انہیں گیلری میں لے آئی تھی جو اندھیرے میں ڈوبی ہوئی تھی چاند کی ہلکی سی روشنی گیلری سے ہوتی ہوئی رات کی رانی پر پڑتی مشکات کے دل کو ٹھنڈک پوہنچا گئی ۔

اس نے بوبی آنٹی کو کرسی پر بیٹھایا ۔

نوال تو بیٹا چلی گئی اپنے سسرال... عروہ اسے ہی چھوڑنے گئی ہے۔اور لائٹ کو گئے دو گھنٹے ہو گئے ۔ بیٹری بھی سمجھو ختم ہونے والی ہے

بوبی آنٹی نے ٹوٹے ہوئے لہجے میں مشکات کو آگاہ کیا۔

"کیا؟ چلی گئی نوال؟"

مشکات کو دھچکا لگا تھا۔ اس کی آنکھیں حیرت اور غصے سے پھیل گئیں۔

میں نے منع کیا تھا ابھی کچھ دن اسے رکھیں یہاں، پھر آپ نے اسے کیوں جانے دیا؟

مشکات کا دل جیسے ڈوبنے لگا۔ نوال کبھی جو اس کی سن لے۔ وہ ہمیشہ اپنی مرضی کرتی تھی اور آج بھی وہی ہوا تھا۔

"بیٹا! وہ کچھ بتاتی بھی تو نہیں "

بوبی آنٹی کی آواز بھر آ گئی۔

میں تو پوچھ پوچھ کر تھک گئی ہوں، وہ اسد کے خلاف ایک لفظ نہ سنتی ہے نہ بولتی ہے۔ کاش! وہ حنان کے لیے مان جاتی، اس سے شادی کر لیتی تو مجھے ایک بیٹی کی طرف سے تو سکون ہوتا۔

بوبی آنٹی کی آنکھیں بھیگ گئیں۔ وہ اپنی چادر کے پلو سے آنسو صاف کرنے لگیں۔

اماں کی بات مشکات کے دل میں کہیں چبھی تھی۔ اس نے تڑپ کر اپنی ماں کی طرف دیکھا۔

اماں! ایک بیٹی مطلب؟ مجھ سے اور عروہ سے کوئی شکایات ہے کیا؟

بوبی آنٹی نے نظریں چرا لیں۔

نہیں تم--- تم شادی کیوں نہیں کر رہی؟ کیا مل رہا ہے یہ دن رات باہر دھکے کھا کر؟

اس نے گہرا سانس لیا اور اپنے چہرے پر پھیلی تھکن کو سمیٹنے کی ناکام کوشش کی۔

اماں! آپ کو لگتا ہے میں باہر دھکے شوق سے کھا رہی ہوں؟۔

اگر میں باہر نکل کر یہ 'دھکے' نہ کھاؤں، تو اس گھر کا کچن کیسے چلے گا؟ عروہ کی کالج کی فیس کہاں سے آئے گی؟ اور نوال کی شادی پر جو قرض چڑھا ہے، اسے کون اتارے گا؟

بوبی آنٹی نے تڑپ کر بیٹی کی طرف دیکھا۔ ان کا مقصد مشکات کا دل دکھانا نہیں تھا، وہ تو بس ایک ماں کی ممتا کے ہاتھوں مجبور تھیں ۔

"میرا وہ مطلب نہیں تھا مشکو"

بوبی آنٹی کے منہ سے مشکات کے لیے "مشکو" کا نام نکلا، تو تراب کی ہنسی نکل گئی۔ اس سنجیدہ اور جذباتی ماحول میں یہ نام اسے بڑا عجیب اور پُرلطف لگا تھا۔ اس نے اپنے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ کر اپنی ہنسی کو وہیں روکا۔ گیلری میں پھیلے اسی اندھیرے کی وجہ سے مشکات کو کانوں کان خبر نہ ہو سکی کہ کوئی اس کے نام کا مذاق اڑا رہا ہے ۔ گیلری کے گھپ اندھیرے میں تراب زمین پر روبی کے ساتھ بیٹھا لائٹ کے آنے کا انتظار کر رہا تھا ۔ روبی کے فر میں انگلیاں چلاتے ہوئے وہ بڑی خاموشی سے ان دونوں کی باتیں سن رہا تھا۔ لاؤنج سے آنے والی روشنی کا ایک ہلکا سا ہالہ گیلری کے فرش پر پڑ رہا تھا، لیکن وہاں بیٹھا تراب مکمل طور پر اندھیرے کے حصار میں تھا۔

اماں، نوال نے اپنی مرضی کی، اسد کو چنا۔ کیا ملا اسے شادی کر کے ؟ کونسی نہریں نکل آئیں ہیں اس کے لئے ؟یا اسد نے چاند ستارے لا کر اس کی گود میں ڈال دیئے ہیں اپنے شوہر کے ہاتھوں سے پٹنے سے بہتر میں کنواری مر جاؤں ۔

اندھیرے میں بیٹھے تراب نے جب مشکات کا یہ تیکھا اور بے باک جملہ سنا تو پھر مسکرا اٹھا ۔

"روبی یہ جس سے شادی کرے گی اس کا اللہ حافظ"

کچا چبا جائے گی اسے --- تراب کی بات پر روبی ہلکا سا غرائی ۔

گیلری کے اندھیرے نے ایک بار پھر تراب کی اس گستاخانہ سرگوشی کو مشکات کی سماعتوں سے دور رکھا۔

مشکو سارے مرد ایک جیسے نہیں ہوتے تم دیکھنا جس سے تمہاری شادی ہو گی وہ تمہارے سارے غم سمیٹ لے گا ۔

"وہ مجھے اور غمگین کر دے گا"

"بیٹا میں چاہتی ہوں تم اپنے بارے میں سوچو"

"اماں سوچ کر بتا تو دیا ہے آپ روز شادی نامہ کھول لیتی ہیں"۔

"مشکات تو اسے بھولی نہیں ؟"

"میرے پاس کسی کو یاد کرنے کا وقت نہیں ہے"

"تو پھر کیوں زندگی خراب کر رہی ہو"

"جسے آپ زندگی خراب ہونا کہتی ہیں وہ میری آزادی ہے "۔

"ہائے دفع مار ایسی آزادی جو انسان کو تنہا کر دے"

"تنہائی، شوہر کے ہاتھوں ملنے والی ذلت سے ہزار گنا بہتر ہے"۔

تراب مشکات کے جواب پر چونکا ۔

کتنا تلخ سوچتی ہے یہ لڑکی مردوں کے لئے ۔ بیوقوف عورت ۔

مشکات سب مرد ایک جیسے نہیں ہیں وہ جمیلہ بتا رہی تھی اس کے پاس ایک بہت اچھا رشتہ ہے

لڑکے کا اپنا کاروبار ہے تم ہامی بھرو تو میں بات کروں --

بوبی آنٹی نے ڈرتے ڈرتے ذکر کیا تھا کہیں مشکات بھڑک ہی نہ جائے ۔

ایک تو میں آپ کو اس جمیلہ سے بہت پریشان ہوں ان کو اور کوئی کام نہیں ؟؟؟بس آپ کے

ساتھ لگی رہتی ہیں ۔

اسے مشکات کے مردوں کے بارے میں یہ نظریات سن کر شدید حیرت ہوئی تھی۔

"لگتا ہے اس کے دماغ کا کوئی پرزہ ہی ڈھیلا ہے۔"

وہ ہلکا سا بڑبڑایا ۔

"مشکات ...سب مرد ایک جیسے نہیں ہوتے بیٹا۔ وہ... وہ جمیلہ بتا رہی تھی کہ اس کے پاس

ایک بہت اچھا رشتہ ہے ! لڑکے کا اپنا کاروبار ہے، کھاتا پیتا خاندانی گھرانہ ہے، شکل و صورت

بھی اچھی ہے۔ تم ایک بار ہامی بھرو تو میں آگے بات کروں؟"۔

بوبی آنٹی نے اتنی معصومیت سے کہا جیسے کسی بارود کے ڈھیر کے پاس ماچس جلا رہی ہوں۔

اماں ایک تو میں جمیلہ آنٹی سے بہت تنگ ہوں ۔ آپ کیوں ہمارے گھر کی باتیں اس عورت سے کرتی ہیں؟

پورے محلے کا ڈیٹا تو ان کے پاس پہلے ہی ہوتا ہے، اب ہمارے گھر کا بھی وہ باہر جا کر بتائیں گی؟

مشکات نے ماتھے پر تیوریاں چڑھا کر غصے سے کہا ۔

بوبی آنٹی خاموش ہو گئیں جانتی تھیں اب اولاد بڑی ہو گئی ہے ان کی کون سنے گا ۔

روبی یہ تو بہت گندی بچی ہے، دیکھو اپنی ماں کو کیسے سیڈ کر دیا۔

تراب کے دھیمے لہجے میں کہنے کی دیر تھی کہ روبی نے اندھیرے میں ایسے سر اٹھا کر تراب کو دیکھا جیسے اسے انسانوں کی ایک ایک بات سمجھ آتی ہو۔اس نے تراب کی گود سے چھلانگ لگائی اور سیدھا گیلری سے نکل کر مشکات کی طرف دوڑ پڑی۔

"اییییئیی--"

مشکات، جو ابھی جمیلہ آنٹی پر غصہ نکال رہی تھی، اچانک اپنے پیروں کے پاس ایک سفید آفت کو آتے دیکھ کر اچھل پڑی ۔ اس کی فلک شگاف چیخ گونجی۔ "یہ... یہ منحوس ابھی تک زندہ ہے؟

مشکات نے خوف اور کراہت کے مارے اپنے دونوں پیر اوپر کرسی پر کر لیے مگر روبی دم ہلا ہلا کر مشکات کے کپڑوں کو منہ میں دبانے کی کوشش کر رہی تھی۔

"ہائے اللہ مشکات، اتنی پیاری سی تو ہے یہ...انسانوں سے نہیں تو کم از کم جانوروں سے ہی محبت کر لو -- اور ذرا آہستہ بول، اس کے مالک کو برا لگے گا۔

بوبی آنٹی نے گھبرا کر مشکات کو خاموش کروانے کی کوشش کی اور گیلری کے اندھیرے کی طرف دیکھا جہاں انہیں لگ رہا تھا کہ تراب موجود ہو سکتا ہے۔

مالک کون سا کم ہے؟ وہ بھی اسی کی طرح ڈھیٹ ہے ۔ مشکات نے کرسی سے پیر نیچے کرتے ہوئے غصے سے کہا۔

دونوں نے مل کر میرا جینا حرام کیا ہوا ہے۔گیلری کے اندھیرے میں دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھا تراب اپنی اس شاندار 'تعریف' پر عش عش کر اٹھا۔

تراب کا دل تو چاہا کہ وہ اسی وقت اندھیرے سے نکلے، بال سنوارتا ہوا اس کے سامنے آئے اور کوئی ایسا کرارا جواب دے کہ مشکات کا منہ کھلا کا کھلا رہ جائے۔ مگر وہ مجبور تھا۔ وہ بالکل ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا کہ وہ پچھلے آدھے گھنٹے سے یہاں چھپ کر خواتین کی خفیہ باتیں سن رہا تھا ۔ اس کی چوری پکڑی جاتی۔ اس لیے اس نے اپنے دانت بھینچ کر خود کو وہیں روکے رکھا، جبکہ روبی مشکات کا جینا حرام کیے ہوئے تھی۔

اماں اس کو چلتا کریں یہاں سے میں تو کہتی ہوں نیچے ہی پھینک دیں ۔

ہائے ہائے مشکات! خدا کا خوف کر، بے زبان جانور ہے، ایسے نہیں کہتے بوبی آنٹی نے آگے بڑھ کر روبی کو گود میں اٹھا لیا ۔

گیلری کے گھپ اندھیرے میں بیٹھے تراب نے جب مشکات کی نیچے پھینکنے والی دھمکی سنی، تو اس نے دانت پیس کر ہوا میں مکہ لہرایا۔

نیچے پھینک دے گی میرے روبی کو؟ خود کو پتا نہیں کیا سمجھتی ہے یہ جنگلی عورت ذرا سامنے آئے تو بتاتا ہوں...

تراب نے دل ہی دل میں غصے کے ابال اٹھ رہے تھے اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ مشکات

کو نیچے پھینک دیتا۔

کون کس کو پھینک رہا ہے ذرا مجھے بھی تو بتائیں ؟

چند لمحوں بعد عروہ بھی نوال کو چھوڑ کر واپس آگئی اس کا چہرہ پسینے سے شرابور تھا اور وہ اپنے دوپٹے سے ہوا جھل رہی تھی۔۔

اف اماں ابھی تک لائٹ کیوں نہیں آئی؟ باہر اتنی گرمی ہے اور گھر میں پورا حبس ہوا پڑا ہے۔

روبی آنٹی نے عروہ کو دیکھا اور کچن کی طرف بڑھ گئیں۔ میں ذرا کچن سے تمہارے لیے ٹھنڈا پانی لاتی ہوں۔

عروہ نے کرسی پر گرتے ہوئے ہینڈ بیگ ایک طرف رکھا۔ روبی نے عروہ کو دیکھ کر اس کی طرف جمپ لگائی ۔ وہ دم ہلاتی ہوئی عروہ کے پیروں کے پاس گول گول چکر لگا رہی تھی ۔

ارے ۔۔پیاری بلی ادھر تو آو ذرا ۔۔۔۔عروہ نے اسے جھٹ گود میں لیا اور چار پانچ پپیاں لے ڈالیں ۔۔۔

مشکات کو ابکائی آئی ۔

چھی،۔۔عروہ کتنی گندی ہو تم اتنے قریب مت کرو اسے بیمار ہو جاؤ گی پتا نہیں کس جنگل سے اسے اٹھا کر لایا ہے اس آوارہ کو ۔

مشکات کی آگ پیچھے گیلری میں بیٹھے اس نفوس کے دل میں مزید آگ بھڑکا گئی ۔۔۔

اس کی مہنگی ترین بلی کو جس کی ویکسینیشن کا خیال وہ اپنی صحت سے زیادہ رکھتا تھا اسے آوارہ بلی بول رہی تھی ۔۔۔

باجی اتنی معصوم سی ہے دیکھیں کیسے گود میں چپک کر بیٹھتی ہے اور یہ کوئی آوارہ بلی نہیں ہے یہ نایاب نسل ہے اچھی خاصی مہنگی ۔۔۔

مجھے مت بتاؤ بلی بلی ہی ہوتی ہے خیر تم بتاؤ نوال کیوں چلی گئی جلدی ؟

مشکات کا خیال اسی میں اٹکا ہوا تھا ۔

اسد بھائی نے دروازہ کھولا تھا نہ سلام لی نہ سلام کا جواب ۔

عروہ نے گہری سانس لیتے ہوئے بتایا ۔

"پھر"

مشکات کی سانس سینے میں اٹک گئی ۔

پھر کیا ہمیشہ کی طرح وہ ڈھیٹ بنتی ہوئی خود ہی اپنا سامان اٹھا کر اندر چلی گئی ۔

اسد سے شادی کر کے نوال نے اپنی زندگی خراب کر لی اور اب اس کے ساتھ اور مزید اس کے ساتھ رہ کر اپنی زندگی کو تباہ کر رہی ہے ---

عروہ کی بات پر مشکات نے گہرا ہنکار بھرا ۔

وہ خود کو سزا دے رہی ہے وہ سمجھتی ہے اس کی بہن بہت کمزور ہے اس کا بوجھ نہیں اٹھا سکتی ۔ خیر تم بتاؤ کسی کمپیوٹر ٹیچر کا بندوبست ہوا جو تمہیں آگے پڑھا دے؟

عروہ نے مایوسی سے نفی میں سر ہلایا۔

نہیں باجی--- جو بھی اچھے ٹیچرز ہیں، وہ بہت زیادہ فیس مانگ رہے ہیں۔ اتنی فیس تو ہمارے بجٹ سے بالکل باہر ہے--

مشکات کے چہرے پر اداسی کی گہری پرچھائیاں اتر آئیں۔ اس نے ارد گرد دیکھا اور بہت ہلکی آواز میں کہا

فیس تو اب ویسے بھی نہیں دی جا سکتی عروہ--- میری جاب چلی گئی ہے۔

"کیا؟؟ کیوں باجی؟"

عروہ نے حیرت اور صدمے سے اونچی آواز میں پوچھا۔

آہستہ بولو! اماں سن لیں گی،" مشکات نے فوراً عروہ کے منہ پر ہاتھ رکھا اور کچن کی طرف دیکھا۔

جب یقین ہو گیا کہ بوبی آنٹی اندر ہی ہیں، تو اس نے جاوید کی پوری کہانی عروہ کو سنائی کہ کس طرح اس کے باس جاوید نے آفس میں اس کے ساتھ بدتمیزی کرنے کی کوشش کی، اور جب مشکات نے اسے تھپڑ مار کر نوکری کو لات مار دی، تو جاوید نے الٹا اس پر بدتمیزی کا الزام لگا کر اسے ٹرمینیٹ کر دیا۔کہانی سناتے سناتے مشکات کی آنکھیں نم ہو گئیں، لیکن اس نے خود کو سنبھالا۔

تراب یہ سب سن کر شاکڈ ہوا ۔

اسے تو اندازہ ہی نہیں تھا کہ اکیلی عورتوں کی زندگی اتنی مشکل ہوتی ہے انہیں اتنا کچھ برداشت کرنا پڑتا ہے ۔اس کے اپنے آفس میں کتنی لڑکیاں تھیں مگر آج تک اس نے کبھی کسی کو نگاہ بھی اٹھا کر نہ دیکھا ۔۔

اسے افسوس بھی ہوا اور دکھ بھی ۔

اسی لیے کہتی ہوں عروہ۔ اپنے لباس پر توجہ دو۔ کیا ہر وقت جینس ٹی شرٹ میں گھومتی رہتی ہو؟ باہر کے مرد بہت گندے ہیں، ان کی نظریں نوچ لینے والی ہوتی ہیں۔

مشکات اب اسے سمجھا رہی تھی ۔

عروہ نے کچھ دیر مشکات کے چہرے کو دیکھا، پھر معصومیت سے پوچھا۔

"باجی--- کیا آپ نے جاوید کے سامنے جینس پہنی تھی؟"۔

جب سے آپ نے جاب سٹارٹ کی آپ مکمل حجاب میں باہر نکلتیں ہیں تو کیا مردوں نے آپ کو چھوڑا ؟؟

مشکات کا لاجواب ہو گئی۔

یہ آپ تھیں جو صرف ایک تھپڑ لگا کر آگئیں میں تو اس کے قل کروا کر نکلتی ۔

میں اس جاوید کو نہیں چھوڑوں گی اس کی اتنی جرات کیسے ہوئی؟

وہ جذباتی ہو رہی تھی ۔۔۔

تم کچھ نہیں کرو گی سمجھیں میں کل کمال انٹرپرائزز میں انٹرویو دینے جارہی ہوں دعا کرو مجھے جاب مل جائے بس ۔ مشکات کا لہجہ بھیگا ہوا تھا ۔

پیچھے موجود تراب کے لبوں پر ایک مبہم اور گہری مسکراہٹ ابھر آئی۔ وہ جانتا تھا کہ کمال انٹرپرائزز کا مالک تو میران کا دوست ہے۔وہ اپنے مخصوص، دھیمے لہجے میں گویا ہوا ۔

"دلچسپ۔۔۔"

اس کے ہاتھوں کی انگلیاں اب میران فون پر میران کا نمبر ڈائل کر رہی تھیں ۔۔۔ اسے معلوم تھا کہ اسے کیا کرنا ہے ۔

نوال خاموشی سے اپنا سامان لئے کمرے میں چلی گئی ۔کسی نے اس کے سلام کا جواب نہیں دیا ۔۔۔

وہ اس ذلت اور تذلیل کی عادی تھی ۔۔۔

اسد نے اس کی طرف دیکھنا بھی گوارہ نہ کیا ۔

وہ کافی دیر کمرے میں بیٹھی رہی جب اسد نہیں آیا

اسے بھوک بھی لگ رہی تھی اب اس سے مزید برداشت نہیں ہو رہا تھا ۔

اس نے باہر نکلنے کا فیصلہ کیا ۔

نوال نے جیسے ہی کمرے کا دروازہ کھولا، سامنے ہال سے آتی ہوئی آوازوں نے اس کے قدم جکڑ لیے۔ اسد کی ماں صوفے پر بیٹھی، غصے اور بے صبری سے اپنے بیٹے کا ہاتھ تھامے ہوئے تھیں
۔

دیکھو اسد مجھے یہ لڑکی پہلے دن سے پسند نہیں تھی تیری ضد کی وجہ سے میں مان گئی اب تو کیا چاہتا ہے تیری اولاد دیکھے بغیر مر جاؤں ؟

"میں کب انکار کر رہا ہوں یار؟ اولاد کی خواہش کسے نہیں ہوتی؟ اور دوسری شادی میرا حق ہے... مگر نوال کو نہیں چھوڑوں گا، میں بتا رہا ہوں۔"

اسد نے جیسے فیصلہ نہیں، نوال کی زندگی سنائی تھی۔

"کون سا منتر پھونکا ہے اُس چڑیل نے تجھ پر؟"

سعدیہ بیگم غصے سے چلائیں۔

"میری بھانجی اُسے کبھی برداشت نہیں کرے گی اسد! اور بانجھ عورت کسی کام کی نہیں ہوتی بیٹا... وہ خاندان میں دیمک کی طرح سب کچھ چاٹ جاتی ہے۔ جان چھڑوا لے اُس سے۔"۔

ہر لفظ نوال کے وجود پر ہتھوڑے کی طرح لگا تھا۔

دروازے کے پیچھے کھڑی نوال نے بے اختیار اپنے سینے پر ہاتھ رکھا۔ سانس جیسے اندر ہی کہیں اٹک گئی تھی۔ آنکھیں جلنے لگیں۔

تو یہ تھی وجہ....

اسی لیے اسد بدل گیا تھا۔

آج اُسے اپنا "حق" یاد آ رہا تھا....

مگر دو سال سے جو وہ نوال کے حق چھینتا آیا تھا، اُن کا حساب کون دیتا؟

نوال کے قدم لڑکھڑائے اور وہ وہیں زمین پر بیٹھتی چلی گئی۔

وہ عورت... جس نے اس گھر کے لیے اپنی ہنسی، اپنی خواہشیں، اپنی نیندیں تک قربان کر دی تھیں... آج صرف ایک لفظ میں تول دی گئی تھی۔

"بانجھ..."

وہ زمین پر بیٹھتی چلی گئی ---

جو عورت مرد کو ایک اولاد نہ دے سکے وہ ادھوری ہوتی ہے مگر جو مرد عورت کو اپنی وفا نہیں دے سکے وہ ادھورا کیوں نہیں کہلاتا ؟-- مرد کو اس کا حق یاد رہتا ہے مگر سانس لیتی عورت نظر کیوں نہیں آتی جو اپنا سب کچھ چھوڑ کر اس کے گھر آتی ہے ۔ کیا مرد کے لئے اتنا ہی آسان ہے بے وفائی کرنا ۔؟

کیا مرد کو ایک بار بھی بے وفائی کرتے ہوئے برا نہیں لگتا ؟کیا مرد کو ایک بار بھی اس عورت کا خیال نہیں آتا جو اپنا تن من سب کچھ اس پر وار کر اسے اپنا سارا جہان مان لیتی ہے ۔؟کیا مرد کے لیے دوسری عورت کی طرف بڑھنا واقعی اتنا آسان ہوتا ہے؟--کیا مرد کبھی سوچتا ہے کہ جس عورت کو وہ نظر انداز کر رہا ہے، اُس نے اپنی کتنی خواہشیں دفن کی ہوں گی؟----کیا مرد کو ایک لمحے کے لیے بھی احساس نہیں ہوتا کہ اُس کی بے وفائی کسی عورت کے یقین کو مار دیتی ہے؟

کیا محبت صرف عورت کو ہی نبھانی ہوتی ہے؟ مرد کا کام صرف حق جتانا ہے؟--

(لمحہ فکریہ)

نوال کی آنکھوں میں گزرے وہ پل گزر رہے تھے جب ایک مرد نے ایک عورت کو یہ یقین دلایا تھا کہ وہ اس دنیا کی پہلی اور آخری عورت ہے جو اس کے دل پر حکمرانی کرتی ہے ،اسے وہ مرد

یاد آیا جو کہتا تھا نہ تم سے پہلے کوئی نہ تمھارے بعد کوئی اور ،پھر اس مرد نے یہ بھی تو کہا تھا کہ حالات چاہے جیسے بھی ہوں وہ ہمیشہ ڈھال بن کر کھڑا رہے گا ---کونسا مرد جھوٹا ہے پہلے والا یا اب والا ؟؟؟یہ فیصلہ مشکل تھا ۔

نوال کو لگا اس کا دماغ پھٹ جائے گا ---وہ اپنا کرچی کرچی ہوتا وجود سمبھالتی اپنے قدم واپس اپنے کمرے کی طرف موڑ گئی تھی اسے اب بہت سے فیصلے کرنے تھے ۔

اسد کمرے میں آیا تو نوال صوفے پر کسی بے جان مجسمے کی طرح ساکت بیٹھی تھی۔ اسد نے تڑپ کر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تو نوال نے جھٹکے سے اس کا لمس جھٹک دیا۔

وہ حیران ہوا مگر اپنی مردانگی پر چوٹ اسے کہاں برداشت تھی ۔

ناراض تو مجھے ہونا چاہئے کس بات کا سوگ منا رہی ہو تم ؟

"عورت ہونے کا"

نوال نے سپاٹ جواب دیا ۔

اسد نے برا سا منہ بناتے ہوئے اسے دیکھا ۔

"دماغ خراب ہوجاتا ہے تمہارا جب بھی اپنے گھر جاتی ہو۔ آج کے بعد تم وہاں نہیں جاؤ گی، سمجھیں؟"

اسد نے سختی سے نوال کا چہرہ اپنی طرف موڑا مگر نوال نے فوراً اُس کا ہاتھ جھٹک دیا۔

"پاگل ہوگئی ہو کیا؟ لگاؤں دو تین تھپڑ؟"

اسد دانت پیس کر بولا۔ وہ خود کو قابو میں رکھ رہا تھا کیونکہ اس وقت وہ کوئی تماشا نہیں چاہتا تھا۔

نوال نے اُس کی دھمکی سنی... مگر پہلی بار خوفزدہ نہیں ہوئی۔

"مجھے یہ کمرہ کب خالی کرنا ہے ؟"

اسد کے چہرے کا رنگ اڑ گیا۔

"ک... کیا مطلب ہے تمہارا؟"

وہ حیرت سے نوال کو دیکھ رہا تھا۔ آج اُس کے چہرے پر نہ آنسو تھے، نہ منت... صرف سرد خاموشی تھی۔

"میرا مطلب صاف ہے۔ دوسری شادی کب کر رہے ہیں ؟"

"تم سے کس نے کہا؟"

"عورت کو اپنے مرد کی بدلتی ہوئی نظر بتا دیتی ہے کہ اُس کی زندگی میں کوئی اور آچکا ہے... مجھے کسی کے بتانے کی ضرورت نہیں پڑی اسد۔"۔

"فضول باتیں مت کرو نوال۔"

اسد جھلایا۔

"فضول؟"

نوال نے نم آنکھوں کے باوجود مضبوط لہجے میں کہا۔

"فضول تو وہ دو سال تھے اسد... جب میں آپ کی محبت کو سچ سمجھتی رہی۔"۔

"تمہیں آرام کی ضرورت ہے -- سو جاؤ"

اسد نے نظریں چرائیں ----

کیا کل تک کا دن ہے میرے پاس ؟"۔"

نوال کے سوال اسد کو سلگا رہے تھے ---وہ اسے ایسے نہیں بتانا چاہتا تھا ---اس نے تو اس کے ارد گرد محبت کا جال بن کر اسی کے منہ سے سننا تھا مگر یہاں تو سب الٹا ہو گیا تھا ---

"سنو نوال دوسری شادی گناہ نہیں میرا حق ہے"

"میں نے تو روکا ہی نہیں آپ کو ۔۔شوق سے کریں"

"نوال بس کرو"

"میں نے کہا نا دوسری شادی میرا حق ہے "

"اور میرا حق؟"

نوال نے فوراً سوال کیا۔

"احترام... توجہ... محبت... وفاداری... اُن کا کیا؟ یا وہ صرف نکاح کے دن کے وعدے تھے؟"۔

اسد خاموش ہوگیا۔

میں تمہیں چھوڑ نہیں سکتا"۔"

اسد کی آواز میں پہلی بار بے بسی تھی۔

نوال چند لمحے اُسے دیکھتی رہی، پھر ہلکے سے ہنسی...۔

"چھوڑ تو آپ نے مجھے اُسی دن دیا تھا اسد...۔

جب پہلی بار مجھ پر ہاتھ اٹھایا تھا۔"۔

اسد کے چہرے پر ناگواری ابھری۔

"میں انصاف اور اعتدال کروں گا۔"

نوال بے اختیار ہنس پڑی۔

ایک بیوی کے ساتھ تو انصاف کر نہ سکے دو کے ساتھ کیسے کریں گے ؟

"دیکھو نوال، بات کو مت بڑھاؤ۔ میں مجبور ہوں۔"

"میں تو آپ کی مشکل آسان کر رہی ہوں"

اسد نے جھنجھلا کر ہاتھ بالوں میں پھیرا۔

"آخر کیا برائی ہے دوسری شادی میں؟"

"آپ میری طرف سے تیسری اور چوتھی بھی کر لیں"

"نوال! مجھے جانور بننے پر مجبور مت کرو"

"آپ بھی مجھے کمزور سمجھنے کی غلطی مت کریں۔"

وہ سیدھی اُس کی آنکھوں میں دیکھ کر بولی۔

"نوال، پیار سے سمجھا رہا ہوں۔ مجھے گھر میں کسی قسم کا تماشا نہیں چاہیے... لیکن اگر تم نے تماشا لگایا نا، تو یاد رکھنا... تمہاری ایک ایک ہڈی توڑ دوں گا۔"۔

اسد کی دھمکی پر نوال چند لمحے خاموش رہی۔

پھر اُس نے آہستہ سے اپنی آنکھوں کے کنارے صاف کیے اور سیدھی اُس کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔

"دل تو توڑ ہی چکے ہیں تو ہڈیاں بھی توڑ دیں"

نوال اندر سے بری طرح ٹوٹ چکی تھی ۔

اسد نے جبڑا بھینچا۔

"نوال"

"چیخیں مت۔"

وہ پُرسکون لہجے میں بولی۔

"آواز اونچی کرنے سے مرد بڑا نہیں ہو جاتا۔"

"تم حد سے بڑھ رہی ہو"

"نہیں...۔"

نوال نے تلخ مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"میں بس آپ کا خوف دل سے نکال رہی ہوں۔"

اسد غصے سے اُس کے قریب آیا مگر نوال ایک قدم بھی پیچھے نہ ہٹی۔

"میں تمہیں جان سے مار دوں گا نوال۔"

اسد کی آواز پورے کمرے میں گونجی۔

"تو رک کیوں گئے اسد...؟"

نوال اُس کے قریب آئی۔

"ماریں میں سامنے کھڑی ہوں ماریں...۔"

اسد نے چونک کر اُسے دیکھا۔

آپ کی بے وفائی کے آگے یہ درد کچھ بھی نہیں ہے"۔"

"نوال میری بات سنو---میں بہت پیار کرتا ہوں تم سے"

"کیا کریں گے اب آپ میرا؟ میں ایک بیکار عورت ہوں... پرانی چیزیں تو اٹھا کر پھینک دی جاتی ہیں نا؟"۔

"نوال... تمہاری جگہ کوئی نہیں لے سکتا میری جان...۔"

اس کے لہجے میں پہلی بار نرمی آئی۔

مگر نوال نے فوراً نظریں جھکا لیں۔

"مگر میری تو کوئی جگہ تھی ہی نہیں اسد... نہ دل میں، نہ گھر میں..."۔

دیکھو... بچہ ہو جائے گا تو سب ٹھیک ہو جائے گا... امی بھی بدل جائیں گی۔۔ تم... تم نیچے مت

آنا... میں خود آ جایا کروں گا تمہارے پاس۔

نوال نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے نکالا ۔

"مگر ابھی تو آپ برابری کی بات کر رہے تھے ۔"

جن کو برابر رکھنا ہو انہیں چھپا کر نہیں رکھتے ---

نہیں کر پائیں گے آپ اسد ---آپ کو شادی کی پیشگی مبارک --- میں آپ کی کسی خوشی میں رکاوٹ نہیں بنوں گی ۔

اسد بھی الجھ سا گیا نوال کی سرد مہری اسے ڈرا رہی تھی ۔

لائٹ آنے کے بعد، وہ دوبارہ اپنے کمپیوٹر کے سامنے بیٹھ چکا تھا۔ وہ پوری توجہ سے کی بورڈ پر انگلیاں چلا رہا تھا۔چیزیں دوبارہ ایک ہی جگہ کرنے میں وقت نہ لگا ۔اس بار اس نے سب سے پہلے فائل سیو کی ۔

بس اب سعد کی بربادی بہت نزدیک تھی ---وہ جلد یہاں سے نکل جائے گا ---وہ خود کلامی کرتا پرسکون تھا ۔

اسی پل روبی دبے پاؤں چلتی ہوئی اس کے قریب آئی۔ وہ بار بار دھیمی آواز میں میاؤں کر رہی تھی، تراب نے پہلے تو اسے نظر انداز کیا، مگر جب روبی نے مسلسل اس کے پاؤں سے اپنا سر رگڑتے ہوئے اصرار کیا، تو وہ زچ ہو گیا۔

ارے کیا ہے روبی؟ ۔

روبی نے جواب میں ایک بار پھر میاؤں کیا اور میز کے نیچے دبی ایک چیز کو اپنے منہ میں دبانے کی کوشش کرنے لگی۔ توار نے فوراً جھک کر وہ چیز اس کے منہ سے چھین لی۔

ارے گندی بلی! یہ کیا اٹھا لائی ہو؟۔

وہ ایک ڈائری تھی۔ پرانا، مخملی سا کور، جس پر وقت کی دھول اور ہلکی سی خراشیں تھیں، تراب نے حیرت سے بھنویں سکیڑیں۔

"یہ یہاں کیسے آئی۔؟"

اس نے جیسے ہی پہلا صفحہ پلٹا، اس کی نظر وہاں لکھی خوبصورت اور سحر انگیز تحریر پر پڑی۔ الفاظ اتنے دلکش انداز میں سجے تھے کہ تراب کے ہاتھ وہیں رک گئے۔ صفحے کے وسط میں لکھا تھا۔

"کائنات مشکات"

نیچے ایک خوبصورت، اچھوتا اور گہرا شعر درج تھا۔

اگر ،مگر ،اور کاش میں ہوں ----

میں خود بھی اپنی تلاش میں ہوں ----

روبی اب پرسکون ہو کر وہیں بیٹھ گئی اور اپنی بڑی بڑی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی، جیسے اسے معلوم ہو کہ وہ کوئی بہت بڑا راز ڈھونڈ لائی ہے۔تراب نے تجسس کے مارے اگلا صفحہ پلٹا۔ وہاں خوبصورت لفظوں میں ایک معصومانہ اور ناممکن سی خواہش لکھی تھی۔

کاش مجھے بھی کوئی جادو کا چراغ مل جائے... ایک ایسا چراغ، جس کا جن میرے تابع ہو اور وہ میری ہر ادھوری خواہش کو حقیقت بدل دے۔ ہائے میرے

"مستور حرمان"

تحریر پڑھ کر پہلے تو توار کے چہرے پر گہرے بل پڑے، مگر اگلے ہی پل، اس کے لبوں پر ایک گہری اور معنی خیز مسکراہٹ ابھر آئی۔اس نے ڈائری کو آہستہ سے بند کیا اور صوفے کی پشت

سے ٹیک لگاتے ہوئے دھیمی آواز میں بڑبڑایا۔

تومشکات فاروقی بھی ایسی طلب رکھتی ہے؟

"دلچسپ""""

اس نے بیزاری سے کندھے اچکائے، ڈائری اس صوفے کے پیچھے گہری تاریکی میں گر گئی۔ وہ اس بات سے بالکل بے نیاز ہو کر روبی کو گود میں اٹھائے باہر نکل گیاتاکہ کچھ کھانے کا انتظام کر سکے۔ میران کی ہر وارننگ کو نظر انداز کرتا وہ باہر نکل چکا تھا۔۔۔

وہ ابھی گلی کے موڑ پر کھڑا سوچ ہی رہا تھا کیا کھایا جائے اچانک فضا گولیوں کی تڑتڑاہٹ سے گونج اٹھی۔ ایک سنسناتی ہوئی گولی آئی اور سیدھی تراب کو لگی۔ وہ درد کی شدید لہر کے ساتھ وہیں زمین پر گر پڑا۔

روبی اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر خوفزدہ ہو کر ایک طرف بھاگی۔چند ہی سیکنڈز میں پورے محلے میں افراتفری پھیل گئی یہ خونریز حادثہ اب پوری کہانی کا رخ بدلنے والا تھا۔۔

"اماں میری ڈائری کہاں ہے؟"۔

مشکات اپنے کمرے کا حلیہ بگاڑ چکی تھی مگر اس کی ڈائری کہیں بھی موجود نہیں تھی ۔۔

مشکات میں نہیں اٹھاتی تمہاری کوئی چیز ۔

وہ نیند سے ڈوبی ہوئی آواز میں بولیں ۔

پر اماں کسی نے تو اٹھائی ہے نا۔۔۔مشکات ایک بار پھر کمرے کا کونہ کونہ چھان رہی تھی ۔

اسی پل، روبی خوف کے مارے دیواریں اور گلیاں پھلانگتی ہوئی کمرے میں داخل ہوئی۔وہ سیدھی مشکات کے پاس پہنچی اور پاگلوں کی طرح اپنے پنجوں سے مشکات کے بازو کو جھنجھوڑنے لگی۔

مشکات خوف سے چلائی ۔

"پاگل آوارہ بلی تم پھر آ گئی ہو دفع ہو جاؤ یہاں سے"

روبی مشکات کا دوپٹہ منہ میں دبائے اسے باہر گھسیٹ رہی تھی ۔

آہ روبی... یہ کیا کر رہی ہو؟ مشکات نے اپنادوپٹہ چھڑانے کی کوشش کی، مگر روبی کا اضطراب غیر معمولی تھا۔ وہ میاؤں میاؤں کی دردناک آوازیں نکالتے ہوئے مشکات کا دوپٹہ اپنے دانتوں میں دبا کر اسے باہر کی طرف کھینچنے لگی۔ وہ بار بار دروازے کی طرف بھاگتی اور پھر پلٹ کر مشکات کو دیکھتی، جیسے وہ زبانِ حال سے کہہ رہی ہو کہ خدارا میرے ساتھ چلو۔۔مشکات کو کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ یہ بے زبان جانور آخر اس طرح کیوں ردعمل دے رہا ہے اور اسے اپنے ساتھ کہاں لے جانا چاہتی ہے۔

مشکات کو تو روبی کی اس عجیب حرکت کی بالکل سمجھ نہیں آ رہی تھی، مگر عروہ نے آگے بڑھ کر مشکات کو ٹوکا۔باجی جانور کو اس طرح مت جھڑکا کریں ۔ یہ بے زبان ہمیں کچھ بتانا چاہ رہی ہے۔ ابھی اس کی بات مکمل نہیں ہوئی کہ نیچے گلی سے ڈور بیل کا شور لگاتار گونجنے لگا۔ کوئی پاگلوں کی طرح بار بار گھنٹی بجا رہا تھا۔ساتھ ہی نیچے سے گھبرائی ہوئی اونچی آوازیں اوپر تک آ رہی تھیں ۔

یا اللہ خیر عروہ بولتی ہوئی گیلری کی طرف بھاگی ۔

جلدی نیچے آؤ! خدا کے لیے جلدی آؤ۔

یہ ان کی پڑوسن جمیلہ کی آواز تھی۔ وہ ہانپتے ہوئے چلا رہی تھی۔

تمہارے کرائے دار کو کسی نے گولی مار دی ہے وہ خون میں لت پت پڑا ہے، جلدی نیچے آؤ۔۔ اسے ہسپتال لے کر جانا ہے ۔

یہ سنتے ہی دونوں بہنوں پر سکتہ طاری ہو گیا۔ --

یہ کیسی صورتحال تھی اور اس سے کیسے نپٹنا تھا دونوں کو کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔

ہسپتال کے کوریڈور میں فینائل کی تیز بو اور اسٹریچر کے پہیوں کی آوازیں فضا کو مزید بوجھل بنا رہی تھی۔ تراب آپریشن تھیٹر کے اندر تھا، گولی خوش قسمتی سے اس کے بازو کو چھوتی ہوئی نکل گئ تھی مگر خون زیادہ بہہ جانے کی وجہ سے وہ بے ہوش تھا۔ باہر روبی آنٹی، مشکات اور عروہ شدید ذہنی دباؤ کا شکار کھڑی تھیں۔روبی عروہ کی گود میں سہمی ہوئی بیٹھی تھی۔

پولیس کا ایک روکھا اور بدتمیز سب انسپکٹر اپنی ڈائری ہاتھ میں لیے ان کے سر پر آ کھڑا ہوا۔ چونکہ یہ گولی کا معاملہ تھا، اس لیے پولیس نے تفتیش کے نام پر دونوں جوان لڑکیوں کو ہدف بنا لیا۔مشکات نے سمجھداری سے اس معاملے کو ہینڈل کرنے کی کوشش کی مگر وہ انسپکٹر شاید انہیں صرف لڑکیاں سمجھ کر شوخا ہونے کی کوشش کر رہا تھا۔ عروہ خاموشی سے یہ سب دیکھتی رہی مگر اس کا میٹر جلد ہی گھوم گیا۔

"بات سنیں انسپکٹر صاحب --!!۔"

وہ ایک دم شیرنی کی طرح تپ کر آگے بڑھی۔ انسپکٹر عروہ نے اپنی آواز میں بلا کا رعب پیدا کرتے ہوئے کہا، "کیا چاہ رہے ہیں آپ؟"۔

کس کا فون گھماؤں تو آپ اپنی یہ تشریف یہاں سے لے جائیں گے؟۔

انسپکٹر نے ایک لمحے کے لیے عروہ کے تیور دیکھے ، پھر خود کو سنبھال کر غصے سے بولا۔

اے لڑکی! مجھے اوپر کا ڈرامہ مت دکھاؤ۔ سیدھی طرح بتاؤ کیا چکر ہے، ورنہ....

ورنہ ؟؟؟ ورنہ کیا کر لو گے ہاں ؟؟

سب سے پہلے تو تم ذرا عورتوں سے تمیز سے بات کرو عروہ نے اس کی بات کاٹتے ہوئے انگلی اٹھائی، میری صرف ایک فون کال تمہیں کہاں پہنچا دے گی، اس کا اندازہ بھی ہے تمہیں؟ سوشل ورکر ہوں میں، اور میری پوری ٹیم اس وقت صرف میری ایک کال کی منتظر ہے۔ ذرا احتیاط سے بات کرو ، ورنہ نوکری خطرے میں پڑ جائے گی !۔

سوشل ورکر اور میڈیا ہائپس کا نام سن کر انسپکٹر کے ماتھے پر پسینہ آ گیا۔ پولیس اکثر ایسے معاملات میں پڑنے سے ڈرتی ہے جہاں بات نوکری پر آ جائے۔ اس کا لہجہ فوراً ہی نرم اور دفاعی ہو گیا۔

بی بی! میرا... میرا مطلب وہ نہیں تھا۔ میرا مطلب تھا کہ کچھ تو پتا ہوگا آپ لوگوں کو؟ کون ہے وہ؟ کیا دشمنی تھی؟ کس نے مارا اسے؟۔

اس کی ٹون میں اب مٹھاس تھی ۔

یہ پتا لگانا آپ کا کام ہے، ہمارا نہیں!۔

عروہ نے کاٹ دار لہجے میں جواب دیا۔

،اگر یہ سب بھی ہم نے ہی کرنا ہے، تو پولیس کی یہ وردی میں خود نہ پہن لوں؟ اب زیادہ بدمعاشی دکھانے کی ضرورت نہیں ہے، اور بار بار ہمارا دماغ مت کھائیں!۔

انسپکٹر نے ایک نظر عروہ طرف دیکھا، اپنی ڈائری بند کی اور بڑبڑاتا ہوا وہاں سے کھسک گیا۔

"اچھا اچھا ٹھیک ہے، ہم دیکھتے ہیں..."

اس کے جاتے ہی ہسپتال کے کوریڈور میں سکون ہو گیا۔ مشکات نے حیرت اور صدمے سے عروہ کو دیکھا، جس کے چہرے پر ابھی بھی غصے کے تاثرات تھے۔

"عروہ تم نے یہ اتنا بڑا جھوٹ کیوں بولا؟

تو کب سے سوشل ورکر ہو گئ؟ مشکات نے دھیمی آواز میں پوچھا۔

عروہ نے ایک لمبا سانس لیا اور بال سیدھے کرتے ہوئے بولی ۔

باجی !آپ تو چپ کریں۔سن لے گا وہ ۔ دیکھ نہیں رہیں، کیسے ڈر کے بھاگ گیا؟ یہ اصل میں ہم سے پیسوں کے چکر میں تھا، ہم کہاں سے دیتے اسے؟ یہ دنیا یہی زبان سمجھتی ہے باجی، سیدھی انگلی سے گھی نہ نکلے تو انگلی ٹیڑھی کرنی پڑتی ہے۔

عروہ تراب کا وہ دوست ---ہائے کیا نام تھا اسکا بھلا سا میران --ہاں ۔ ہاں میران شیرازی اسے بتاؤ نا وہ اپنے دوست کو آکر دیکھے بیچارہ اندر بیہوش پڑا ہے ---میرا تو دل ہول رہا تھا اس کا خون دیکھ کر ۔

بوبی آنٹی بقاعدہ روتے ہوئے عروہ کو مخاطب کر رہی تھیں ۔

اماں آپ کیوں رو رہی ہیں ؟تراب بھائی ٹھیک ہیں کچھ دیر تک ہوش بھی آجائے گا آپ اپنی طبیعت نہ بگاڑ لینا یار --

عروہ بوبی آنٹی کو گلے لگاتی ہوئی بولی ---جانتی تھی اس کی ماں کس قدر حساس تھی ۔

اچھا، نمبر دیں تراب بھائی کے دوست کا، میں ابھی ملا دیتی ہوں۔

عروہ نے ان کے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا ---

بوبی آنٹی نے بے بسی سے سر ہلایا۔

ہائے بچے وہ... وہ تو گھر پر ہے۔ میران کا کارڈ میری الماری کے دراز میں پڑا ہے اور میرا فون بھی جلدی میں وہیں چھوٹ گیا۔

عروہ نے کچھ سوچا اور پھر مشکات کی طرف دیکھا۔

تو پھر اماں آپ باجی کے ساتھ گھر جائیں۔ وہاں سے فون کریں اسے... جیسے ہی وہ ہسپتال آ جائے گا، تو میں گھر آ جاؤں گی۔ تب تک میں یہاں تراب بھائی کے پاس رکتی ہوں---

وہ مسلے کا حل نکالتے ہوئی بولی ---

نہیں عروہ اتنی رات کو میں تمہیں اس ہسپتال میں اکیلا ہرگز نہیں چھوڑ سکتی--

مشکات اس کی بات سے بالکل متفق نہیں تھی اس کے چہرے پر تشویش صاف عیاں تھی۔

باجی اور کوئی حل بھی تو نہیں ہے نا۔

عروہ نے اسے سمجھانے والے انداز میں کہا۔

آپ خود دیکھیں اماں کو یہاں کتنی مشکل ہو رہی ہے۔ بیچاری کے پیر سوج رہے ہیں اور پھر ہمارا تراب بھائی کے دوست کو یہاں بلانا بہت ضروری ہے۔ اچھی بات ہے وہ وکیل ہے پولیس کے سارے معاملات کو خود ہی سنبھال لے گا۔

عروہ کی بات اب مشکات کی سمجھ میں آ تو رہی تھی، مگر رات کے اس پہر اپنی چھوٹی بہن کو ہسپتال کے اس ماحول میں اکیلا چھوڑنا اس کے دل کو کسی طور گوارا نہیں تھا۔ مشکات کی ہچکچاہٹ دیکھ کر عروہ مسکرائی۔

باجی آپ میری فکر بالکل نہ کریں۔ میں وہاں نرسنگ اسٹاف کے پاس ہی بیٹھی ہوں۔ آپ جلدی سے جائیں اور ہاں... اس روبی کو بھی اپنے ساتھ لے جائیں، یہ بھی بھوکی ہوگی۔

عروہ نے بینچ کے نیچے سہمی بیٹھی بلی کی طرف اشارہ کیا۔

ہٹاؤ اسے دور مجھ سے۔

مشکات ایک قدم پیچھے ہٹتے خوفزدہ ہو کر بولی، میں... میں نہیں پکڑوں گی اسے۔ مجھے ویسے ہی ڈر لگتا ہے اس سے..

بوبی آنٹی نے مشکات کی گھبراہٹ دیکھی تو ہنس پڑیں اور روبی کو خود آگے بڑھ کر گود میں اٹھا لیا۔

ہائے مشکات۔۔۔

اتنی معصوم سی بلی ہے، یہ بھلا تجھے کیا بولتی ہے؟ چل میں پکڑ لیتی ہوں اسے۔ اب جلدی نکلتے ہیں، باہر سے رکشہ کروا کر سیدھے کالونی چلتے ہیں۔

عروہ تم جاؤ رونق والی جگہ پر بیٹھو اور یہاں سے کہیں مت جانا۔۔یہ کچھ پیسے پاس رکھو کہیں ضرورت نہ پڑ جائے ۔۔۔

مشکات عروہ کو ڈھیروں ہدایت کرتے ہوئی ۔

بوبی آنٹی ساتھ کوریڈور کی طرف بڑھ گئی ۔

بوبی آنٹی نے گھر آتے ہی جلدی سے الماری کا دراز کھولا اور میران کا وزٹنگ کارڈ نکال لیا۔ انہوں نے نمبر ڈائل کیا اور فون کان سے لگا لیا۔دوسری طرف، میران شیرازی اس وقت گہری اور میٹھی نیند کے مزے لے رہا تھا۔

اچانک فون کی فل والیم ٹون نے اس کے حسین خواب کا شیشہ چورچور کر دیا۔ اس نے بند آنکھوں سے اندھیرے میں ہاتھ مار کر فون اٹھایا اور بنا دیکھے گرین بٹن دبا کر کان سے لگا لیا۔۔۔وہ اب بھی نیند میں تھا ۔

ہیلو۔۔۔ میران کی آواز سے لگ رہا تھا جیسے وہ کسی دوسری دنیا سے بول رہا ہو۔

ہیلو! بیٹا میران؟ میں بوبی بول رہی ہوں۔

وہ اس کا فون اٹھاتے ہی جھٹ سے بولیں ۔۔

"کیوں بول رہیں ہیں؟"

بوبی آنٹی نے گھور کر فون کو دیکھا

"یا اللہ... نمبر صحیح ملایا ہے نا میں نے؟"

بیٹا میں آنٹی بوبی ہوں "۔"

"مگر میں انکل نہیں ہوں ۔"

"ہائیں؟"

"بچے تم میران شیرازی ہو نا ؟"

دیکھیں پاکستان میں بہت سی شہزادیاں پائی جاتی ہیں۔ کچھ شریف، کچھ خطرناک، کچھ فضول...

آپ کو کونسی چاہیں ؟

"بیٹا اگر تم میران نہیں ہو تو فون بند کر دو"

"میزان بینک والے آدھی رات کو بھی سروسز دے رہے ہیں ؟"۔

"دیکھو تم شاید نیند میں ہو میری بات غور سے سنو"

اگر اغوا، قتل یا شادیوں میں ڈانس کروانا ہے تو میں معذرت چاہتا ہوں۔۔

"ارے لڑکے! ہوش میں آؤ ۔"

تمہارا پکا دوست تراب اسے گلی میں کسی نے گولی مار دی ہے وہ ہسپتال میں خون میں لت پت بے ہوش پڑا ہے جب اس کی آنکھیں کھلیں گی تو اسے تمہاری ضرورت ہوگی اور تم یہاں نیند کے نشے میں ہو ۔

اب کی بار وہ ڈانٹے ہوئے بولیں ۔

گولی ؟مر رہا ہے؟ اور ہسپتال کے الفاظ جیسے میران کے کانوں میں بم کی طرح پھٹے۔ اس کی آنکھیں پٹ سے کھل گئیں اور وہ ایک جھٹکے سے بستر پر اٹھ کر بیٹھ گیا۔ نیند کا سارا خمار ایک

سیکنڈ میں اڑا ۔

"کیا!!!؟؟؟--"

تراب کو گولی لگ گئی؟ وہ ہسپتال میں ہے؟-

میران کا رنگ فق ہو گیا۔ اس نے جلدی سے فون سیدھا کیا، بیڈ سے نیچے اترا اور بوکھلا کر بولا۔

آنٹی، معذرت، گہری نیند میں تھا، مجھے سمجھ ہی نہیں آئی آپ بالکل پریشان نہ ہوں کونسے ہوسپٹل میں ہے ؟

وہ اب سانس لینا بھول گیا تھا ۔

سٹی ہوسپٹل میں ہے ذرا جلدی پونہچو --پولیس والے عجیب و غریب سوال کر رہے ہیں ہم سے --

میں بس پندرہ منٹ میں سٹی ہسپتال پہنچ رہا ہوں دیکھتا ہوں کون سا انسپکٹر ہے وہاں ۔

ادھر دوسری طرف بوبی آنٹی نے فون رکھ کر ایک لمبا سانس لیا۔

میران پاگلوں کی طرح اپنے کمرے میں ادھر ادھر بھاگ رہا تھا۔ اس نے بیڈ سائیڈ ٹیبل سے گاڑی کی چابی اور والیٹ اٹھایا اور اندھا دھند دروازے کی طرف لپکا۔ اس کے دماغ میں صرف تین لفظ گونج رہے تھے۔

ہسپتال گولی اور تراب---

جلدی میں اسے کمرے کی لائٹ بند کرنے کا بھی ہوش نہ رہا۔وہ سیڑھیاں پھلانگتا ہوا تڑ تڑ نیچے اترا۔

جیسے ہی اپنے بنگلے کے گیرآج میں کھڑی گاڑی میں بیٹھنے لگا تو باہر۔ وہاں رات کی ڈیوٹی پر مامور

چوکیدار غفور خان نے میران کو اس طرح بدحواس بھاگتے دیکھ کر گھبرا کر پوچھا ۔

صاحب جی-- خیر تو ہے؟ اتنی رات گئے کہاں جا رہے ہیں آپ؟

غفور خان ہسپتال جا رہا ہوں، میرے دوست کو گولی لگی ہے۔

میران نے بغیر رکے گاڑی کی طرف بڑھتے ہوئے جواب دیا۔غفور خان نے میران کو سر سے پاؤں تک دیکھا، اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹ گئیں اور اس نے جلدی سے آگے بڑھ کر میران کا راستہ روکا۔

مگر صاحب جی---! آپ اس حلیے میں ہسپتال جائیں گے؟۔

حلیہ؟ میرے حلیے کو کیا ہوا ہے؟ میران نے جھنجھلا کر کہا اور اپنے وجود پر نگاہ ڈالی وہ ایک سیکنڈ کے لیے بالکل ساکت ہو گیا۔

یا الٰہی--- یہ میں کیا کر کے آ گیا؟۔

اس کا منہ حیرت اور صدمے سے کھلا کا کھلا رہ گیا۔ شدید بوکھلاہٹ اور جلدی میں وہ اپنے کپڑے تبدیل کرنا ہی بھول گیا تھا۔

وہ اس وقت سونے والی ایک پرانی، ڈھیلی ڈھالی شرٹ اور چمکدار پیلے رنگ کے نکر میں کھڑا تھا، جس پر چھوٹے چھوٹے کارٹون والے پینگوئن بنے ہوئے تھے۔ حد تو یہ تھی کہ پیروں میں چپل تک نہیں تھی، وہ ننگے پیر ماربل کے فرش پر کھڑا تھا۔

میرا دماغ خراب ہو گیا ہے شاید -------

وہ جتنی پریشانی میں تھا یہ وہی جانتا تھا ۔

میران نے شرمندگی سے اپنے ماتھے پر ہاتھ مارا۔

آج تو اس کی عزت اس نکر کی نظر ہوتے ہوتے بچی ۔

اپنی بیوقوفی پر خود کو کوستا ہوا وہ الٹے قدموں مڑا اور سیڑھیاں تین تین کر کے پھلانگتا ہوا واپس اوپر بھاگا۔ کمرے میں گھس کر اس نے الماری سے جینز اور ایک ڈھنگ کی شرٹ نکالی ریکارڈ ٹائم میں انھیں پہنا، پیروں میں لافر جوتے اڑسے اور باہر کی طرف لپکا۔

غفور خان نے مسکرا کر اپنے مالک کو دیکھا۔۔۔

ٹھیک تین منٹ بعد، اس کی گاڑی کے ٹائر سڑک پر چیخے اور وہ اندھیرا چیرتی ہوئی پوری رفتار سے سٹی ہسپتال کی طرف دوڑنے لگی۔

وہ تھک ہار کر بستر پر لیٹ تو گئی تھی... مگر نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔

نیند بھی شاید اُن عورتوں سے روٹھ جاتی ہے جن کے شوہر وفاداری سے منہ موڑ لیں...۔

اور جب عورت کو محسوس ہونے لگے کہ یہ اُس کی محبت نہیں، اُس کی "ملکیت" کی آخری رات ہے... تو پھر آنکھیں بند ضرور ہوتی ہیں، سکون نہیں آتا۔

کمرے کی چھت کو گھورتے ہوئے نوال کی آنکھوں سے خاموشی سے آنسو بہہ رہے تھے۔

وہ جانتی تھی....

اسد سعدیہ بیگم تک ہر بات پہنچا چکا ہوگا۔

صبح ہوتے ہی شاید اُس کے خلاف ایک نیا فیصلہ سنا دیا جائے گا۔مگر اب حد تو پار ہو چکی تھی اب چھوٹے موٹے قصے اس کی بربادی پر کہاں نظر انداز ہونے تھے ۔۔اسے تو محبت اور وفا کرنے کی بہت بڑی سزا مل چکی تھی ۔ایک ایسی سزا... جس میں عورت زندہ رہتی ہے مگر اُس کی عزت، اُس کا سکون، اُس کا یقین سب دفن کر دیے جاتے ہیں۔

کمرے میں اندھیرا تھا مگر نوال کے اندر اس سے کہیں زیادہ اندھیرا پھیل چکا تھا۔

اس نے پہلو بدلا۔ ساتھ والی جگہ خالی تھی... مگر عجیب بات یہ تھی کہ اسد کے ہوتے ہوئے بھی وہ جگہ ہمیشہ خالی ہی رہی تھی---

مردِ اکثر محبت کے دعوے بہت کرتے ہیں مگر جب امتحان وفا کا آئے... تو حق یاد رہتا ہے، عورت نہیں ---

نوال نے آنکھیں بند کر لیں۔

اُسے یاد آیا...۔

وہی اسد جو کبھی اُس کے ذرا سا بیمار ہونے پر پریشان ہو جایا کرتا تھا، شادی ک شروع کے دن ایسے تھے جیسے نوال کے ہاتھ میں الہ دین کا چراغ آ گیا ہو۔پھر آہستہ آہستہ زندگی کی کتاب کے پنے پلٹنے لگے ہر روز ایک نیا سبق ہر روز ایک نئی کہانی اور اس کہانی کے کردار اتنے سفاک تھے کہ کبھی انہیں نہ اللہ کا خوف آیا نہ ہی کبھی ترس --- مگر اب اسے اس کہانی کا اختتام کرنا تھا --- اس کتاب کے آخری کورے صفحے پر اسے اپنی مرضی کا انجام لکھنا تھا ----- اسے دنیا کو بتانا تھا کہ اس کے پنسدیدہ مرد نے اس کے ساتھ کیا کیا تھا ----

کتنے عجیب ہوتے ہیں کچھ مرد-- محبت بھی چاہتے ہیں...وفاداری بھی چاہتے ہیں مگر عورت کو وہ سکون نہیں دے پاتے جس کے بغیر محبت صرف ایک قید بن جاتی ہے--اگر مرد برابری اور اعتدال کرنے والا ہوتا تو اللہ پاک حکم نہ دیتا "اگر" انصاف کر سکو تو چاہے دو دو بیویاں کرو یا چار چار لیکن یہاں بھی مرد کو صرف اپنے مطلب کی بات نظر آتی ہے کہ اسے چار شادیوں کی اجازت ہے اسے "اگر" لکھا ہوا لفظ کیوں نظر نہیں آتا ؟؟؟ اسے کیوں سمجھ نہیں آتا اس ایک "اگر" میں اللہ کی کتنی بڑی حکمت ہے کتنی بڑی وارننگ ہے -----پتا نہیں روز محشر کس کس نے ایک دوسرے کا گریبان پکڑنا ہے اور نوال نے بھی اپنا انصاف اللہ پر چھوڑ دیا ---(لمحہ فکریہ)---

نوال نے اپنے سینے پر ہاتھ رکھا۔ دل عجیب طرح سے درد کر رہا تھا۔کیا واقعی عورت اتنی بے وقعت ہو جاتی ہے... صرف ماں نہ بن سکنے پر یہ سوال اُس کے اندر بار بار گونج رہا تھا۔

مگر ستم ظریفی تو یہ بھی تھی کہ جو الزام اُس پر برسوں سے لگایا جا رہا تھا، کسی نے یہ جاننے کی زحمت ہی نہیں کی کہ کمی واقعی اُسی میں ہے بھی یا نہیں۔

کبھی کسی لیڈی ڈاکٹر کے پاس نہیں لے جایا گیا۔

کبھی کوئی ٹیسٹ، کوئی تسلی، کوئی ساتھ نہیں دیا گیا۔

بس ایک داغ ---ایک گمان ----

"بانجھ"

اور وہ لفظ ایسے اُس کے ماتھے پر چپکا دیا گیا تھا جیسے عورت کا پورا وجود صرف ماں بننے سے ثابت ہوتا ہو۔

نوال نے آنکھیں زور سے بند کر لیں۔

"آہ..."

دل میں ایک عجیب سا درد اٹھا تھا۔

"نوال... کیوں اتنا درد ہو رہا ہے؟"

وہ یونیورسٹی لیول پر جب اسد کو حقوق نسواں پر تقریریں کرتا سنتی تھی تو دل سے ایک آہ نکلتی تھی کہ یہ مرد کاش اس کا ہو جائے اسد جس عورت کو اپنی زندگی میں شامل کرے گا وہ عورت کتنی نصیبوں والی ہو گی مگر آج ---آج ---اس نے دل کے مقام پر تھپڑ مارا -----

دھوکہ ---- تھا یہ مرد جھوٹ تھا یہ مرد --- سراب تھا یہ مرد ---آج نوال کو خود سے ہمدردی ہو رہی تھی ---ترس آرہا تھا ---- محبت میں شراکت کی چاہے جتنی بھی مجبوریاں ہوں مگر محبت کسی

شریک کو برداشت نہیں کرتی ----

نوال کے سر میں اُٹھتی ٹیسیں اسے پاگل کرنے کو تھیں۔

کیا اسد بھی مجھے کسی گھی کے خالی ڈبے کی طرح پھینک دے گا یا گھر کے کسی کونے میں ڈال کر بھول جائے گا ----کیا مستقبل ہے تیرا نوال ؟؟؟

وہ خود سے سرگوشی میں پوچھ رہی تھی ----ساری عمر اسد کی مار کھانی ہے یا پھر عزت سے سر اٹھا کر جینا ہے ؟؟؟آج ساس کے کہنے پر مارتا ہے کل دوسری بیوی کے کہنے پر مارے گا ---کیا اسی زندگی کے خواب دیکھے تھے تو نے نوال ؟؟؟کیا اسی دن کے لئے اسد کی حسرت کی تھی نوال ؟؟؟کوئی نوال کو اندر سے جھنجھوڑ رہا تھا --

نوال نے بے اختیار اپنے کانوں پر ہاتھ رکھے ----وہ چلائی ۔

اتنی تکلیف تو مجھے اسد کے اُن بے رحم تھپڑوں سے بھی نہیں ہوئی... جتنی آج اُس کے منہ سے اپنے حقوق کی فہرست سن کر ہوئی ہے۔

اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔

عورت جسم پر لگنے والے زخم بھول جاتی ہے

مگر اپنے مرد کے بدلتے ہوئے لہجے کبھی نہیں بھولتی۔

وہ ہنسی--اور ہنستی چلی گئی ... -

عورت کتنی آسانی سے پاگل بن جاتی ہے نا.... مرد صرف دو میٹھے لفظ، تھوڑی سی توجہ، تھوڑا سا احساس ...دلاتا ہے اور پھر وہ ساری دنیا چھوڑ کر اس مرد کو اپنی پوری دنیا مان بیٹھتی ہے....

کمرے کی خاموشی اور گہری ہوگئی۔

"اور مرد...؟"

نوال نے نم آنکھوں سے چھت کو دیکھا۔

باجی نے ٹھیک کہا تھا نوال تمہارا انتخاب غلط ہے "۔"

آنسو تواتر سے اس کی آنکھوں میں بہ رہے تھے ---

کیا میں ساری زندگی یوں ہی تڑپوں گی ؟؟

ایک اور سوال اور اس سوال کا جواب وہ خود ہی دے سکتی تھی ۔ سب سے زیادہ تکلیف دہ بات یہ تھی کہ اُس کا مقابلہ کسی دوسری عورت سے نہیں تھا

بلکہ اُس مرد کی بدلتی ہوئی نظر سے تھا، جسے اُس نے کبھی اپنی پوری دنیا سمجھا تھا۔-آج یا تو اسے ہمیشہ کے لئے جیتنا تھا یا پھر ہارنا تھا ۔کسی دوسری عورت کا تصور ہی اس کی جان نکال رہا تھا وہ نوال جانتی تھی کہ وہ صبر نہیں کر سکے گی وہ اچھی نہیں بن سکے گی وہ دل بڑا نہیں کر سکے گی---نہ ہی اسد ان مردوں میں سے تھا جو انصاف کر سکیں --- نوال کو قیدِ تنہائی قبول نہیں تھی --- اسے کھل کر سانس لینے کے لئے آج خود کو آر یا پار کرنا تھا ----

اور یہ فیصلہ نوال نے کرنا تھا ----

ہسپتال کے کوریڈور میں میران طوفان کی طرح داخل ہوا۔وہ تراب کو جتنی گالیاں دے سکتا تھا راستے میں دے چکا تھا ۔ منع کیا تھا گھر سے نہیں نکلے گا مگر نہیں تراب جبیل کسی کی بات مان لے وہ بھی اتنی آسانی سے ---

وہ سیدھا کاؤنٹر کے پاس پونچا --

سسٹر یہاں ابھی ایک کیس آیا ہے کسی کو گولی لگی ہے تراب جبیل کے نام سے آپ بتا سکتی

ہیں ان کی کنڈیشن ؟؟

میران کی آواز عروہ کے کانوں تک پونہچی طو نیند میں جھولتی حالت میں عروہ نے آنکھیں کھولیں

تراب جیسل کے نام پر وہ الرٹ ہوتی کھڑی ہوئی ۔۔

جیسے ہی عروہ گھوم کر کاؤنٹر کے پاس آئی، دونوں کی نظریں ایک دوسرے سے ٹکرائیں۔ وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر بری طرح چونکے۔۔

تم؟؟؟"---"

میران کے منہ سے حیرت سے نکلا۔

"آپ؟؟؟" -----"

عروہ نے بھی صدمے سے اپنی بھنویں سکیڑیں۔

میران نے اسے سر سے پاؤں تک دیکھا اور تپ کر پوچھا۔۔

"تم یہاں کیا کر رہی ہو؟۔"

عروہ نے بھی ایک سیکنڈ ضائع کیے بغیر اپنی کمر پر ہاتھ رکھا اور الٹا سوال داغ دیا۔

آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟"۔"

میران نے جھنجھلا کر پھر پوچھا ۔

پہلے میں نے پوچھا ہے تم بتاؤ۔

"نہیں پہلے آپ بتائیں۔"

عروہ نے بھی ضدی لہجے میں ترکی بہ ترکی جواب دیا۔

دیکھو لڑکی میرے دوست کو گولی لگی ہے اس وقت میں مذاق کے موڈ میں نہیں ہوں ۔۔

وہ پیشانی پر انگلی رکھے ہوئے بولا ---

آپ کو لگتا ہے میرا اور آپ کا مذاق ہے ۔

عروہ نے تنک کر کہا۔

میران کوئی جواب دیتا اس سے پہلے کاؤنٹر پر بیٹھی نرس نے بیچ میں مداخلت کی ۔

آپ جس کا پوچھ رہے ہیں، انہیں یہ ہی یہاں لائے ہیں۔ تراب--- کو تم لائی ہو؟۔

میران کو شدید حیرت ہوئی۔

جی! کوئی مسئلہ ؟۔

عروہ نے ابرو اچکائے--

تم--- بوبی آنٹی کی بیٹی ہو؟۔

میران نے اس کے حلیے اور بوبی آنٹی کی بات کو جوڑتے ہوئے پوچھا--

ہاں تو؟ آپ تراب بھائی کے وہ دوست ہیں؟ جعلی وکیل عروہ نے طنز کا تیر چلایا، کیونکہ اسے یاد تھا کہ بوبی آنٹی نے کہا تھا وہ وکیل ہے۔

جعلی وکیل؟ اوئے لڑکی، میں ہائی کورٹ کا نامی گرامی وکیل ہوں ۔کتنی بار بتاؤں --

"میں کیس کر سکتا ہوں تم پر۔"

میران نے ڈرایا ۔

"کر دیں۔"

کونسا جیتنا ہیں ---

"اور اگر جیت گیا تو؟"

میران بے اختیار ہنس پڑا۔

اتنی بڑی بڑی باتیں رہنے ہی دیں آپ تو پہلے ذرا ان لوگوں کو ڈھونڈ کر سزا دلوائیں جنھوں نے آپ کے دوست پر قاتلانہ حملہ کیا ہے ۔

میران کے چہرے کی مسکراہٹ ذرا ہلکی پڑی۔

"کیا تم کچھ جانتی ہو...؟"

"نہیں۔"

"دیکھو، اگر کچھ دیکھا ہے تو بتا دو۔"

"نہیں، آج کل آپ کے علاوہ میرے ساتھ کوئی برا حادثہ نہیں ہو رہا۔"۔

میران نے آہستہ سے اپنے سینے پر ہاتھ رکھا۔

"زبان منہ میں کہاں سے رکھوائی ہے؟"

میران نے آنکھیں سکیڑیں۔

"بڑی شیریں ہے۔"

آپ کو نہیں لگتا آپ اپنے دوست کی فکر ہونی چاہئے جسے گولی لگی ہے اندر ؟

عروہ نے اسے یاد کروایا --

جتنی پرسکون آپ کھڑی ہیں مجھے اندازہ ہو گیا تھا کہ تراب ٹھیک ہے --

عروہ چند لمحے اُسے دیکھتی رہی پھر ہلکا سا مسکرائی۔

"بڑے تیز وکیل ہیں آپ۔"

"شکریہ، آخر کسی نے تو ٹیلنٹ پہچانا۔"

"میں نے تعریف نہیں کی تھی۔"

"کوئی بات نہیں، میں پھر بھی تعریف ہی سمجھوں گا"

عروہ نے ہونٹ دبائے تاکہ ہنسی نہ نکل جائے۔

خیر تم ذرا رکو میں تراب کو دیکھ لوں تمہیں پھر دیکھتا ہوا آکر ۔۔وہ عروہ کو گھورتا ہوا تیزی سے وارڈ کے دروازے کی طرف بڑھا۔۔۔

عروہ نے پیچھے سے منہ چڑھایا ۔۔۔

انہھ ۔۔۔بڑا آیا دیکھنے والا ۔۔۔ تم جیسے تو روز میری سکوٹی کے نیچے آ کر رلتے ہیںن ۔۔۔

وہ بڑبڑاتی ہوئی ہسپتال سے باہر نکل گئ ۔

اسد کمرے میں داخل ہوا تو نوال خاموشی سے بستر پر لیٹی چھت کو گھور رہی تھی۔

کمرے میں عجیب سا مردہ سکوت پھیلا ہوا تھا۔۔۔

"نوال"

اسد نے اسے پکارا ۔۔

نوال نے اس کی آہٹ سنتے ہی آنکھیں موند لیں ۔۔۔

آج یہ آواز اسے سکون نہیں دے رہی تھی ۔۔۔آج یہ آواز اسے دنیا کی ہر آواز سے بری محسوس ہو رہی تھی ۔۔۔

"نوال۔۔۔"

"ہمم۔۔۔"

"امی پوچھ رہی تھیں تمہارا۔۔۔"

"کیا پوچھا ؟؟سوتن کو کیسے قبول کرے گی ؟؟"

اسد نے پہلو بدلا ۔۔۔

وہ... امی تم سے صبح بات کریں گی۔ جیسا کہیں گی مان لینا... بحث مت کرنا۔

بحث کر کے کونسا مجھے میرا شوہر واپس مل جائے گا۔

اسد نے ہمت کر کے اگلا جملہ کہا۔

"اگلے ہفتے شادی کا بول رہی ہیں...۔"

"مبارک ہو۔"

نوال کا لہجہ اتنا سپاٹ تھا کہ اسد بے اختیار اُسے دیکھنے لگا۔

"تم... تم اپنا سامان اوپر والے پورشن میں لے جانا...۔"

نوال ہلکے سے ہنسی۔

سب سے قیمتی چیز تو شوہر تھا... وہی دے دیا۔

اب سامان رکھ کر کیا کرنا ہے؟-- مجھے اب کچھ نہیں چاہئے --

اسد کے چہرے پر ناگواری ابھری---

دیکھو نوال یہ سب کرنا میری مجبوری ہے تم نے اب تک بچہ دے دیا ہوتا تو یہ سب نہ ہوتا ----

وہ ڈھیٹ ترین انسان تھا ---نوال کے آنسو اسے صرف الجھا رہے تھے ---تکلیف نہیں دے رہے تھے ---

"کیا کسی انسان کے ہاتھ میں ہے اولاد پیدا کرنا ؟"

نوال نے الٹا سوال کیا --

نوال دل بڑا کرو مرد کے لئے دوسری شادی عام ہے "۔"

"مگر عورت کے لئے تو عام بات نہیں --"

"تم دیکھنا میں تم دونوں کا خیال رکھوں گا"

"اچھا کیسے ؟ کیا اسے بھی میری طرح مارا کریں گے ؟"

اسد کے ماتھے پر بل نمودار ہوئے ---

اسد خاموشی سے اس کی پیٹھ کو گھورتا رہا --

اس کے گھنے بل بستر پر بکھرے ہوئے تھے ---وہ شاید رات کے اس پہر نہای تھی اس کے بالوں سے اُٹھتی بھینی بھینی خوشبو اسے بہکا رہی تھی ۔

اسد نے بے اختیار انہیں چھونے کی خواہش کی --- شادی کے شروع کے دنوں میں وہ ایسے بال کھلے چھوڑ کر سویا کرتی تھی ---

"تم اس وقت نہای ہو نوال ؟"

نوال نے کوئی جواب نہیں دیا ۔اسد تھوڑا اور قریب کھسکا ۔

نوال... سو رہی ہو کیا؟"

"آج ہی تو جاگی ہوں...."

"تو جواب کیوں نہیں دیتیں ؟"

"میرے جواب اب آپ کو پسند نہیں آئیں گے اسد"

یہ جملہ اسد کے سینے میں چبھ گیا۔

"دیکھو... میں تمہارا درد سمجھ سکتا ہوں...."

"کوئی کسی کا درد نہیں سمجھ سکتا یہ جھوٹ ہے"

وہ چھت کو دیکھتے ہوئے بولی۔

"درد بھی ایک حد کے بعد اثر چھوڑ جاتا ہے اسد"

اسد نے اسے کمر سے تھامے اپنی طرف گھسیٹا ---

"میں... تم سے شرمندہ ہوں۔ ہاتھ اٹھاتا رہا...۔"

اسد نے اس کے ماتھے کے نیل کو اپنی انگلیوں کی پوروں سے چھوا۔۔

میں بھی خود سے شرمندہ ہوں...آپ کی مار کھاتی رہی....

نوال نے آنکھیں بند کر لیں۔۔۔آہ کاش ہر کہانی کا اختتام اچھا ہوتا۔۔۔کاش ہر کہانی اپنی مرضی سے لکھی جاتی ۔۔۔۔کاش ہر حرماں پورا ہوتا۔۔۔۔مگر شاید اس مستور حرماں میں میرے لئے کوئی بہتری ہو۔۔

کمرے میں پھر خاموشی چھا گئی۔۔۔اسد کے ہاتھ اب اپنا حق جتا رہے تھے ۔۔۔نوال کے جسم پر آج اس لمس کا کوئی اثر نہیں ہورہا تھا ۔

"تم فکر مت کرو....۔"

اسد نے اس کے ماتھے پر اپنے لب رکھے ۔۔

"تمہاری جگہ کوئی نہیں لے گا....۔"

نوال کی آنکھوں سے ایک آنسو بہہ گیا۔

بھلا خاک کی بھی کوئی جگہ ہوتی ہے اسد؟

وہ تو دھول بن کر اُڑ جاتی ہے....

اسد بے اختیار ہوتے ہوئے اس کے بالوں میں چہرہ چھپا لیا۔۔۔۔ نوال کیا بول رہی تھی اسے کچھ خبر نہیں تھی ۔۔۔ کی زلفوں سے اٹھتی خوشبو اسے پاگل کر رہی تھی ۔

اُسے پھر سے اپنے "حقوق" یاد آنے لگے تھے۔

مگر نوال کو لگا جیسے کسی سانپ نے اُسے ڈس لیا ہو۔

وہ فوراً پیچھے ہٹی۔

اسد... مجھے چھوڑ دیں۔آپ کا لمس اب مجھے جھلسا دیتا ہے...۔

اسد نے اپنی اس توہین پر اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچا ۔

"پاگل ہو تم؟ مجھے روکو گی تم میری بیوی ہو"

اسد نے اپنا لہجہ نرم رکھنے کی کوشش کی

"اسد، میں نے کہا مجھ سے دور ہو جائیں"

"نوال پاگل مت بنو..."

وہ ہنسی۔

"نوال تو دو سال سے پاگل ہی بنتی آئی ہے..."

اسد کے چہرے پر اب غصہ ابھر آیا۔

اچھا... تو اب بغاوت کرو گی؟میرا مقابلہ کرو گی ----؟؟

نوال فوراً بیڈ سے اٹھ کر بیٹھ گئی۔اسے معلوم تھا اب وہ پھر ہاتھ اٹھائے گا ۔

اُس کی آنکھیں سرخ تھیں مگر آواز پہلی بار مضبوط تھی۔

"مقابلہ ؟؟"

"کیسا مقابلہ ہر طرح سے تو ہار گئی ہوں۔ "

میری جگہ کوئی نہیں لے سکتا یہی کہا نا آپ نے ؟؟

میری دعا ہے کہ اللہ نہ کرے کوئی لڑکی میری جگہ لے وہ اس جسمانی اور روحانی تکلیف سے گزرے جس سے میں گزری ---آپ کا ہاتھ جب میرے چہرے پر پڑتا ہے تو کئی گھنٹوں میرا سر درد کرتا ہے مجھ سے کچھ کھایا نہیں جاتا --- سوجن کی وجہ سے اپنی شکل دیکھنے کو جی نہیں چاہتا ---آپ جب میرے بال نوچتے ہیں تو مجھے لگتا ہے میرے سر کی کھال جسم سے الگ ہو جائے

گی ---جب میرا بازو مڑوڑتے ہیں تو مجھے لگتا ہے میری ہڈیاں میرے جسم سے الگ ہو جائیں گی

---اللہ نہ کرے میری جگہ کسی کو ملے ---کاش عورت بھی مرد کو مار سکتی اور یہ زمانہ کہتا

کوئی بات نہیں عورت ہے غصہ آ گیا ہو گا --- غصے میں عورت کا ہاتھ اٹھ ہی جاتا ہے ---مگر

یہ سب تو مردوں کے لئے کہا جاتا ہے --

وہ رات کے اس پہر بے سر و پا باتیں کرتی اسد کو پاگل لگ رہی تھی ۔

"میں نوال فاروقی...."

بڑی خوشی سے یہ بے وفا، بے رحم، ظالم اور سفاک مرد کو دوسری عورت کے لیے چھوڑتی ہوں....

اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے مگر لہجہ عجیب حد تک پرسکون تھا۔

"میں نوال فاروقی"

آج اپنے حق سے خود دستبردار ہوتی ہوں....

میں نہ اتنی صابر ہوں....نہ اتنی برداشت والی۔

کہ اُس مرد کا نام عمر بھر اپنے ساتھ لگائے رکھوں جو کبھی میرا تھا ہی نہیں۔

اس نے نم آنکھوں سے اسد کو دیکھا۔

نوال اپنی بکواس بند کرو -- میں نرمی برت رہا ہوں تو میرے سر پر چڑھ کر مت ناچو --- شرافت

سے آ کر لیٹ جاؤ مجھے اس وقت کوئی تماشہ نہیں لگانا --- وہ بپھرنے لگا تھا ۔

مجھے کمرے سے نکال کر برابری کرنے کا جتاتے ہیں ؟؟

مجھے اوپر والے پورشن میں بھیج کر صبر کرنے کا کہتے ہیں -- مجھے سیکنڈ چوائس بنا کر ایک بیکار چیز

کی طرح کسی کونے میں پھینک دینا چاہتے ہیں ----

نہیں اسد یہ برابری آپ سے نہیں ہو گی ---نہیں کر سکیں گے آپ ----اس لئے میں آپ کے لئے آسانی کرنے جا رہی ہوں -----مجھے نا منظور ہے نظر انداز ہونا -- --مجھے نا منظور ہے کسی کی سیکنڈ چوائس بننا ---

وہ ڈریسنگ کے پاس جا کی۔

اس کی بات پر اسد کا دل دھڑکا ---وہ تیزی سے بیڈ سے اترتا ہوا اس کے بال مٹھی میں جکڑ گیا

۔

پاگل عورت جانتی ہو کیا بکواس کر رہی ہو ؟؟؟

میں آپ کو اب سچ میں پاگل بن کر دکھاؤں گی اسد ---میں آپ کو دکھاؤں گی جب عورت ضد میں آتی ہے تو دنیا کا کوئی رشتہ اسے جھکا نہیں سکتا ---

نوال نے اسد کا ہاتھ پکڑ کر زور سے جھٹکا ---

"دو سال...۔"

وہ اُس کی بات کاٹ کر بولی۔

دو سال میں نے آپ کی مرضی کے مطابق جینے کی کوشش کی---آپ کی جنونی محبت ---تو کبھی وحشت بھگتی رہی ----خاموش رہی... روتی رہی... خود کو بدلتی رہی۔مگر کیا ملا مجھے ----بانجھ عورت کا خطاب ---- ہر بار قربانی عورت کیوں دے ---اللہ نے برابر رکھا دونوں کو مگر زمین والے انصاف نہیں کرتے ---میں ریجیکٹ کرتی ہوں آپ کو مسٹر اسد ---اپنی تذلیل مجھے نا منظور ہے ---- چلیں آج اس کہانی کو الٹ کرتے ہیں اسد ----آپ دوسری شادی شوق سے کریں مگر آپ اب میری تذلیل نہیں کر سکتے ---آدم کا یہ بیٹا حوا کی اس بیٹی کو عزت اور محبت دونوں نہ دے سکا تو آج یہی بنت حوا آدم کے اس بیٹے کو اپنی زندگی سے خارج کرتی ہے ----n

اس نے اپنے آنسو صاف کیے۔

اسد میری برداشت بس یہیں تک تھی ---اس سے آگے کا سفر میری موت ہے ۔

"اب پہلی بار نوال، نوال کے لیے سوچے گی۔"

کمرے میں مکمل خاموشی چھا گئی۔

اسد کے ہاتھوں کی گرفت ڈھیلی ہوئی ---نوال کی آنکھیں اسکا لہجہ اسے ڈرا رہا تھا ---

جس عورت کو وہ ہمیشہ ڈرا کر روک لیتا تھا اسے آج اس سے خوف محسوس ہوا ---

تراب بیڈ کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔ چہرہ زرد پڑ چکا تھا، ہونٹوں پر ہلکی سی سفیدی، اور بازو پر بندھی پٹی اب بھی خون کے ہلکے دھبوں سے بھری ہوئی تھی۔

واضح تھا خون کافی بہہ گیا تھا... مگر پھر بھی اُس کی آنکھوں میں وہی ضدی سا غرور موجود تھا۔

میران نے اسے اوپر سے نیچے تک دیکھا، پھر دونوں ہاتھ جیب میں ڈال کر بولا--

"ہاں بھئی ہیرو... مزہ آ رہا ہے یہاں؟"

تراب نے گردن موڑ کر اُسے گھورا-- پھر گردن بیڈ کے ساتھ لگا لی --- اسے کمزوری محسوس ہو رہی تھی ---

میں نے منع کیا تھا نا گھر سے باہر مت نکل... مگر نہیں--تو ڈھیٹوں کا سردار تو کیوں سنے گا میری بات ---

جناب کو تو جان ہتھیلی پر رکھ کر گھومنے کا شوق ہے۔

اب لگوا لی نا گولی؟ قل ہوتے ہوتے رہ گئے تھے تیرے --

میران اپنی دھن میں بولے جا رہا تھا --

تراب نے کمزور سی سانس لی، پھر بمشکل ہنسا۔

"اچھا نہیں ہوا...۔"

میران چونکا۔

"کیا؟"

"تیرے پیسے بچ گئے سالے"

چند سیکنڈ خاموشی رہی... پھر میران بے اختیار ہنس پڑا۔۔۔

اب میں کل تجھے اپنے گھر لے جا رہا ہوں اور اب میں کوئی بحث نہیں سنوں گا۔۔

میران نے اپنا فیصلہ تراب پر صادر کیا۔

"نہیں۔"

وہ سہولت سے انکار کر گیا۔

تراب تیرا وہاں رہنا اب اور بھی خطرناک ہے تو میری بات کو سمجھنے کی کوشش کرو۔۔۔یہ سعد کے بندے تھے اس کا مطلب یہ ہے کہ سعد تجھ تک پہنچ گیا ہے۔

میران نے ایک چھوٹی سی کوشش دوبارہ سے کی اسے سمجھانے کی۔

سعد مجھ تک نہیں پہنچا میں خود اس تک پہنچ چکا ہوں۔۔اس کی بربادی کا لائسنس میرے ہاتھ میں ہے۔۔۔

اب کی بار اسے دوبارہ حملہ کرنے کا موقع نہیں ملے گا۔۔

تو بس جلد سے جلد میری جان ان سب سے چھڑوا۔۔

اس نے پٹیوں سے جکڑے ہوئے بازو کی طرف اشارہ کیا۔

میران کا دل تو کر رہا تھا اس کا وہی بازو مروڑ دے ڈھیٹ مٹی سے بنا ہوا تھا۔۔۔ مجال ہے تو

کسی کی بات سن لے ---

تراب نے یاد آنے پر اپنی آنکھیں کھولیں ---

سن ---وہ نقاب والی کو پیسے دینے ہیں --

میران اس کی میڈیکل فائل کو بند کرتے ہوئے بولا --

کون نقاب والی ؟

میران فوراً سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

میں مشکات کی بات کر رہا ہوں ۔

"اوہووو"

نام بھی یاد ہے؟

خطرناک حالت ہے بھائی "۔"

تراب نے کمزور نظروں سے اُسے گھورا۔

"بکواس بند کر...۔"

"نہیں واقعی"

میران نے ڈرامائی انداز میں سینے پر ہاتھ رکھا۔

گولی کھا کر لوگ اپنا نام بھول جاتے ہیں، اور تُو نقاب والی کا نام یاد رکھے بیٹھا ہے---

پھر اُس نے شرارتی انداز میں آنکھ دبائی۔

ویسے باہر تمہاری بوبی آنٹی کی دوسری نمونی سے... میرا مطلب دوسری دخترِ نیک سے۔ مل چکا ہوں

وہ نقاب پوش حسینہ تشریف فرما نہیں ہیں باہر ---مگر توپ نما تتلی ضرور بیٹھی ہے ۔

یہ چھوٹی والی تو بڑی توپ چیز ہے---کرنٹ بھی مارتی ہے اور شارٹ سرکٹ بھی کر دیتی ہے

بندے گا---

قسم سے ایک ایک پائی وصول کریں گی تم سے--

تراب بے اختیار ہلکا سا مسکرایا۔

میران اُٹھ کر دروازے تک گیا اور باہر جھانکا--- وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔

"چلی گئی شاید...۔"

جنگلی بلی--

وہ دروازہ بند کرتا ہوا واپس آیا اور دوبارہ کرسی پر پھیل کر بیٹھ گیا۔

تراب نے آنکھیں بند کیں تو اُسے ایمبولینس کا منظر یاد آنے لگا۔

مشکات اُس پر جھکی ہوئی تھی، مگر اُس کے چہرے سے زیادہ اُس کی گھبرائی ہوئی آواز یاد رہ گئی تھی۔

عروہ... اگر یہ کوئی گینگسٹر ہوا تو...؟

اور اس کے پیچھے والوں نے ہمیں پکڑ لیا تو۔؟

تو----تو کچھ نہیں باجی---ان کے گینگ کے کسی باس کا آپ پر دل آجائے گا اور وہ آپ کو اٹھا کر لے جائے گا--پھر میں بھی فخر سے کہوں گی میرا بہنوئی مافیا سے ہے---

عروہ نے اسے سچ میں ڈرایا تھا--

عروہ دفع دور--- تم کتنا گھٹیہ مذاق کرتی ہو اللہ نہ کرے کسی گندے انسان کی مجھ پر نظر پڑے----

مشکات نے کتنا والہانہ کہا تھا---

تراب کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔

میران فوراً چونکا۔

اب کیوں ہنس رہا ہے بے؟ گولی دماغ میں بھی لگی تھی کیا؟

منہ بند رکھ وہ ڈر رہی ہے مجھ سے ۔

"کون؟ نقاب والی ۔"

"ہممم...۔صرف بہادر بنتی ہے ۔"

میران فوراً سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

"اوہ اچھا ۔"

اور کیا کیا دریافت کر لیا آپ نے اس نقاب پوش کے بارے میں ۔؟

گولی کھا کر بندہ اللہ کو یاد کرتا ہے اور تیرا تو نقاب نامہ ہی بند نہیں ہو رہا ۔۔

"بکواس بند کر۔"

"میں بکواس کر رہا ہوں؟"

"ویسے ایک بات بتاؤں؟"

میران اس کے کان میں گھسا ۔

"نہیں۔"

ابھی کے ابھی دفع ہو جاو ۔

تراب نے رخ موڑ کر آنکھیں بند کیں ۔

اس عزت افزائی کا شکریہ پھر بھی بتا ہی دوں تم جو اسے گینگسٹر لگے ہو بلکل ٹھیک لگے ہو ۔۔حلیہ دیکھو ۔۔لمبے لمبے وحشیوں والے بال جو تمہیں مزید اس وقت وحشی بنا رہے ہیں آنکھوں کی سرخی سے تم کوئی نشہ کرنے والے لگ رہے ہو اور ذرا تمہارے چہرے کے تاثرات دیکھو ۔۔۔

لگتا ہے چار پانچ قتل کر کے گھوم رہے ہو --

مجھے لگتا ہے اُس نے تجھے غنڈہ نہیں... پورا مافیا سمجھ لیا ہے اور اب وہ تجھے اس کالونی میں گھسنے نہیں دے گی --وہ مزے سے تراب کو تپا رہا تھا -

تراب نے بھنویں چڑھائیں-

"کیوں؟"

اس کا دماغ درست کر دوں گا دو منٹ میں اگریمنٹ ہے ایسے کیسے نکال دے گی ---- اس کے باپ کا راج ہے ---؟

وہ اپنے پرانے موڈ میں واپس آ چکا تھا -

باپ کا تو نہیں اس کی ماں کا ضرور ہے ---

ویسے کیا بتائے گا سب کو گولی کس نے اور کیوں ماری ؟وہ نقاب والی تو پوری تسلی کرے گی میرے بھائی ---میران کی بات پر اس کے ماتھے پر ناگواری کی لکیریں ابھریں -

اس نے اور اس کے گھر والوں نے میری جان بچائی ہے تو اسکا یہ مطلب نہیں کہ تراب جیسل کی ذاتی زندگی کا وہ پوسٹ مارٹم کریں ---کراچی میں کسی کو گولی لگنا کونسا کوئی نئی بات ہے ---ضرورت نہیں کسی بھی بات کا جواب دینے کی --

تراب نے نہایت بیزاری کے عالم میں کہا -

میران اس کے پل پل بدلتے رنگ دیکھ رہا تھا --

لگتا ہے گولی کچھ زیادہ ہی کڑوی تھی جو پورے خون میں ہیچکولے کھا رہی ہے -

خیر کل ملتی ہے تو شکریہ بھی بول دوں گا میرے یار کی جان بچائی ہے اس نے آخر ---

تراب سن ----"-"

میران نے غنودگی میں جاتے ہوئے تراب کو پھر سے پکارا ۔

تراب نے اپنی لال انگارہ ہوتی آنکھوں سے اسے دیکھا ۔۔۔

یار میں سوچ رہا ہوں سبین آنٹی کو بتا دوں ۔۔ تمھاری ماں ہیں انہیں معلوم ہونا چاہیئے بیٹا مرتے مرتے بچا ہے ۔

ہر گز نہیں "۔"

"مگر کیوں یار ۔۔ان کا حق ہے"

"مجھ پر صرف میرا حق ہے"

تراب نے ایک سرد اور گہری مسکراہٹ کے ساتھ اپنی نظریں چھت کی طرف موڑ لیں۔ اس کے لہجے میں تلخی تھی۔

میں مر بھی جاؤں میران۔۔۔ تو بھی انہیں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ خیر! تم میری ملاقات کل حریم سے کرواؤ۔۔۔اسے کہو میں اس سے ملنا چاہتا ہوں ۔

میران، جو آدھی نیند میں تھا، تراب کی یہ فرمائش سن کر ایسے اچھلا جیسے کرسی کے نیچے بم پھٹ گیا ہو۔ وہ آنکھیں پھاڑے تراب کے سر پر آ کھڑا ہوا۔

"کیا کہا تو نے ؟۔۔کس کو بلانا ہے ؟"

گویا تصدیق چاہی ۔

"حریم کو ۔۔۔"

وہ آنکھیں موندے پر سکون انداز میں بولا ۔

یار ۔۔۔گولی بازو میں لگی تھی یا دماغ میں "۔"

میران کے سوال پر تراب خاموش رہا ۔

ابے بھائی تو--- کیا پاگل ہو گیا ہے؟ دماغ کا اسکرو ڈھیلا ہو گیا ہے گولی لگنے سے؟ حریم؟؟ مگر کیوں؟

چل نقاب والی کا نام لے تو چل بنتا ہے کہ اس نے تیری جان بچائی ----مگر یہ حریم ----یہ کہاں سے آ گئی بیچ میں؟؟؟؟؟

میران کا چین اور سکون غارت ہورہا تھا -

میں نے جیسا کہا ہے، ویسا کرو!-

تراب نے سخت اور ٹھوس آواز میں کہا-

یار--- میری بات تو سن!-

میران نے اپنے دونوں ہاتھ ہوا میں لہرائے، اس کا چہرہ دیکھنے لائق تھا-

، کہیں تو حریم کو--- اپنی بیوی--- توبہ استغفار، میری تو زبان ساتھ نہیں دے رہی یار! ---تو اس آفتِ ناگہانی کو اپنی لائف میں کیوں بلا رہا ہے؟ ----

اس ک فضول سوالوں پر تراب تپ رہا تھا -

میران ! جتنا کہا ہے، اتنا ہی کرو اور اب اپنا یہ بڑا سا منہ بند کرو--- تراب نے درد سے کراہتے ہوئے اسے گھورا، مجھے بازو میں شدید درد ہو رہا ہے، جاؤ اور نرس سے کہو کہ مجھے کوئی پین کلر لگا دے، ورنہ میں نے اس زخمی بازو سے ہی تمہارا منہ توڑ دینا ہے- --

ہاں ہاں ! جا رہا ہوں، بڑا آیا پین کلر کا شوقین--- میران بڑبڑاتا ہوا وارڈ سے باہر نکل گیا-

کوریڈور میں آتے ہی میران نے سخت غصے اور الجھن کے تاثرات کے ساتھ اپنے بال نوچے- اس کا دماغ سن ہو چکا تھا، کیا یہ سچ مچ حریم کو اپنی بیوی قبول کرے گا؟ یا پھر--- یا پھر یہ کوئی نیا دھماکہ کرنے والا ہے؟" -

پتا نہیں اب کونسا نیا ڈرامہ کرے گا یہ تراب جبیل ۔

وہ خود سے سوال کرتا ہوا نرسنگ کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔۔

نوال فاروقی نے آئینے میں اپنے چہرے کو دیکھا۔ اسد کی بے وفائی کا زہر اس کے وجود میں اتر کر اب بارود بن چکا تھا۔اس نے ایک گہرا اور حتمی سانس لیا، اپنی چادر کو مضبوطی سے اپنے شانوں پر جماتے ہوئی خود سے ہم کلام ہوئی ۔

میری برداشت بس یہیں تک تھی۔۔۔! میں نے بہت سہہ لیا، بہت آنسو بہا لیے، لیکن اب بس۔

اس نے مٹھیاں بھینچیں اور آئینے میں اپنی ہی نظروں میں جھانکا ۔

میں اب اور مزید کسی کو یہ اجازت نہیں دوں گی کہ وہ میرے جسم، میری روح، یا میرے فیصلوں پر حکومت کرے۔ نوال فاروقی اب کٹ پتلی نہیں ہے۔ میں اب وہ ہاتھ توڑ دوں گی جو میری عزت کی طرف بڑھیں گے۔۔۔ اور وہ آنکھیں نوچ لوں گی جو مجھے ڈرانے کی جرات کریں گی۔ عورت ہوں تو کیا ہوا۔۔۔؟۔

عورت ہونا میری کمزوری نہیں، میری سب سے بڑی طاقت ہے۔ اب میں کسی کے رحم و کرم پر نہیں جیوں گی۔ اب فیصلے میں کروں گی، اور دنیا مانے گی۔

آئینے کے سامنے کھڑی نوال فاروقی اب وہ پرانی، ڈری سہمی لڑکی نہیں تھی، بلکہ اپنے حق کے لیے لڑنے والی ایک دبنگ اور نڈر عورت بن چکی تھی۔

یو آر ریجیکٹڈ، مسٹر اسد۔۔۔۔۔

سعدیہ بیگم ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھی بار بار گھڑی دیکھ رہی تھیں۔

نہ ناشتہ اب تک نہیں آیا تھا اور نہ ہی ناشتہ کرانے والی --

اور یہ پہلی بار ہوا تھا کہ نوال اب تک کمرے سے باہر نہیں نکلی تھی۔

اسد رات سے غائب تھا نوال کو اس بات کی پرواہ بھی نہیں تھی کہ وہ رات سے غائب کیوں ہے --

اچانک کمرے کا دروازہ کھلا۔اور نوال اپنا کچھ ضروری سامان لئے کمرے سے باہر نکلی ۔

سعدیہ بیگم نے غصے سے سر اٹھایا... مگر اگلے ہی لمحے اُن کی آنکھیں پھیل گئیں۔

چہرہ زرد تھا، آنکھیں سوجی ہوئی... مگر قدم مضبوط لئے وہ کہیں جانے کو تیار تھی ۔

"یہ کیا ڈرامہ ہے؟"

سعدیہ بیگم فوراً کھڑی ہوئیں۔

نوال خاموشی سے آگے بڑھی۔

"میں تم سے پوچھ رہی ہوں نوال!۔"

نوال رکی۔

پھر پہلی بار بغیر ڈرے اُن کی آنکھوں میں دیکھا۔

"ڈرامہ تو دو سال سے چل رہا تھا امی...۔"

آج صرف اُس کا آخری سین ہے۔"۔"

"زبان چلانے لگی ہو تم؟"

"نہیں...۔"

"آج سے دماغ چلانے لگی ہوں ۔"

نوال نے پرسکون لہجے میں کہا۔

بہت پچھتاو گی یاد رکھنا "۔"

سعدیہ بیگم غصے سے اُس کے قریب آئیں۔

"میں سچ میں پچھتا ہی رہی ہوں"

"اسد تمہیں چھوڑے گا نہیں یاد رکھنا"

"اس نے مجھے کسی قابل چھوڑا بھی کہاں یہ یاد رکھوں گی "۔

"دو دن میں عقل ٹھکانے آجائے گی"

"مجھے دکھ ہے کہ دو سال لگے میری عقل کو ٹھکانے لگتے لگتے "۔

ایک بات کان کھول کر سن لو۔

اگر آج یہ قدم اس گھر سے باہر نکالا نا... تو واپس نہیں آ سکو گی۔

نوال کے ہاتھ ٹرولنگ کیس پر مضبوط ہوگئے۔

"واپس...۔"

اس جہنم میں واپسی کا تصور بھی اب میری جان لے لے گا ۔

"دوسری شادی کوئی جرم نہیں ہے ---"

سعدیہ بیگم تنکتے ہوئے بولیں ۔

جی بلکل جرم نہیں ہے اللہ کرے آپ کو بھی ایسا داماد ملے جسے دو تین شادیوں کا شوق ہو ۔

"تم حد سے بڑھ رہی ہو!۔"

اسد تو رات بتا رہا تھا کہ تم مان گئی ہو۔آنے دو اسد کو جب دو چار تھپڑ منہ پر پڑیں گے تو ساس کے ساتھ زبان چلانے کا انجام معلوم ہو گا --

آپ اور کر بھی کیا سکتیں ہیں اس کے علاوہ

نوال نے اپنے ہاتھ میں پکڑا ٹرولنگ کیس مضبوطی سے تھاما۔

"آپ میرے راستے سے ہٹ جائیں امی..."

"تمہیں سمجھ نہیں آ رہی تم کیا کر رہی ہو۔"

سعدیہ بیگم اُس کے سامنے آ کھڑی ہوئیں۔

گھر چھوڑ کر جانے والی عورتوں کی کبھی عزت نہیں رہتی ۔

"عزت...؟"

وہ دھیرے سے بولی۔

کاش آپ نے اپنے بیٹے کو عورت کی عزت کرنا سکھایا ہوتا ۔مگر آپ نے اسے جنگلی جانور بنا دیا جو

صرف کاٹنا جانتا ہے ۔

زبان مت چلاؤ نوال --

"کیوں نہ چلاؤں؟"

نوال کی آواز بھرائی ۔

"آپ کو میں نے ماں کا مقام دیا..."

مگر آپ مجھے بیٹی کی جگہ تو دور، ایک انسان بھی نہ سمجھ سکیں۔

"کس حق سے روک رہی ہیں آپ مجھے؟"

نوال نے سیدھا سوال کیا۔

"کون سا رشتہ نبھایا ہے آپ لوگوں نے میرے ساتھ؟"

سعدیہ بیگم کے چہرے پر غصہ اب واضح تھا۔

نوال دروازے کی طرف بڑھی پھر رکی۔

"بس ایک بات یاد رکھئے گا...۔"

نوال نے پلٹ کر کہا۔

نئی بہو پر اتنا ظلم مت کیجیے گا کہ اس کی بدعا پلٹ کر آپ کی بیٹی کے آگے آئے ۔۔

نوال اسد کے آنے سے پہلے وہاں سے نکل گئی تھی ۔

عورت جب فیصلہ کر لے نا... تو پھر کائنات کی کوئی دیوار اُسے روک نہیں سکتی۔ وہی عورت جو برسوں خاموشی سے ہر ستم سہتی ہے، ایک دن اچانک اپنے اندر کے سارے خوف ہمیشہ کے لیے دفن کر دیتی ہے۔ پھر نہ زمانے کے طعنے اُس کا راستہ روکتے ہیں، نہ محبت کے مصلحت آمیز رشتے اُسے باندھ پاتے ہیں، اور نہ ہی کسی مرد کی دھمکیاں اُس کے قدم ڈگمگا سکتی ہیں۔ کیونکہ اُس گھڑی وہ جذبات کے بہاو میں نہیں، بلکہ اپنے ہی ٹوٹے ہوئے وجود کے ملبے پر کھڑے ہو کر فیصلہ کر چکی ہوتی ہے۔ اور یاد رکھو! جب عورت خود کو چُن لیتی ہے نا... تو پھر دنیا کی کوئی طاقت اُسے دوبارہ جھکا نہیں سکتی۔۔

(لمحہ فکریہ)

۔

جاری ہے